کتاب الرویا

از

ابوشہریار

۲۰۱۸-، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

مقدمہ

اس مختصر کتاب میں خواب سے متعلقہ مباحث کا ذکر ہے- جن میں ان روایات پر تحقیق کی گئی ہے جو تعبیر خواب کے نام پر دھندہ کرنے والے پیش کر کے عوام کا مال بتوڑتے ہیں- کتاب میں خواب میں اللہ تعالی کو دیکھنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنے سے متعلق بھی روایات پیش کی گئی ہیں اور ان کی اسناد پر تحقیق کی گئی ہے-آخری ابواب میں فرقوں کے متضاد خواب جمع کیے گئے ہیں اور ان کی تلبسات باطلہ کا رد کیا گیا ہے - اس کتاب میں انبیاء کے وہ خواب جو انہوں نے نبی بننے سے قبل دیکھے ان پر نظر ڈالی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ یہ خواب محض سچے خواب تھے نہ کہ الوحی-

ابو شہریار

رمضان ۱۴۳۹

مئی ۲۰۱۸

باب ۱: کتاب الرویا کا بھید

بعض علماء اس عقیدہ کے قائل ہیں کہ انسانی جسم میں دو روحیں ہوتی ہیں— ان میں سے ایک کو نفس بالا یا روح بالا کہتے ہیں جو حالت نیند میں انسانی جسم چھوڑ کر عالم بالا جاتی ہے وہاں اس کی ملاقات فوت شدہ لوگوں کی ارواح سے ہوتی ہے، دوسری روح یا نفس، نفس زیریں ہے یا معروف روح ہے جو جسد میں رہتی ہے- اس تمام فلسفہ کو ضعیف روایات سے کشید کیا گیا ہے اور اس کی ضرورت اس طرح پیش آئی کہ خوابوں کی دنیا میں تعبیر رویا کی صنف میں عرب مسلمانوں کو مسائل در پیش تھے—اگرچہ قرآن میں تعبیر رویا کو خاص ایک وہبی علم کہا گیا ہے جو انبیاء کو ملتا ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس صنف میں کوئی طبع آزمائی نہیں کی- حدیث کے مطابق ایک موقعہ پر امت کے سب سے بڑے ولی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی کہ وہ ایک خواب کی تعبیر کی کوشش کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوا تھا لیکن وہ بھی اس کی صحیح تعبیر نہ کر سکے—اس کے علاوہ کسی صحیح حدیث میں خبر نہیں ملتی کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا امہات المومنین بھی خواب کی تعبیر کرتے ہوں

تعبیر رویا کی تفصیل کہ اس میں مرنے والوں اور زندہ کی روحوں کا لقا ہوتا ہے اور وہ ملتی ہے اشارات دیتی ہیں نہ صرف فراعنہ مصر کا عقیدہ تھا بلکہ ان سے یونانیوں نے لیا اور ان سے یہود سے ہوتا ہم تک پہنچا ہے

عنطیفون پہلا یونانی فلسفی نے جس نے عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ صدیوں قبل تعبیر خواب پر کتاب لکھی

Antiphon the Athenian (480 BC-411 BC)

اس نے دعوی کیا کہ زندہ کی روحیں مرنے والوں سے ملتی ہیں

PRIMAL SOCIETIES

Although early human beings had several different ideas concerning what dreams are, they seem always to have invested dreams with great significance. That the soul left the body during sleep and actually experienced the dream events elsewhere, possibly in a supernatural world, was a widespread belief. In virtually every primal society investigated by anthropologists, the people treated dreams as an especially important way of receiving messages from the world of power and spirit, from the gods and other powerful beings.

A History of dream Interpretation in western society, J. Donald Hughes, Dreaming 10(1):7-18 March 2000

یہ بات یہود کی کتاب مدرش ربہ میں بھی موجود تھی کہ زندوں کی ارواح اپنے اجسام سے نکل کر عالم بالا میں مرنے والوں کی ارواح سے ملتی ہیں مثلا

...when they sleep their souls ascend to Him... in the morning He restores one's soul to everyone.

Midrash Rabba, Deuteronomy 5:15

جب یہ سوتے ہیں توان کی ارواح بلند ہوتی ہیں رب تک جاتی ہیں مدرش ربہ

کتاب تعبیر الرؤیا از إبوطاہر الحرانی المقدسی النمیری الحنبلی المُعَبِّر (المتوفی : نحو 779ھ-) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں یہ دانیال کا قول ہے

قَالَ دانيال عَلَيْه السّلَام: الْأَرْوَاح يعرج بهَا إِلَى السّمَاء السّابِعَة حَتَّى توقف بَين يَدي رب الْعِزَّة فَيُؤذن لَهَا بِالسّجُود فَمَا كَانَ طَاهِرا مِنْهَا سجد تَحت الْعَرْش وَبشر فِي مَنَامه

دانیال علیہ السلام کہتے ہیں ارواح بلند ہوتی ہیں سات آسمان تک جاتی ہیں یہاں تک کہ رب العزت کے سامنے رکتی ہیں ان کو سجدوں کی اجازت ملتی ہے اگر طاہر ہوں تو وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتی ہیں اور ان کو نیند میں بشارت ملتی ہے

دانیال یہود کے مطابق ایک ولی اللہ تھے نبی نہیں تھے اور ان سے منسوب ایک کتاب دانیال ہے جس میں ایک خواب لکھا ہے کہ انہوں نے عالم بالا کا منظر خواب میں دیکھا- رب العالمین کو عرش پر دیکھا اور ملائکہ اس کے سامنے کتب کھولے بیٹھے تھے سجدے ہو رہے تھے احکام لے رہے تھے –یہ کتاب عجیب و غریب عقائد کا مجموعہ ہے جس میں یہ تک لکھا ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک مہینہ تک بابل والوں کے قیدی رہے ان کا معلق وجود رہا یہاں تک کہ اسرافیل علیہ السلام نے آزاد کرایا وغیرہ- یہ کتاب یہودی تصوف کی صنف میں سے ہے –اگرچہ مسلمانوں نے دانیال کو ایک نبی بنا دیا ہے جس پر کوئی دلیل نہیں ہے نہ قرآن میں ذکر ہے نہ صحیح حدیث میں-

دانیال کے خواب کی بنیاد پر یہودی علماء کہتے ہیں کہ وہ بھی خواب بتا سکتے ہیں کیونکہ دانیال نبی نہیں ولی تھے اسی طرح خواب میں مردوں کی روحوں سے ملاقات ممکن ہے- لیکن مسلمانوں کو اس پر دلیل چاہیے تھی کیونکہ ان کے نزدیک دانیال نبی تھے اور ایک غیر نبی کے لئے خواب کی تعبیر کرنے کی کیا دلیل ہے لہذا روایات بنائی گئیں کہ یہ تو عالم بالا میں ارواح سے ملاقات ہے

واضح رہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی جو جسمانی تھی اس کے برعکس کسی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں بیان کیا کہ وہ خواب میں عرش تک گئے- اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں - تابعین میں بعض افراد نے تعبیر رویا کو ایک ایسا علم قرار دینے کی کوشش کی جو محنت سے حاصل ہو سکتا ہے – اس میں بصرہ کے تابعی ابن سیرین سے منسوب ایک کتاب بھی ہے لیکن اس کی سند ثابت نہیں ہے- یہ ایک جھوٹی کتاب ہے جو ابن سیرین سے منسوب کی گئی ہے –بہت سے بہت یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رجحان کا بعض لوگوں میں اضافہ ہو رہا تھا کہ تعبیر رویا ایک علم ہے جو کسب سے حاصل ہو سکتا ہے –

اس صنف کے پروآن چڑھنے کی وجہ مال تھا کیونکہ اکثر بادشاہوں کو اپنی مملکت کے ختم ہونے کا خطرہ رہتا تھا- شاہ مصر نے خواب دیکھا اس کی تعبیر یوسف علیہ السلام نے کی- قیصر نے خواب دیکھا کہ مختون لوگ اس کی سلطنت تباہ کر رہے ہیں جس سے اس نے مراد یہودی لیے –دانیال نے شاہ بنی نبوکد نصر کے خواب کی تعبیر کی –وغیرہ لہذا خلفاء و حکمران جو خواب دیکھیں اس کی تعبیر بتانے والا کوئی تو ہو – اس سے منسلک مال حاصل کرنے کے لئے کتاب تعبیر الرویا لکھی گئیں اور لوگوں نے اس فن میں طاق ہونے کے دعوی کرنے شروع کیے

اس معاملے میں ابہام پیدا کرنے کے لئے قرآن کی   آیات کا استعمال کیا جاتا ہے – قبض یا توفی کا مطلب ہے کسی چیز کو پورا پکڑ نا- نکالنا یا اخراج یا کھینچنا اس کا مطلب نہیں ہے لیکن مترجمین اس آیت کا ترجمہ کرتے وقت اس کا خیال نہیں رکھتے- قرآن میں اللہ تعالی عیسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں انی متوفیک میں تم کو قبض کروں گا یعنی پورا پورا تھام لوں گا –اس کا مطلب یہ نہیں کہ موت دوں گا

سورہ الزمر میں ہے

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنامِها فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرى إِلى أَجَلٍ مُسَمًّى

اللہ پورا قبضے میں لیتا ہے نفس کو موت کے وقت اور جو نہیں مرا اس کا نفس نیند کے وقت، پس پکڑ کے رکھتا ہے اس نفس کو جس پر موت کا حکم لگاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو اک وقت مقرر تک کے لئے

حالت نیند میں اور موت میں قبض نفس ہوتا ہے- نیند میں قبض جسم میں ہی ہوتا ہے اور نفس کا اخراج نہیں ہوتا جبکہ موت میں امساک کا لفظ اشارہ کر رہا ہے کہ روح کو جسم سے نکال لیا گیا ہے

سورہ الانعام میں آیات ٦٠ تا ٦١ میں ہے

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلٌ مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ () وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ

اور وہی تو ہے جو رات میں تم کو قبض کرتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس سے خبر رکھتا ہے پھر تمہیں دن کو اٹھا دیتا ہے تاکہ معین مدت پوری کر دی جائے پھر تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے   وہ تم کو تمہارے عمل جو کرتے ہو بتائے گا –اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور تم پر نگہبان مقرر کئے رکھتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے

بے ہوشی یا نیند میں نفس جسد میں ہی رہتا ہے لیکن اس پر قبض ہوا ہوتا ہے یعنی جکڑا ہوتا ہے

انسان کو احتلام ہو رہا ہوتا ہے، پسینہ آ رہا ہوتا ہے، سانس چل رہی ہوتی ہے، نبض رکی نہیں ہوتی اور دماغ بھی کام کر رہا ہوتا ہے، دل دھڑک رہا ہوتا ہے، معدہ غذا ہضم کر رہا ہوتا ہے، انسان پر زندگی کے تمام آثار غالب اور نمایاں ہوتے ہیں- موت پر یہی مفقود ہو جاتے ہیں، جس سے ظاہر ہے کہ ایک بہت بڑی تبدیلی جسم پر آتی ہے اور وہ ہے روح کا جسد سے نکال لیا جانا

بحر الحال تعبیر رویا کی مقبولیت میں اضافہ ہوتا گیا اور یہاں تک کہ آٹھویں صدی کے امام ابن تیمیہ اپنے فتوی اور کتاب شرح حدیث النزول میں لکھتے ہیں کہ حالت نیند میں زندہ لوگوں کی روح، مردوں سے ملاقات کرتی ہیں . ابن تیمیہ لکھتے ہیں

ففي هذه الأحاديث من صعود الروح إلى السماء، وعودها إلى البدن، ما بين أن صعودها نوع آخر، ونزوله ليس مثل صعود البدن.

پس ان احادیث میں ہے کہ روح آسمان تک جاتی ہے اور بدن میں عود کرتی ہے اور یہ روح کا اٹھنا دوسری نوع کا ہے اور بدن اور اس کے نزول جیسا نہیں

اس کے بعد ابن تیمیہ لکھتے ہیں

وروينا عن الحافظ أبي عبد الله محمد بن منده في كتاب [الروح والنفس] : حدثنا أحمد بن محمد بن إبراهيم، ثنا عبد الله بن الحسن الحراني، ثنا أحمد بن شعيب، ثنا موسى بن أيمن، عن مطرف، عن جعفر بن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس ـ رضي الله عنهما ـ في تفسير هذه الآية: {اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا} [الزمر: 42] . قال: تلتقي أرواح الأحياء في المنام بأرواح الموتى ويتساءلون بينهم، فيمسك الله أرواح الموتى، ويرسل أرواح الأحياء إلى أجسادها.

اور الحافظ إبي عبد الله محمد بن منده فی کتاب الروح والنفس میں روایت کیا ہے حدثنا أحمد بن محمد بن إبراهيم، ثنا عبد الله بن الحسن الحراني، ثنا أحمد بن شعيب، ثنا موسى بن أيمن، عن مطرف، عن جعفر بن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس -رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں: {اللَّهُ يَتَوَفِّي الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا}[الزمر: 42] کہا: زندوں کی روحیں نیند میں مردوں کی روحوں سے ملتی ہیں اور باہم سوال کرتی ہیں، پس اللہ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحیں چھوڑ دیتا ہے

یہ روایت ہی کمزور ہے اسکی سند میں جعفر بن اِبی المغیرۃالخزاعی ہیں. تہذیب التہذیب کے مطابق جعفر بن اِبی المغیرۃالخزاعی کے لئے ابن مندہ کہتے ہیں

وقال بن مندة ليس بالقوي في سعيد بن جبير

اور ابن مندہ کہتے ہیں سعید بن جبیر سے روایت کرنے میں قوی نہیں

ابن تیمیہ مزید لکھتے ہیں

وروى الحافظ أبو محمد بن أبي حاتم في [تفسيره] : حدثنا عبد الله بن سليمان، ثنا الحسن، ثنا عامر، عن الفُرَات، ثنا أسباط عن السدى: {وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا} قال: يتوفاها في منامها. قال: فتلتقي روح الحي وروح الميت فيتذاكران ويتعارفان. قال: فترجع روح الحي إلى جسده في الدنيا إلى بقية أجله في الدنيا. قال: وتريد روح الميت أن ترجع إلى جسده فتحبس.

اور الحافظ اِبو محمد بن اِبی حاتم اپنی تفسیر میں روایت کرتے ہیں حد ثنا عبداللہ بن سلیمان، ثنا الحسن، ثنا عامر، عن الفُرَات، ثنا اِسباط عن السدی: { وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا } کہا نیند میں قبض کیا. کہا پس میت اور زندہ کی روح ملتی ہے پس گفت و شنید کرتی ہیں اور پہچانتی ہیں. کہا پس زندہ کی روح جسد میں پلٹی ہے دنیا میں تا کہ اپنی دنیا کی زندگی پوری کرے. کہا: اور میت کی روح جسد میں لوٹائی جاتی ہے تا کہ قید ہو

اس روایت کی سند بھی کمزور ہے اس کی سند میں السدی ہے جو شدید ضعیف راوی ہے اور اسباط بھی ضعیف ہے

اس کے بعد ابن تیمیہ نے کئی سندوں سے ایک واقعہ پیش کیا جس کے الفاظ میں بھی فرق ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ انسان کا خواب کبھی سچا اور کبھی جھوٹا کیوں ہوتا ہے؟ جس پر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ روحیں آسمان پر جاتی ہیں

وقال ابن أبي حاتم: ثنا أبي، ثنا عمر بن عثمان، ثنا بَقِيّة؛ ثنا صفوان بن عمرو، حدثني سليم بن عامر الحضرمي؛ أن عمر بن الخطاب ـ رضي الله عنه ـ قال لعلي بن أبي طالب ـ رضي الله عنه: أعجب من رؤيا الرجل أنه يبيت فيرى الشيء لم يخطر له على بال! فتكون رؤياه كأخذ باليد، ويرى الرجل الشيء؛ فلا تكون رؤياه شيئًا، فقال على بن أبي طالب: أفلا أخبرك بذلك يا أمير المؤمنين؟ إن الله يقول: {اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى

أَجَلٍ مُسَمًّى} [الزمر: 42] ، فالله يتوفي الأنفس كلها، فما رأت ـ وهي عنده في السماء ـ فهو الرؤيا الصادقة. وما رأت ـ إذا أرسلت إلى أجسادها ـ تلقتها الشياطين في الهواء فكذبتها، فأخبرتها بالأباطيل وكذبت فيها، فعجب عمر من قوله. وذكر هذا أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن منده في كتاب [الروح والنفس] وقال: هذا خبر مشهور عن صفوان بن عمرو وغيره، ولفظه: قال على بن أبي طالب: يا أمير المؤمنين، يقول الله تعالى: {اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى} والأرواح يعرج بها في منامها، فما رأت وهي في السماء فهو الحق، فإذا ردت إلى أجسادها تلقتها الشياطين في الهواء فكذبتها، فما رأت من ذلك فهو الباطل.

اور ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں... کہ سلیم بن عامر نے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ایک آدمی خواب دیکھتا ہے جس میں اس کا شائبہ تک اس کے دل پر نہیں گزرا ہوتا.... علی نے کہا امیر المومنین کیا میں اپ کو اس کی خبر دوں؟ اللہ تعالی نے فرمایا {اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَى إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى} [الزمر: 42] ، پس اللہ نے نفس کو قبضہ میں لیا موت پر اور جو نہیں مرا اس کا نیند میں پس اس کو روکا جس پر موت کا حکم کیا اور دوسری کو چھوڑ دیا ایک مدت تک – تو اللہ نے نفس کو مکمل قبضہ کیا تو یہ اس کے پاس آسمان پر ہے جو سچا خواب ہے اور جو جسد میں واپس آیا اس پر شیطان نے القا کیا... عمر کو اس قول پر حیرت ہوئی اور اس کا ذکر ابن مندہ نے کتاب الروح والنفس میں کیا ہے اور کہا ہے یہ خبر مشہور ہے

.اس روایت کے راوی سلیم بن عامر کا عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے سماع ثابت نہیں ہو سکا

اپنے عقیدہ کے اثبات کے لئے ابن تیمیہ نے ابن لَهِيعَة تک کی سند پیش کی. جب کہ ان کی روایت بھی ضعیف ہوتی ہے

قال الإمام أبو عبد الله بن منده: وروى عن أبي الدرداء قال: روى ابن لَهِيعَة عن عثمان بن نعيم الرّعَيني، عن أبي عثمان الأصْبَحِي، عن أبي الدرداء قال: إذا نام الإنسان عرج بروحه حتى يؤتى بها العَرْش قال: فإن كان طاهرا أذن لها بالسجود، وإن كان جُنُبًا لم يؤذن لها بالسجود. رواه زيد بن الحباب وغيره.

ابن تیمیہ نے یہ واقعہ ابن مندہ کے حوالے سے ایک ضعیف راوی کی سند سے بھی پیش کیا

وروى ابن منده حديث على وعمر ـ رضي الله عنهما ـ مرفوعًا، حدثنا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد، ثنا محمد بن شعيب، ثنا ابن عياش بن أبي إسماعيل، وأنا الحسن بن علي، أنا عبد الرحمن بن محمد،

ثنا قتيبة والرازي، ثنا محمد بن حميد، ثنا أبو زهير عبد الرحمن بن مغراء الدوسي، ثنا الأزهر بن عبد الله الأزدي، عن محمد بن عجلان، عن سالم بن عبد الله بن عمر، عن أبيه قال: لقي عمر بن
الخطاب على بن أبي طالب فقال: يا أبا الحسن ... قال عمر: اثنتان. قال: والرجل يرى الرؤيا: فمنها ما يصدق، ومنها ما يكذب. فقال: نعم، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " ما من عبد ينام فيمتلئ نومًا إلا عُرِج بروحه إلى العرش، فالذي لا يستيقظ دون العرش فتلك الرؤيا التي تصدق، العرش فهي الرؤيا التي تكذب والذي يستيقظ دون

یہ روایت معرفۃالصحابۃ ازابو نعیم میں بھی

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الطَّلْحِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَبِيبٍ الطَّرَائِفِيُّ الرَّقِّيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ، ثنا الْأَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَوْدِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ

کی سند سے بیان ہوئی ہے لیکن راوی الْأَزْهَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ضعیف ہے

ابن حجر لسان المیزان میں اس پر بحث کرتے ہیں کہ

.أزهر بن عبد الله خراساني. عنِ ابن عجلان
.تُكلم فيه
.قال العقيلي: حديثه غير محفوظ، رواه عنه عبد الرحمن بن مغراء، انتهى
.والمتن من رواية ابن عجلان، عن سالم، عَن أبيه، عَن عَلِيّ رفعه: الأرواح جنود مجندة ... الحديث
وذكر العقيلي فيه اختلافا على إسرائيل، عَن أبي إسحاق عن الحارث، عَن عَلِيّ في رفعه ووقفه ورجح
.وقفه من هذا الوجه
.قلت: وهذه طريق أخرى تزحزح طريق أزهر عن رتبة النكارة
وأخرج الحاكم في كتاب التعبير من المستدرك من طريق عبد الرحمن بن مغراء، حَدَّثَنَا أزهر بن عبد الله الأزدي بهذا السند إلى ابن عمر قال: لقي عمر عَلِيّا فقال: يا أبا الحسن الرجل يرى الرؤيا فمنها ما يصدق ومنها ما يكذب قال: نعم، سمعت رسول اللَّه صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: ما من عبد، وَلا أمة ينام فيمتلىء نوما إلا عرج بروحه إلى العرش فالذي لا يستيقظ دون العرش ذلك الرؤيا التي
.تصدق والذي يستيقظ دون العرش فذلك الرؤيا التي تكذب
قال الذهبي في تلخيصه: هذا حديث منكر، لم يتكلم عليه المصنف وكأن الآفة فيه من أزهر
.

أزهر بن عبد الله خراساني. ابن عجلان سے (روایت کرتے ہیں)
انکے بارے میں کلام ہے

عقیلی کہتے ہیں: ان کی حدیث غیر محفوظ ہے اس سے عبد الرحمن بن مغراء روایت کرتے ہیں انتھی
... اور اس روایت کا متن ابن عجلان، عن سالم، عَن أبيه، عَن عَلِيّ سے مرفوعا روایت کیا ہے
میں (ابن حجر) کہتا ہوں: اور اس کا دوسرا طرق أزهر کی وجہ سے ہٹ کر نکارت کے رتبے پر جاتا ہے
اور حاکم نے مستدرک میں کتاب التعبیر میں اس کی عبد الرحمن بن مغراء، حَدَّثَنَا أزهر بن عبد الله الأزدي کی ابن عمر سے روایت بیان کی ہے کہ عمر کی علی سے ملاقات ہوئی پس کہا اے ابو حسن ایک آدمی خواب میں دیکھتا ہے جس میں سے کوئی سچا ہوتا ہے اور کوئی جھوٹا پس علی نے کہا ہاں میں نے رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کہ کوئی بندہ نہیں ، اور بندی نہیں جس کو نیند آئے الا یہ کہ اپنی روح کے ساتھ عرش تک اوپر جائے پس جو نہ سوئے عرش کے بغیر وہ خواب سچا ہے اور جو سوئے عرش کے بغیر اس کا خواب جھوٹا ہے
الذهبي تلخیص میں کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے مصنف نے اس پر کلام نہیں کیا اور اس میں آفت أزهر کیوجہ سے ہے

کتاب الفتح الرباني من فتاوى الإمام الشوكاني میں شوکانی اس کی بہت سی سندیں دیتے ہیں ان کو رد کرتے ہیں پھر لکھتے ہیں

والحاصل: أن رؤية الأحياء للأموات في المنام كائنة في جميع الأزمنة منذ عصر الصحابة إلى الآن. وقد ذكر من ذلك الكثير الطيب القرطبي في تذكرته، وابن القيم في كثير من مؤلفاته، والسيوطي في شرح الصدور بشرح أحوال الموتى في القبور.
الوجه الثامن: من وجوه الأدلة المقتضية لالتقاء أرواح الأحياء والأموات، وهو دليل عقلي لا يمكن الإنكار له، ولا القدح في دلالته، ولا التشكيك عليه، وذلك أنه قد وقع في عصرنا فضلا عن العصور المتقدمة أخبار كثيرة من الأحياء أنهم رأوا في منامهم أمواتا فأخبروهم بأخبار هي راجعة إلى دار الدنيا

اور حاصل یہ ہے کہ زندوں کا مردوں کو نیند میں دیکھنا چلا آ رہا ہے عصر صحابہ سے ہمارے دور تک - اور اس کا ذکر کیا ہے قرطبی نے تذکرہ میں اور ابن قیم نے اپنی بہت سی تالیفات میں اور السیوطی نے شرح الصدور بشرح إحوال الموتی فی القبور میں
اور دوسری وجہ : اور وہ دلائل جو ضرورت کرتے ہیں کہ زندوں کی روحیں مرنے والوں سے ملتی ہیں وہ عقلی ہیں جن پر کوئی قدح نہیں، نہ ان پر شک ہے اور ہمارے زمانے کے بہت سے فضلاء کو خبریں ملی ہیں ان مردوں سے جو اس دار سے جا چکے ہیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ سَجَدَ عَلَى جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الرُّوحَ لَا يَلْقَى الرُّوحَ»، أَوْ قَالَ: «الرُّوحُ يَلْقَى الرُّوحَ» - شَكَّ يَزِيدُ - فَأَقْنَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَسَجَدَ مِنْ خَلْفِهِ عَلَى جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نیند میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں اور اس کا ذکر رسول اللہ سے کیا تو کہا کہ جوابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روح کی ملاقات روح سے نہیں ہوتی یا فرمایا روح کی ملاقات روح سے ہوتی ہے اس میں یزید کو شک ہو گیا۔ پس رسول اللہ نے اس کو قبول کیا پھر ان کو سجدہ کا حکم کیا کہ وہ پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کریں

مصنف عبد الرزاق ۲۳۹۴ میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ، مِنْ بَنِي خُزَيْمَةَ: أَنَّ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ، نَذَرَ لَيَسْجُدَنَّ عَلَى جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَفْسُ الرَّجُلِ «فَكَانَ هَذَا الْخَبَرَ

بنی خزیمہ کے ایک شخص نے خبر دی کہ خزیمہ نے نذر مانی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کریں گے پس رسول اللہ کو اس سے کراہت ہوئی

سند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْمَدِينِيُّ يَعْنِي الْخَطْمِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، يُحَدِّثُ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّهُ رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّهُ يُقَبِّلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ، " فَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَ جَبْهَتَهُ

عُمَارَةَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ نے خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ سے روایت کیا کہ انہوں نے نیند میں دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لے رہے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی تو انہوں نے پیشانی پر بوسہ کیا

مسند احمد میں ہے

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَمِّهِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ خُزَيْمَةَ بْنَ ثَابِتٍ رَأَى فِي النَّوْمِ أَنَّهُ يَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ

امام زہری نے خبر دی کہ ان کو عُمَارَةُ بْنُ خُزَيْمَةَ نے خبر دی، اپنے چچا سے جو صحابی تھے کہ ...

مسند احمد کے محقق شعیب الأرناؤوط ان تمام اسناد پر کہتے ہیں ضعيف لاضطراب إسناده ومتنه یہ روایت سند و متن میں اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے

اس کی ایک علت ہے کہ اس میں عمارة بن عثمان بن حنيف مجہول الحال ہے

دوسری علت ہے کہ بعض سندوں میں نام عُمَارَةَ بْنَ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ لیا گیا ہے جو غلط ہے

تیسری علت ہے کہ صحیح ابن حبان میں سند میں نام خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ لیا گیا ہے- یہ بھی مجہول الحال ہے

لیکن صحیح ابن حبان کی ح ۷۱۴۹ کی تعلیق میں شعیب نے کمال کر دیا کہ تحقیق میں لکھا

وأخرجه ابن أبي شيبة 78/11، وابن سعد 4/380-381، وأحمد 5/214 و 215، والنسائي في "الكبرى" كما في "التحفة" 128/3 من طريق حماد بن سلمة، عن أبي جعفر الخطمي، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت أن أباه قال: رأيت في المنام كأني أسجد على جبهة النبي صلى الله عليه وسلم، فأخبرته بذلك، فقال: إن الروح لتلقى الروح، فأقنع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه هكذا، فوضع جبهته على جبهة النبي صلى الله عليه وسلم، وهذا سند صحيح رجاله ثقات.

اس کی تخریج کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن سعد نے امام احمد نے نسائی نے .... حماد بن سلمة، عن أبي جعفر الخطمي، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت کے طرق سے ....اس کی سند صحیح اور رجال ثقہ ہیں

راقم کہتا ہے شعیب کی بات میں تضاد ہے – صحیح بات ہے کہ یہ طرق بھی ضعیف ہے کیونکہ مجھول الحال ہے- شعیب نے خود مسند احمد کی ح ٢١٨٦٣ کی تعلیق میں لکھا ہے

فالصواب أنه عمارة ابن عثمان بن حنيف، ابن أخي سهل بن حنيف، وكذا وقع عند النسائي (7632) ، وهو مجهول لم يرو عنه غير أبي جعفر الخَطْمي، ولم يؤثر توثيقه

ٹھیک یہ ہے کہ عمارة ابن عثمان بن حنيف ، سہل بن حنیف کا بھتیجا ہے اور ایسا ہی نسائی میں ہے، جو مجھول ہے، اس سے صرف ابو جعفر الخطمی روایت کرتا ہے اور یہ توثیق موثر نہیں ہے

افسوس البانی نے المشکاة کی تعلیق میں اس کو صحیح لغیرہ کا درجہ دیا ہے جبکہ سند میں مجھول ہے-

غیر مقلدین کی ایک معتبر شخصیت عبد الرحمٰن کیلانی کتاب روح عذاب قبر اور سماع الموتی میں لکھتے ہیں

وتجربات کی وجوہ یا اسباب وعلل تلاش کرنا شروع کردے تو اس میں ناکام ہی رہے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی وضاحت اللہ تعالےٰ نے یوں فرمائی کہ: "وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا"

ان ہر دو اقسام کی روحوں کے بارے میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہیے کہ ایک قسم کی روح کے خاتمہ سے دوسری قسم کی روح از خود ختم ہوجاتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص سویا ہوا کوئی خواب دیکھ رہا ہے کہ کسی دوسرے شخص نے اُسے سوتے میں قتل کردیا۔ تو روحِ نفسانی خواہ کہیں بھی سیر کرتی ہوگی۔ اب یہ دوبارہ اس جسم میں داخل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے وہیں قبض کرلے گا۔ اسی کے برعکس صورت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روحِ نفسانی کو خواب میں قبض کرلیں تو بستر پر سونے والا آدمی بغیر کسی حادثہ یا بیماری کے مرجائے گا۔ ارشادِ باری ہے:

"اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰىٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى"

(الزمر: ۴۲)

"اللہ تعالیٰ موت کے وقت کسی شخص کی روح کو قبض کرلیتا ہے اور اُس شخص کی روح کو بھی جو خواب میں ہے اور ابھی مرا نہیں، پھر جن پر موت کا حکم کرچکتا ہے اُن کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو جو (خواب دیکھ رہی ہیں) ایک مقررہ وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔"

آیتِ مذکورہ بالا سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

۱۔ یہ آیت اس بات پر سب سے قوی دلیل ہے کہ روح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ روح جو کسی حالت میں بھی بدن کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اور یہ روحِ حیوانی یا نفسِ زیریں ہے۔ دوسری وہ روح جو خواب میں بدن کو چھوڑ کر سیر کرتی پھرتی ہے اور ہر طرح کے واقعات سے دوچار ہوتی ہے۔ یہ روح نفسِ بالا یا روحِ انسانی کہلاتی ہے۔ اسی روح کو اللہ تعالیٰ مخاطب فرماتے ہیں۔ اور اسی روح کو دوام ہے۔

۲۔ روحِ حیوانی یا نفسِ زیریں کا تعلق محض بدن سے ہے۔ بدن نہ ہو تو اس روح کا کوئی وجود ہی نہیں رہتا۔ بلکہ یہ روح تو بدن کے بوسیدہ ہونے یا فنا ہونے کا بھی انتظار نہیں کرتی۔ موت کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے۔ اس کے ختم ہونے سے بدن بدن نہیں کہلاتا بلکہ جسد، میت، لاش یا نعش کہلاتا ہے۔

۳۔ بیداری کی حالت میں یہ دونوں قسم کی روحیں انسانی جسم میں موجود رہتی ہیں۔ اوسطاً ہر انسان اپنی زندگی کا تیسرا حصہ وقت سو کر گزارتا ہے۔ گویا اس دنیوی زندگی کا تیسرا حصہ وقت برزخی موت ہے۔ پھر اس دنیوی زندگی میں اس برزخی موت کی حالت میں بھی زندگی کے آثار موت کے آثار سے زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس دنیاوی زندگی میں تقریباً بارھواں حصہ وقت انسان پر موت کے اثرات غالب ہوتے ہیں۔

اس فلسفہ کا خمیر انہی ضعیف روایات پر اٹھا ہے جس سے معبروں (خواب کی تعبیر کرنے والوں) کی دکان چل رہی تھی

ظاہر ہے اس فلسفہ کی قرآن و حدیث میں جڑیں نہیں لہذا اس پر سوال پیدا ہوتے ہیں جو کرتے ہی زبان بندی کرا دی جاتی ہے۔

۳۔ رُوحوں کی ملاقات،

اس سوال میں آپ نے کئی اشکالات کا اظہار فرمایا ہے، مثلاً:

(۱) خواب میں جب رُوح بدن سے علیحدگی ہو گئی تو اسی انفکاکِ روح ہی کا نام تو موت ہے۔ پھر اگر جسم کو بھی عذاب و ثواب میں شریک سمجھ لیا جائے تو یہ زندگی ہوئی موت تو نہ ہوئی؟

(۲) خواب میں کسی شخص کی رُوح جب کسی مرے ہوئے ظالم انسان کی رُوح سے، جو سجّین میں مقید ہے، ملتی ہے تو کیا اس سونے والے شخص کی رُوح وہاں پہنچ جاتی ہے یا اس ظالم اور ڈاکو انسان کی رُوح وہاں سے آزاد ہو کر اسے خواب میں آکر ڈراتی دھمکاتی ہے؟ وہ ضابطہ الٰہی کو توڑ کر اس دنیا میں کیسے آجاتی ہے؟

۳۔ ایک ہی خواب میں ایک رُوح کئی آدمیوں کو خواب میں ملتی ہے تو کیا ایک ہی روح سب کو ملتی ہے یا علیحدہ کوئی رُوح؟

ان سوالوں کا جواب دینے کی بجائے میں فاروق صاحب کو یہ مشورہ دوں گا کہ میرے مضمون کا متعلقہ حصّہ دوبارہ غور سے پڑھ لیں، خصوصاً ص ۲۴ کا یہ پیرا کہ:

"یہ ایسے بدیہی مشاہدات ہیں جن سے ہر شخص کو سابقہ پڑتا ہے۔ اب اگر انسان ان تجربات و مشاہدات کی وجوہ یا اسباب و علل تلاش کرنا شروع کر دے تو وہ اس میں ناکام ہی رہے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی کہ "وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا"

لہٰذا میرا مخلصانہ مشورہ یہی ہے کہ آپ ایسی باتوں کے پیچھے کیوں پڑ رہے ہیں جن کا سمجھنا انسان کی عقل سے ماوراء ہے۔ نہ ہم ان باتوں کے سمجھنے کے مکلف ہیں اور نہ ایسی باتیں اعتقادات میں کوئی مقام رکھتی ہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا شیطان کی طرف سے نہ کہ اس میں روحیں نکل کر عالم بالا جاتی ہیں۔

باب ۲: خواب میں رویت باری تعالیٰ ﷻ

سر میں لگی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار کرنا ممکن نہیں لیکن آخرت میں چونکہ انسانی جسم کی تشکیل نو ہو گی اس کو تبدیل کیا جائے گا اور اس وقت محشر میں اہل ایمان اپنے رب کو دیکھ لیں گے

صحیح بخاری و مسلم میں معراج سے متعلق کسی حدیث میں نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سدرہ المنتہی سے آگے گئے ہوں اور اللہ تعالی کو دیکھا ہو ۔ البتہ بعض ضعیف اور غیر مظبوط روایات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا بغیر داڑھی مونچھ جس پر سبز لباس تھا– قاضی ابو یعلی کے مطابق یہ معراج پر ہوا اور ابن تیمیہ کے مطابق یہ قلب پر آشکار ہوا– محدثین کی ایک جماعت نے اس طرح کی روایات کو رد کیا اور ایک نے قبول کر کے دلیل لی–اسی طرح ایک دوسری روایت بھی ہے جس میں رب تعالی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھونے تک کا ذکر ہے

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

کتاب ظلال الجنتہ فی تخریج السنۃ میں البانی کہتے ہیں

ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بكير ثنا إبراهيم ابن طَهْمَانَ ثنا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَجَلَّى لِي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَسَأَلَنِي فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: رَبِّي لا أَعْلَمُ بِه, قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثديي أو وضعهما بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ كَتِفَيَّ فَمَا سَأَلَنِي عَنْ شيء إلا علمته".

إسناد حسن رجاله ثقات رجال الشيخين غیر سماک بن حرب فهو من رجال مسلم –

إبراہیم ابن طَهْمَانَ نے سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ سے اس نے جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالی نے میرے لئے تجلی کی حسین صورت میں پھر پوچھا کہ یہ ملا الاعلی کیوں جھگڑتے رہتے ہیں؟ میں نے کہا: اے میرے رب مجھ کو نہیں معلوم - پھر اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک محسوس کی

اس کی اسناد حسن ہیں اس کے رجال ثقات ہیں سوائے سماک بن حرب کے جو صحیح مسلم کا راوی ہے

اس کے بر عکس مسند احمد کی تحقیق میں شعیب الأرنؤوط اس کو إبراہیم ابن طَهْمَانَ کی وجہ سے ضعیف قرار دیتے ہیں

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ کی روایت

سنن دارمی، ج 5، ص 1365 پر ایک روایت ۲۱۹۵ درج ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَك، حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ خَالد بْنِ اللَّجْلَاجِ، وَسَأَلَهُ، - مَكْحُولٌ أَنْ يُحَدِّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائش، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ [ص:1366] يَقُولُ: «رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» قَالَ: فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ فَقُلْتُ: «أَنْتَ أَعْلَمُ يَا رَبِّ» ، قَالَ: " فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، [ص:1367] فَعَلمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَتَلَا {وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ}

نبی اکرم نے فرمایا کہ میں نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ آسمانوں میں کس بات پر لڑائی ہے؟ میں نے کہا کہ اے رب! آپ زیادہ علم رکھتے ہیں۔ نبی اکرم فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے اپنا ہاتھ میرے چھاتی کے درمیان رکھا حتی کہ مجھے اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، مجھے اس کا علم ہو گیا۔ پھر نبی اکرم نے اس ایت کی تلاوت کی کہ اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھائی تاکہ وہ یقین والوں میں ہو

کتاب کے محقق، حسین سلیم اسد نے سند کو صحیح قرار دیا جبکہ سلف اس کو رد کر چکے تھے

عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَائِشٍ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جبکہ یہ صحابی نہیں ہے

وقال أبو حاتم الرازي هو تابعي وأخطأ من قال له صحبة وقال أبو زرعة الرازي ليس بمعروف

ابو حاتم نے کہا یہ تابعی ہے اور اس نے غلطی کی جس نے اس کو صحابی کہا اور ابو زرعہ نے کہا غیر معروف ہے

ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَتَانِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ اللَّيْلَةَ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ - أَحْسِبُهُ يَعْنِي فِي النَّوْمِ - فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا " قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ - أَوْ قَالَ: نَحْرِي - فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، يَخْتَصِمُونَ فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ وَالدَّرَجَاتُ؟ قَالَ: الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ، وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقُلْ يَا مُحَمَّدُ إِذَا صَلَّيْتَ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً، أَنْ تَقْبِضَنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ: بَذْلُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "

ترمذی ح ۳۲۳۴ میں سند میں ابو قلابہ اور ابن عباس کے درمیان خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ رَبِّ لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ قَالَ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ وَفِي نَقْلِ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ فِي الْمَكْرُوهَاتِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَمَنْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ وَكَانَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ

جامع ترمذی: کتاب: قرآن کریم کی تفسیر کے بیان میں باب: سورہ ص سے بعض آیات کی تفسیر

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی اکرم نے فرمایا: میرا رب بہترین صورت میں آیا اور اس نے مجھ سے کہا: محمد- میں نے کہا: میرے رب میں تیری خدمت میں حاضر و موجود ہوں، کہا: اونچے مرتبے

والے فرشتوں کی جماعت کس بات پر جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا: رب میں نہیں جانتا، (اس پر) میرے رب نے اپنا دست شفقت وعزت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتیوں کے درمیان محسوس کی، اور مجھے مشرق ومغرب کے درمیان کی چیزوں کا علم حاصل ہو گیا، (پھر) کہا: محمد میں نے عرض کیا: رب میں حاضر ہوں، اور تیرے حضور میری موجودگی میں —میں نے کہا: انسان کا درجہ ومرتبہ بڑھانے والی اور گناہوں کو مٹانے والی چیزوں کے بارے میں تکرار کر رہے ہیں، جماعتوں کی طرف جانے کے لیے اٹھنے والے قدموں کے بارے میں اور طبیعت کے نہ چاہتے ہوئے بھی مکمل وضو کرنے کے بارے میں۔ اور ایک صلاۃ پڑھ کر دوسری صلاۃ کا انتظار کرنے کے بارے میں، جو شخص ان کی پابندی کرے گا وہ بھلائی کے ساتھ زندگی گزارے گا، اور خیر (بھلائی) ہی کے ساتھ مرے گا، اور اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک وصاف ہو جائے گا جس دن کہ ان کی ماں نے جنا تھا، اور وہ گناہوں سے پاک وصاف تھا“۔ امام ترمذی کہتے ہیں: —یہ حدیث اس سند سے حسن غریب ہے

البانی کتاب ظلال الجنتہ فی تخریج السنۃ میں یہ بھی کہتے ہیں

قد روى معاذ بن هشام قال: حدثنى أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قلابَةَ عَنْ خَالد بْنِ اللَّجْلاج عن عبد الله بن عباس مرفوعا بلفظ: "رأيت ربي عز وجل فقال: يا محمدَ فيم يختصمَ الملأ الأعلى.." الحديث.
أخرجه الآجري ص 496 وأحمد كما تقدم 388 فالظاهر أن حديث حماد بن سلمة مختصر من هذا وهي رؤيا منامية

اس کو معاذ بن ہشام قال: حدثنی أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اللَّجْلَاج عن عبد الله بن عباس کی سند سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے پوچھا الملا الاعلی کیوں لڑ رہے ہیں؟ اس کی تخریج کی ہے الآجری اور احمد نے جیسا کہ گزرا ہے پس ظاہر ہے کہ حماد بن سملہ کی حدیث مختصر ہے اور یہ دیکھنا نیند میں ہے

اس کے برعکس شعیب الارنؤوط مسند احمد میں اس پر حکم لگاتے ہیں

إسناده ضعيف، أبو قلابة- واسمه عبد الله بن زيد الجرمي- لم يسمع من ابن عباس، ثم إن فيه اضطراباً

اس کی اسناد ضعیف ہیں –ابو قلابہ- جس کا نام عبد اللہ بن زید الجرمی ہے اس کا سماع ابن عباس سے نہیں ہے پھر اس روایت میں اضطراب بہت ہے

راقم کہتا ہے جامع الترمذی کی روایت بھی صحیح نہیں ہے - کتاب جامع التحصیل از العلائی کے مطابق خالد کی ملاقات ابن عباس سے نہیں ہے ان سے مرسل روایت کرتا ہے

خالد بن اللجلاج العامري ذكره الصغاني فيمن اختلف في صحبته وهو تابعي يروي عن أبيه وله صحبة وفي التهذيب لشيخنا أنه يروي عن عمر وابن عباس مرسلا ولم يدركهما

الذھبی تاریخ الاسلام میں اس کے لئے کہتے ہیں

وَقَدْ أَرْسَلَ عَنْ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ

عمر اور ابن عباس سے یہ ارسال کرتا ہے

اسی طرح اس میں قتادہ مدلس ہے جو عن سے روایت کر رہا ہے-ان علتوں کی بنا پر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ، حَدَّثَنَا جَهْضَمٌ يَعْنِي الْيَمَامِيَّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ أَبِي سَلَّامٍ وَهُوَ زَيْدُ بْنُ سَلَّامِ بْنِ أَبِي سَلَّامٍ نَسَبُهُ إِلَى جَدِّهِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَائِشٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ: احْتَبَسَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى كِدْنَا نَتَرَاءَى قَرْنَ الشَّمْسِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيعًا، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ وَصَلَّى وَتَجَوَّزَ فِي صَلَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ. قَالَ: " كَمَا أَنْتُمْ عَلَى مَصَافِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ (2) ". ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْنَا. فَقَالَ: " إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمُ الْغَدَاةَ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ، فَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِي فَنَعَسْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ، فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَتَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يَا رَبِّ. قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي رَبِّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: لَا أَدْرِي يا رَبِّ ، فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ صَدْرِي فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ. قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: نَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجُمُعَاتِ، وَجُلُوسٌ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْكَرِيهَاتِ. قَالَ: وَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَلِينُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ: سَلْ. قُلْتُ: اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَأَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي، وَإِذَا أَرَدْتَ فِتْنَةً فِي قَوْمٍ فَتَوَفَّنِي غَيْرَ مَفْتُونٍ،

وَأَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ ". وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوهَا وَتَعَلَّمُوهَا

معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں رات کو اٹھا، میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی جتنی میرے مقدر میں تھی پھر مجھے نماز میں اونگھ آگئی۔ اچانک میں نے اپنے رب کو سب سے اچھی صورت میں دیکھا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی

البانی نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے

جبکہ دار قطنی علل ج ۶ ص ۵۴ میں اس روایت پر کہتے ہیں
وسئل عن حديث مالك بن يخامر عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ربي في أحسن صورة فقال لي يا محمد فيم يختصم الملا الاعلى الحديث بطوله فقال .... قال ليس فيها صحيح وكلها مضطربة

اس کی کوئی سند صحیح نہیں تمام مضطرب ہیں

شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں اس روایت پر کہتے ہیں
ضعيف لاضطرابه
اضطراب کی بنا پر ضعیف ہے

ابن حجر کتاب "النكت الظراف 38/4 میں کہتے ہیں

هذا حديث اضطرب الرواةُ في إسناده، وليس يثبت عن أهل المعرفة

اس حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے اور یہ اہل معرفت کے ہاں ثابت نہیں ہیں

کتاب إبطال التأويلات لأخبار الصفات میں القاضی إبو یعلی، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى: 458ھ) کہتے ہیں

وقوله: " فيم يختصم الملأ الأعلى " وقد تكلمنا عَلَى هَذَا السؤال فِي أول الكتاب فِي قوله: " رأيت ربي " فإن قِيلَ: هَذَا الخبر كان رؤيا منام، والشيء يرى فِي المنام عَلَى خلاف مَا يكون

اور قول کس پر الملأ الأعلی جھگڑا کر رہے ہیں ؟ اور اس سوال پر ہم نے اس کتاب کے شروع میں کلام کیا ہے کہ اگر کہیں کہ یہ خبر نیند کا خواب ہے اور یا چیز جو نیند میں دیکھی تو یہ اس کے خلاف ہے جو کہا گیا

القاضی إبو یعلی کے مطابق یہ سب معراج پر ہوا نہ کہ نیند میں

اس کے بر عکس ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں موقف لیا کہ یہ نیند میں ہوا

وَإِنَّمَا الرُّؤْيَةُ فِي أَحَادِيثَ مَدَنِيَّةٍ كَانَتْ فِي الْمَنَامِ كَحَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: " «أَتَانِي الْبَارِحَةَ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ» " إِلَى آخِرِهِ، فَهَذَا مَنَامٌ رَآهُ فِي الْمَدِينَةِ، * وَكَذَلِكَ مَا شَابَهَهُ كُلُّهَا كَانَتْ فِي الْمَدِينَةِ فِي الْمَنَامِ

اور یہ دیکھنا نیند میں تھا جو مدینہ کی احادیث ہیں جیسے معاذ بن جبل کی حدیث کل میرا رب اچھی صورت میرے پاس آیا آخر تک تو یہ نیند میں دیکھا تھا مدینہ میں اور اسی طرح روایات ہیں جو مدینہ میں نیند میں ہیں

یعنی ۵۰۰ صدی ہجری کے بعد حنابلہ کا ان روایات پر اختلاف ہوا کہ یہ نیند میں دیکھا تھا یا معراج پر۔ ان مخصوص روایات کو ابن تیمیہ نے خواب قرار دیا

ابن تیمیہ کے ہم عصر امام الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں اس قسم کی ایک روایت (رأيت ربي جعدا أمرد عليه حلة خضراء میں نے اپنے رب کو بغیر داڑھی مونچھ مرد کی صورت سبز لباس میں دیکھا) پر لکھتے ہیں

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ مُحَمَّدٍ الفَقِيْهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الفَتْحِ المَنْدَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا جَدِّي؛ أَبُو بَكْرٍ البَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ (الصِّفَاتِ) لَهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ المَالِيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ

عَديٍّ، أَخْبَرَنِي الحَسَنُ بنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: (رَأَيْتُ رَبِّي - يَعْنِي: فِي المَنَامِ- ...) وَذَكَرَ الحَدِيْثَ . وَهُوَ بِتَمَامِه فِي تَأْلِيفِ البَيْهَقِيِّ، وَهُوَ خَبَرٌ مُنْكَرٌ - نَسْأَلُ اللهَ السَّلاَمَةَ فِي الدِّيْنِ - فَلاَ هُوَ عَلَى شَرْطِ البُخَارِيِّ، وَلاَ مُسْلِمٍ، وَرُوَاتُهُ - وَإِنْ كَانُوا غَيْرَ مُتَّهَمِيْنَ - فَمَا هُمْ بِمَعْصُوْمِيْنَ مِنَ الخَطَأِ وَالنِّسْيَانِ، فَأَوَّلُ الخَبَرِ: قَالَ: (رَأَيْتُ رَبِّي) ، وَمَا قَيَّدَ الرُّؤْيَةَ بِالنَّوْمِ، وَبَعْضُ مَنْ يَقُوْلُ: إِنَّ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- رَأَى رَبَّهُ لَيْلَةَ المِعْرَاجِ يَحْتَجُّ بِظَاهِرِ الحَدِيْثِ. وَالَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيْلُ عَدَمُ الرُّؤْيَةِ مَعَ إِمْكَانِهَا ، فَنَقِفُ عَنْ هَذِهِ المَسْأَلَةِ، فَإِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلاَمِ المَرْءِ تَرْكُهُ مَا لاَ يَعْنِيْهِ، فَإِثْبَاتُ ذَلِكَ أَوْ نَفْيُهُ صَعْبٌ، وَالوُقُوْفُ سَبِيْلُ السَّلاَمَةِ - وَاللهُ أَعْلَمُ -. وَإِذَا ثَبَتَ شَيْءٌ، قُلْنَا بِهِ، وَلاَ نُعَنِّفُ مَنْ أَثْبَتَ الرُّؤْيَةَ لِنَبِيِّنَا -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي الدُّنْيَا، وَلاَ مَنْ نَفَاهَا، بَلْ نَقُوْلُ: اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، بَلَى نُعَنِّفُ وَنُبَدِّعُ مَنْ أَنْكَرَ الرُّؤْيَةَ فِي الآخِرَةِ، إِذْ رُؤْيَةُ اللهِ فِي الآخِرَةِ ثَبَتَ بِنُصُوْصٍ مُتَوَافِرَةٍ.

بیہقی نے کتاب الصفات میں روایت کیا.... حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا . . اور حدیث ذکر کی اور یہ مکمل بیہقی کی تالیف میں ہے اور یہ خبر منکر ہے – ہم اللہ سے اس پر سلامتی چاہتے ہیں پس نہ تو یہ بخاری کی شرط پر ہے نہ مسلم کی شرط پر ہے اور اگر یہ سب غیر الزام زدہ ہوں بھی تو یہ خطاء ونسیان سے کہاں معصوم ہیں ؟ اب جو پہلی خبر ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے اپنے رب کو دیکھا – اس میں نیند کی کوئی قید نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو معراج کی رات دیکھا اس حدیث کے ظاہر سے دلیل لیتے ہوئے – پر رویت نہیں ہے اس کا امکان ہے جو اس دلیل میں ہے – پس ہم جانتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کہ اسلام کا حسن ہے کہ آدمی اس کو چھوڑ دے جس کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس رویت باری کا اثبات یا نفی مشکل ہے اور اس میں توقف میں سلامتی ہے واللہ اعلم اور اگر ایک چیز ثابت ہو تو ہم اس کا کہیں گے اور نہ ہی ہم برا کہیں گے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اثبات کرے کہ انہوں نے دیکھا اس دنیا میں نہ اس کا انکار کریں گے بلکہ کہیں گے اللہ اور اسکا رسول جانتے ہیں بلا شبہ ہم برا کہیں گے اور رد کریں گے جو اس کا انکار کرے کہ یہ رویت آخرت میں بھی نہیں ہے کیونکہ اللہ کو آخرت میں دیکھنا نصوص موجودہ سے ثابت ہے

الذھبی کے بعد انے والے ابن کثیر سورہ النجم کی تفسیر میں لکھتے ہیں

فَأَمَّا الْحَدِيثُ الَّذِي رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ : حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ» فَإِنَّهُ حَدِيثٌ إِسْنَادُهُ عَلَى شَرْطِ الصَّحِيحِ، لَكِنَّهُ مُخْتَصَرٌ مِنْ حَدِيثِ الْمَنَامِ كَمَا رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ

پس جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جو امام احمد نے روایت کی ہے حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ کہ ابن عباس رضی الله عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کو دیکھا تو اس کی اسناد الصحیح کی شرط پر ہیں لیکن اس کو مختصرا روایت کیا ہے نیند کی حدیث میں جیسا امام احمد نے کیا ہے

الزرکشی الشافعی (المتوفی: 794ھ) کتاب تشنیف المسامع بجمع الجوامع لتاج الدین السبکی میں لکھتے ہیں

هل يجوز أن يرى في المنام؟ اختلف فيه فجوزه معظم المثبتة للرؤية من غير كيفية وجهة مقابلة وخيال، وحكي عن كثير من السلف أنهم رأوه كذلك ولأن ما جاز رؤيته لا تختلف بين النوم واليقظة وصارت طائفة إلى أنه مستحيل لأن ما يرى في النوم خيال ومثال وهما على القديم محال، والخلاف في هذه المسألة عزيز قل من ذكره وقد ظفرت به في كلام الصابوني من الحنفية في عقيدته والقاضي أبي يعلى من الحنابلة في كتابه (المعتمد الكبير)، ونقل عن أحمد أنه قال: رأيت رب (94/ك) العزة في النوم فقلت: يا رب، ما أفضل ما يتقرب به المتقربون إليك؟ قال: كلامي يا أحمد قلت: يا رب، بفهم أو بغير فهم، قال: بفهم وبغير فهم قال: وهذا يدل من مذهب أحمد على الجواز، قال: ويدل له حديث: ((رؤيا المؤمن جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة)) وما كان من النبوة لا يكون إلا حقا ولأن من صنف في تعبير الرؤيا ذكر فيه رؤية الله تعالى وتكلم عليه، قال ابن سيرين: إذا رأى الله عز وجل أو رأى أنه يكلمه فإنه يدخل الجنة وينجو من هم كان فيه إن شاء الله تعالى. واحتج المانع بأنه لو كان رؤيته في المنام جائزة لجازت في اليقظة في دار الدنيا. والجواب: أن الشرع منع من رؤيته في الدنيا ولم يمنعه في المنام

کیا یہ جائز ہے کہ اللہ تعالی کو نیند میں دیکھا جائے ؟ اس میں اختلاف ہے ... اور بہت سے سلف سے حکایت کیا گیا ہے انہوں نے دیکھا ... اور ایک طائفہ گیا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ نیند میں جو دیکھا جاتا ہے وہ خیال و مثال ہوتا ہے .... اور اسکے خلاف احناف میں الصابونی کا عقیدہ میں کلام ہے اور حنابلہ میں قاضی ابو یعلی کا کتاب المعتمد میں ... اور امام احمد کا مذھب جواز کا ہے ... اور اس کا جواب ہے ہے کہ شرع میں دنیا میں دیکھنا منع ہے لیکن نیند میں منع نہیں ہے

ابن حجر فتح الباری ج ۱۲ ص ۳۸۷ میں قاضی عیاض کا قول نقل کرتے ہیں

وَلَمْ يَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ فِي جَوَازِ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْمَنَامِ اور اللہ تعالی کو نیند میں دیکھنے پر علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے

تابعين اور اصحاب رسول کا اللہ تعالی کو خواب میں دیکھنا

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قول

کتاب ظلال الجنہ کے مطابق

ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حمْيَرَ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي الْعَبَّاسُ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَفْضَلُ مَا يَرَى أَحَدُكُمْ فِي مَنَامِه أَنْ يرى ربه أو نَبِيَّهُ أَوْ يَرَى وَالِدَيْهِ ماتَا على الإسلام.

ابو بکر نے کہا سب سے افضل جو تم نیند میں دیکھتے ہو وہ یہ ہے کہ اپنے رب کو دیکھو یا اپنے نبی کو یا اپنے والدین کو جن کی موت اسلام پر ہوئی

البانی اس اثر کے تحت لکھتے ہیں

إسناده ضعيف ورجاله ثقات غير العباس بن ميمون فلم أعرفه

اس کی اسناد ضعیف ہیں اور رجال ثقات ہیں سوائے عباس بن میمون کے جس کو میں نہیں جانتا

ابن سیرین کا قول

مسند الدارمی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ قُطْبَةَ، عَنْ يُوسُفَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: «مَنْ رَأَى رَبَّهُ فِي الْمَنَامِ دَخَلَ الْجَنَّةَ

ابْنِ سِيرِينَ نے کہا جس نے اپنے رب کو نیند میں دیکھا وہ جنت میں داخل ہوا

اس کی سند میں یوسف الصَّبَّاغِ ہے جو سخت ضعیف ہے لیکن صوفی منش ابو نعیم نے حلیہ الاولیاء میں اس کو نقل کر دیا

مسند دارمی کے محقق حسین سلیم إسد الدارانی اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں

یعنی بعض نے اس طرح کی روایات کو رد کیا۔ بعض نے اس کو معراج کا واقعہ کہا جو نیند نہیں تھا اور بعض نے اس کو خواب قرار دیا۔ بعض نے تقسیم کی مثلا ابن تیمیہ کے نزدیک ابن عباس کی رویت باری سے متعلق روایات صحیح ہیں لیکن شانوں پر ہاتھ رکھنے والی روایت مدینہ کا خواب ہے اور گھنگریالے بالوں والی روایت قلبی رویت ہے اور دونوں صحیح ہیں۔ الذھبی کے نزدیک دونوں لائق التفات نہیں ہیں

رَقَبَةُ بنُ مَصْقَلَةَ العَبْدِيُّ کا قول

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، نا جَرِيرٌ، عَنْ رَقَبَةَ قَالَ: " رَأَيْتُ رَبَّ الْعِزَّةِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: وَعِزَّتِي لَأُكْرِمَنَّ مَثْوَاهُ. يَعْنِي سُلَيْمَانَ التَّيْمِيَّ "

رَقَبَةُ بنُ مَصْقَلَةَ العَبْدِيُّ نے کہا میں نے رب العزت کو نیند میں دیکھا اس نے حکم دیا میری عزت کی قسم میں سلیمان تیمی جیسوں کو اکرام دیتا ہوں

الغرض اللہ تعالی کو خواب میں دیکھنا سلف میں اختلافی مسئلہ رہا ہے جس میں راقم کی رائے میں یہ روایات ضعیف ہیں

باب ۳: خواب میں نبی ﷺ کا دیدار

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں

بخاری کی حدیث میں یہ بات خاص دور نبوت کے لئے بتائی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا تھا- بخاری میں دو حدیثیں ہیں

من رأنی فی المنام فقد رأنی، فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی
جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے بے شک مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا صحیح

دوسری حدیث ہے

من رآني في المنام فسيراني في اليقظة، ولا يتمثل الشيطان بي
قال أبو عبد الله: قال ابن سيرين: «إذا رآه في صورته
جس نے مجھے حالت نیند میں دیکھا وہ جاگنے کی حالت میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا
امام بخاری کہتے ہیں ابن سیریں کہتے ہیں اگر آپ کی صورت پر دیکھے

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ کی ہے جب بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان ہوئے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فورا ملاقات نہ کر سکے پھر ان مسلمانوں

نے   دور دراز کا سفر کیا اور نبی کو دیکھا. ایسے افراد کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ ان میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک ہی محدود تھی کیونکہ اب جو ان کو خواب میں دیکھے گا وہ بیداری میں نہیں دیکھ سکتا

حمود بن عبد اللہ بن حمود بن عبد الرحمٰن التویجری کتاب الرؤیا میں لکھتے ہیں المازری کہتے ہیں

احتمل أن يكون أراد أهل عصره ممن يهاجر إليه فإنه إذا رآه في المنام جعل ذلك علامة على أنه سيراه بعد ذلك في اليقظة

اغلبًا اس سے مراد ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہم عصر ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور ان کو خواب میں دیکھا اور یہ (خواب کا مشاہدہ) ان کے لئے علامت ہوئی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں بھی دیکھا

امام بخاری   نے بھی باب میں امام محمد ابن سیرین کا یہ قول لکھا ہے کہ

یہ اس صورت میں ہے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ہی کی صورت میں دیکھا جائے

یعنی شیطان تو کسی بھی صورت میں آ کر بہکا سکتا ہے ہم کو کیا پتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ صرف شمائل پڑھ لینے سے وہی صورت نہیں بن سکتی. اگر آج کسی   نے دیکھا بھی تو آج اس کی تصدیق کس صحابی سے کرائیں گے؟

لیکن جن دلوں میں بیماری ہے وہ اس حدیث سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ   نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آج بھی خواب میں دیکھنا ممکن ہے اور خواب پیش کرتے ہیں

انس رضی اللہ عنہ سے منسوب خواب

طبقات ابن سعد میں ایک روایت ہے

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الذَّارِعُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلا وَأَنَا أَرَى فِيهَا حَبِيبِي. ثُمَّ يَبْكِي.

ابن سعد نے کہا ہم کو مسلم بن ابراہیم نے خبر دی انہوں نے کہا ان پر الْمُثَنَّى بْنُ سَعِيدٍ الذَّارِعُ نے حدیث بیان کی کہا میں نے انس بن مالک کو کہتے سنا کہ کوئی ایسی رات نہیں کہ جس میں میں اپنے حبیب کو نہ دیکھ لوں پھر رو دیے

تجريد الأسماء والكنى المذكورة في كتاب المتفق والمفترق للخطيب البغدادي از أبي يَعْلَى البغدادي، الحنبلي (المتوفى: 580هـ) کے مطابق اس نام کے دو راوی ہیں دونوں بصری ہیں

المثنى بن سعيد، اثنان بصريان

أحدهما: - أبو غفار الطائي. حدث عن: أبي عثمان النهدي، وأبي قلابة الجرمي، وأبي تميمة الهجيمي، وأبي الشعثاء، مولى ابن معمر.روى عنه: حماد بن زيد، وعيسى بن يونس، وأبو خالد الأحمر، ويحيى بن سعيد القطان، وسهل بن يوسف.قال الخطيب: أنا محمد بن عبد الواحد الأكبر: أنا محمد بن العباس: ثنا ابن مرابا: ثنا عباس بن محمد، قال: سمعت يحيى بن معين يقول: أبو غفَار الطَّائي بصري اسمه المثنى بن سعيد، يحدث عنه يحيى، وقال يحيى: المثنى بن سعيد ثقة.

والآخر: أبو سعيد الضَّبَي القَسّام.رأى أنس بن مالك، وأبا مجلز، وسمع قتادة، وأبا سفيان طلحة بن نافع.

انس رضی اللہ عنہ سے اس قول کو منسوب کرنے والا أبو سعيد المثنى بن سعيد الضَّبَي القَسّام ہے جس نے ان کو صرف دیکھا ہے

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے اس راوی پر لکھا ہے رأى أنسا کہ اس نے انس کو دیکھا تھا

ابن حبان نے اس کے لئے ثقات میں کہا ہے يخطىء غلطیاں کرتا ہے

المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري از أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري کی تحقیق کے مطابق بھی اس نے انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے سنا نہیں ہے

أبو سعيد، المثنى بن سعيد، الضُبَعيّ - بضم المعجمة، وفتح الموحدة - البصري، القسام، الذارع، القصير، كان نازلا في بني ضبيعة، ولم يكن منهم ويقال: إنه أخو ريحان بن سعيد، وروح بن سعيد، والمغيرة بن سعيد، رأى أنس بن مالك

توضيح المشتبه في ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم کے مؤلف: محمد بن عبد الله (أبي بكر) ابن ناصر الدين (المتوفى: 842هـ) کا کہنا ہے کہ رأى أنس بن مالك اس نے انس بن مالک کو دیکھا

طبقات ابن سعد میں ہی یہ راوی قتادہ کے واسطے سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے

أَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ إبْراهيمَ. أَخْبَرَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعيد. حَدَّثَنَا قَتَادَةَ عَنْ أَنَس بْن مَالك قَالَ: كَانَ النَّبِيّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ - يَزُورُ أُمَّ سُلَيْم أَحْيَانًا فَتُدْرِكُهُ الصَّلاةُ فَيُصَلِّي عَلَى بسَاط لَنَا وَهُوَ حَصيرٌ يَنْضَحُهُ .بالْمَاء

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتل قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّه بْنُ الْمُبَارَك قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعيد عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَس أَنَّ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ - لَمْ يَخْضبْ قَطُّ. إنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ في مُقَدَّمِ لحْيَته في الْعَنْفَقَة .قَليلا وَفي الرَّأس نَبْذٌ يَسيرٌ لا يَكَادُ يُرَى

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَتَّابٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله، أَخْبَرَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعيد، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَس: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ لَمْ يَخْضبْ قَطُّ، إنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ في مُقَدَّم لحْيَته، وَفي الْعَنْفَقَة قَليلًا، وَفي الرَّأس نَبْذٌ يَسيرٌ، لَا يَكَادُ يُرَى "، وَقَالَ الْمُثَنَّى: " وَالصُّدْغَيْن

سنن ابو داود کی روایت ہے

حدَّثنا مسلمٌ بن إبراهيم، حدَّثنا المثنى بن سعيد، حدَّثنا قتادةُ عن أنس بن مالك: أن النبيَّ - صلى الله عليه وسلم - كان يزورُ أم سُلَيم، فتُدركُه الصلاةُ أحياناً، فيُصلي على بساط لنا، وهو حَصيرٌ تَنضَحُه بالماء

سنن الکبری نسائی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا إسْحَاقُ بْنُ إبْرَاهيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسم الْمَكِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى بْنُ سَعيد، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَس بْن مَالك قَالَ: كَانَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ إذَا غَزَا قَالَ: «اللهُمَّ أَنْتَ عَضُدي، وَنَصيري، وَبكَ أُقَاتلُ»

معلوم ہوا کہ اس راوی کا سماع انس رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے جو بھی اس نے لیا وہ قتادہ کی سند سے ہے اور اس کا طبقات کی سند میں سمعت (میں نے سنا) کہنا غلطی ہے

افسوس کفایت اللہ سنابلی اس روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں[1]

بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے منسوب خواب

ابن عساکر تاریخ الدمشق میں إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال کے ترجمے میں لکھتے ہیں

إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال ابن أبي الدرداء الأنصاري صاحب رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أبو إسحاق روى عن أبيه روى عنه محمد بن الفيض أنبأنا أبو محمد بن الأكفاني نا عبد العزيز بن أحمد انا تمام بن محمد نا محمد بن سليمان نا محمد بن الفيض نا أبو إسحاق إبراهيم بن محمد بن سليمان بن بلال بن أبي الدرداء حدثني أبي محمد بن سليمان عن أبيه سليمان بن بلال عن أم الدرداء عن أبي الدرداء قال
لما دخل عمر بن الخطاب الجابية سأل بلال أن يقدم الشام ففعل ذلك قال وأخي أبو رويحة الذي أخى بينه وبيني رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فنزل داريا في خولان فأقبل هو وأخوه إلى قوم من خولان فقال لهم قد جئناكم خاطبين وقد كنا كافرين فهدانا الله ومملوكين فأعتقنا الله وفقيرين فأغنانا الله فأن تزوجونا فالحمد لله وأن تردونا فلا حول ولا قوة إلا بالله فزوجوهما ثم إن بلالا رأى في منامه النبي (صلى الله عليه وسلم) وهو يقول له (ما هذه الجفوة يا بلال أما ان لك أن تزورني يا بلال فانتبه حزينا وجلا خائفا فركب راحلته وقصد المدينة فأتى قبر النبي (صلى الله عليه وسلم) فجعل يبكي عنده ويمرغ وجهه عليه وأقبل الحسن والحسين فجعل يضمهما ويقبلهما فقالا له يا بلال نشتهي نسمع اذانك الذي كنت تؤذنه لرسول الله (صلى الله عليه وسلم) في السحر ففعل فعلا سطح المسجد فوقف موقفه الذي كان يقف فيه فلما أن قال (الله أكبر الله أكبر ارتجت المدينة فلما أن قال (أشهد أن لا إله إلا الله) زاد تعاجيجها فلما أن قال (أشهد أن محمدا رسول الله) خرج العواتق من خدورهن فقالوا أبعث رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فما رئي يوم أكثر باكيا ولا باكية بعد رسول الله (صلى الله عليه وسلم) من ذلك اليوم قال أبو الحسن محمد بن الفيض توفي إبراهيم بن محمد بن سليمان سنة اثنتين وثلاثين ومائتين

إبي الدرداء فرماتے ہیں کہ

[1] https://youtu.be/5NMmbvCbbf0

جب عمر الجابیہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے بلال سے کہا کہ شام آ جائیں پس بلال شام منتقل ہو گئے ... پھر بلال نے خواب میں نبی کو دیکھا کہ فرمایا اے بلال یہ کیا بے رخی ہے؟ کیا ہماری ملاقات کا وقت نہیں آیا . . پس بلال قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گئے اور روئے اور چہرے کو قبر پر رکھا...اس کے بعد حسن و حسین کی فرمائش پر آپ نے اذان بھی دی

بلال بن رباح الحبشی رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات سن ۲۰ ہجری میں ہوئی اور ایک قول تاریخ الاسلام از ذھبی میں ہے

قَالَ يحيى بْن بكير: تُوُفّيّ بلال بدمشق في الطاعون سنة ثماني عشرة.

بلال کی دمشق میں طاعون سے سن ۱۸ ہجری میں وفات ہوئی

الذھبی اپنی کتاب سیر الاعلام ج ۱ ص ۳۵۸ میں اس روایت کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں
إِسْنَادُهُ لَيِّنٌ، وَهُوَ مُنْكَرٌ. اس کی اسناد کمزور ہیں اور یہ منکر ہے
ابن حجر لسان المیزان میں اور الذھبی میزان میں اس راوی پر لکھتے ہیں فيه جهالة اس کا حال مجھول ہے

ذھبی کتاب تاریخ الاسلام میں اس راوی پر لکھتے ہیں
مجهول، لم يروِ عنه غير محمد بْن الفيض الغسّانيّ
مجھول ہے سوائے محمد بن الفیض الغسّانیّ کے کوئی اس سے روایت نہیں کرتا

عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب خواب

الشريعة از أبو بكر محمد بن الحسين بن عبد الله الآجُرِّيّ البغدادي (المتوفى: 360هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ , وَعَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ , عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ , عَنْ نَافِعٍ , عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَصْبَحَ يُحَدِّثُ النَّاسَ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا عُثْمَانُ , أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ» فَأَصْبَحَ صَائِمًا , ثُمَّ قُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ , رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

ابن عمر نے کہا عثمان نے صبح کی لوگوں سے بات کی اور کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا انہوں نے کہا رات میں افطار ہمارے ساتھ کرنا - انہوں نے صبح روزہ رکھا پھر اسی روز قتل ہوا

سند میں أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ عِيسَى بنُ مَاهَانَ ضعیف ہے

فضائل صحابہ از امام احمد اور صحیح ابن حبان میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: قثنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ أَبُو عَمْرٍو الْعَنْبَرِيُّ، قثنا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: قَالَ أَبِي: نا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعَ عُثْمَانُ أَنَّ وَفْدَ أَهْلِ مِصْرَ قَدْ أَقْبَلُوا .... قَالَ: وَرَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ» ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ فَتَحَ الْبَابَ وَوَضَعَ الْمُصْحَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ

أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ نے کہا انہوں نے عثمان کو کہتے سنا جب اہل مصر کا وفد نے دھاوا بولا ... پس عثمان نے خواب میں نبی علیہ السلام کو دیکھا جو کہہ رہے تھے رات ہمارے ساتھ افطار کرنا

أبو نضرة المنذر بن قطعة العبدي نے أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ سے روایت کیا ہے - أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ مجهول الحال ہے اس کو صرف ابن حبان نے ہی ثقہ کہا ہے

فضائل صحابہ از احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أنا فَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُورٌ أُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِأَخِي، مَرْحَبًا بِأَخِي، مَا يَسُرُّنِي أَنَّكَ وَرَاءَكَ، أَلَا أُحَدِّثُكَ مَا رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ الْخَوْخَةِ، وَإِذَا خَوْخَةٌ فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: «حَصَرُوكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «أَعْطَشُوكَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَدْلَى لِي دَلْوًا مِنْ مَاءٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ حَتَّى رَوِيتُ، فَإِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ وَبَيْنَ ثَدْيَيَّ، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا» ، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُ، قَالَ: فَقُتِلَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب وہ محصور تھے ان کو سلام کیا اور انہوں نے مرحبا کہا ... عثمان نے کہا کیا میں تم کو نہ بتا دوں جو میں نے نیند میں دیکھا ؟ ابن سلام نے کہا ضرور - عثمان نے کہا میں خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ....

اس کی سند میں فرج بن فضالہ سخت ضعیف ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُثْمَانَ، أَصْبَحَ يُحَدِّثُ النَّاسَ قَالَ: " رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: يَا عُثْمَانُ أَفْطِرْ عِنْدَنَا "، فَأَصْبَحَ وَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ

ابن عمر رضی الله عنہ نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صبح کو لوگوں کو خبر دی کہ انہوں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا اے عثمان ہمارے ساتھ افطار کرنا – پس صبح ہوئی ان کا اسی روز قتل ہوا

اس سند میں ابو جعفر اغلبًا ابو جعفر الرازی ہے جو سیئ الحفظ برے حافظہ کے مالک تھے- نسائی نے لیس بالقوی قرار دیا ہے—یہ مختلط و مدلس بھی ہے- نام عیسی بن عبد الله بن ماهان بیان کیا گیا ہے- احمد نے مضطرب الحدیث بھی قرار دیا ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الله، حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي الْيَعْفُورِ الْعَبْدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ:أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْتَقَ عِشْرِينَ مَمْلُوكًا، وَدَعَا بِسَرَاوِيلَ فَشَدَّهَا عَلَيْهِ، وَلَمْ يَلْبَسْهَا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلا إِسْلَامٍ، وَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْمَنَامِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَإِنَّهُمْ قَالُوا لِي: اصْبِرْ، فَإِنَّكَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ، ثُمَّ دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ

عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کر دیے اور شلوار پہنی جس کو اسلام قبول کرنے کے بعد سے نہیں پہنا تھا اور کہا میں نے رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ابو بکر اور عمر کو دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے صبر کرو اور ہمارے ساتھ افطار کرنا-

شعیب کے مطابق یہ سند یونس بن ابی یعفور کیوجہ سے ضعیف ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الله، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ الله، عَنْ أُمِّ هِلالٍ ابْنَةِ وَكِيعٍ عَنْ نَائِلَةَ بِنْتِ الْفَرَافِصَةِ، امْرَأَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَتْ: نَعَسَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانُ فَأَغْفَى، فَاسْتَيْقَظَ، فَقَالَ: لَيَقْتُلُنَّنِي الْقَوْمُ. قُلْتُ: كَلَا إِنْ شَاءَ اللهُ، لَمْ يَبْلُغْ ذَاكَ، إِنَّ

رَعِيَّتَكَ اسْتَعْتَبُوكَ. قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَقَالُوا: تُفْطِرُ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں

إسناده ضعيف، زياد بن عبد الله قال في " بتعجيل المنفعة ": فيه نظر ، وأم هلال لا تعرف.

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے منسوب خواب

ترمذی روایت کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَزِينٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْنِي فِي الْمَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: "شَهِدْتُ قَتْلَ الحُسَيْنِ آنِفًا" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

سلمی سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رونے کا سبب پوچھا اور کہا: کس شے نے آپ کو گریہ وزاری میں مبتلا کر دیا ہے؟ آپ نے کہا: میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے آپ کا سر اور ریش مبارک گرد آلود تھی. میں نے عرض کی، یارسول، آپ کی کیسی حالت بنی ہوئی ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: میں نے ابھی ابھی حسین کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے

ترمذی اور مستدرک الحاکم میں یہ روایت نقل ہوئی ہے

اس کی سند میں سَلْمَى الْبَكْرِيَّةِ ہیں

تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں مبارکپوری لکھتے ہیں

هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ لِجَهَالَةِ سَلْمَى - سلمی کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے

کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کے مطابق

وَمَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَنَةَ تسْعٍ وَخَمْسِينَ - اور ام سلمہ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی- تاریخ کے مطابق حسین کی شہادت سن ۶۱ ہجری میں ہوئی

لہذا یہ ایک جھوٹی روایت ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب خواب

ابن حجر فتح الباری ص ۳۸۴ میں بتاتے ہیں کہ حاکم روایت کرتے ہیں کہ

فَأَخْرَجَ الْحَاكِمُ منْ طَرِيقِ عَاصِم بْنِ كُلَيْبٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاس رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ قَالَ صفْهُ لِي قَالَ ذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَشَبَّهْتُهُ بِه قَالَ قَدْ رَأَيْتَهُ وَسَنَدُهُ جَيِّدٌ

امام حاکم نے روایت کیا ہے... ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی شکل کے ایک شخص کو دیکھا ہے اس پر انہوں نے کہا تم نے نبی کو دیکھا ہے

ابن حجر نے کہا اس کی سند جید ہے

حالانکہ حیرت ہے عبداللہ بن عباس اور ابن زبیر میں اپس میں اختلاف ہوا اور ابن عباس طائف جا کر قیام پذیر ہوئے لیکن اس اختلاف کو ختم کرنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے نہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے

مستدرک الحاکم کی اس روایت کو اگرچہ الذھبی نے صحیح کہا ہے لیکن اسکی سند میں عَبْدُ الْوَاحِد بْنُ زِيَاد ہے جو مظبوط راوی نہیں ہے تہذیب التہذیب ج 6/434-435 کے مطابق اس پر یحییٰ القطان نے کلام کیا ہے

وقال صالح بن احمد عن علي بن المديني: سمعت يحي بن سعيد يقول: ما رأيت عبد الواحد بن زياد يطلب حديثاً قط بالبصرة ولا بالكوفة، وكنا نجلس على بابه يوم الجمعة بعد الصلاة أذاكره حديث الأعمش فلا نعرف منه حرفاً

صالح بن احمد عن علي بن المديني کہتے ہیں میں نے یحیی کو سنا انہوں نے کہا میں نے کبھی بھی عبد الواحد کو بصرہ یا کوفہ میں حدیث طلب کرتے نہ دیکھا اور ہم جمعہ کے بعد دروازے پر بیٹھے تھے کہ اس نے الاعمش کی حدیث ذکر کی جس کا ایک حرف بھی ہمیں پتہ نہ تھا

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ يَزِيدَ الْفَارِسِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: وَكَانَ يَزِيدُ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ، قَالَ: فَقُلْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: " إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي، فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَآنِي " فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، " رَأَيْتُ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ، أَسْمَرُ إِلَى الْبَيَاضِ، حَسَنُ الْمَضْحَكِ، أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، جَمِيلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ، مِنْ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ، حَتَّى كَادَتْ تَمْلَأُ نَحْرَهُ " – قَالَ: عَوْفٌ لَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هَذَا مِنَ النَّعْتِ – قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هَذَا

عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ، نے یزید سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس کے دور میں نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا...(حلیہ جو خواب میں دیکھا بیان کیا گیا) ابن عباس نے کہا اگر تم بیداری میں دیکھ لیتے تو اس سے الگ نہ ہوتا

شعیب الأرنؤوط کہتے ہیں
إسناده ضعيف، يزيد الفارسي في عداد المجهولين

قال البخاري في " التاريخ الكبير " 8 / 367 وفي " الضعفاء " ص 122: قال لي علي – يعني ابن المديني قال عبد الرحمن – يعني ابن مهدي -: يزيد الفارسي هو ابن هرمز، قال: فذكرته ليحيى فلم يعرفه

امام بخاری نے اس کا ذکر تاریخ الکبیر میں کیا ہے اور الضعفاء میں کیا ہے کہا مجھ سے امام علی نے کہا کہ عبد الرحمان المہدی نے کہا یزید الفارسی یہ ابن ہرمز ہے اس کا ذکر امام یحیٰی القطان سے کیا تو انہوں نے اس کو نہ پہچانا

ابن ابی حاتم کے بقول یحیٰی القطان نے اس کا بھی رد کیا کہ یہ الفارسی تھا
وأنكر يحيى بن سعيد القطان أن يكونا واحداً،

شعیب الارنوؤط نے اس کا شمار مجہولین میں کیا ہے

امام احمد مسند میں روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَنَامِ بِنِصْفِ النَّهَارِ أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَعَهُ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ يَلْتَقِطُهُ أَوْ يَتَتَبَّعُ فِيهَا شَيْئًا قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَتَتَبَّعُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ " قَالَ عَمَّارٌ: " فَحَفِظْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ فَوَجَدْنَاهُ قُتِلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ

ابن عباس رضی الله عنہ فرماتے ہیں میں رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے، اور ان پر گرد و غبار پڑا ہوا تھا، اور ہاتھ میں خون سے بھری ایک بوتل تھی،میں نے پوچھا یا رسول الله یہ کیا ہے؟تو آپ نے فرمایا یہ حسین اور اسکے ساتھیوں کا خون ہے جسکو میں صبح سے جمع کر رہا ہوں[2]

اسکی سند کا راوی مختلف فیہ ہے عمار بن أبي عمار مولی بني هاشم ہے کتاب اکمال مغلطائی میں ہے

وقال البخاري: أكثر من روى عنه أهل البصرة...و لا يتابع عليہ

بخاری کہتے ہیں ان کی اکثر روایات اہل بصرہ سے ہیں جن کی کوئی متابعت نہیں کرتا

ابن حبان مشاہیر میں کہتے ہیں

وكان يهم في الشئ بعد الشئ

2

زبیر علی زئی مضمون شہادت حسین اور بعض غلط فہمیوں کا ازالہ میں مقلدانہ انداز میں ابن عبّاس کی اس روایت کو حسن لذاتہ قرار دیتے ہیں- اس روایت کو امام حاکم نے مستدرک میں حسن قرار دیا ہے الذھبی موافقت کر بیٹھے ہیں- ابن کثیر اس کو اسنادہ قوی کہتے ہیں اور البانی بھی صحیح کہتے ہیں - حمود التویجری صحیح علی شرط مسلم کہتے ہیں

اس کو بات بے بات وہم ہوتا ہے

ابو داود کہتے ہیں شعبہ نے اس سے روایت لی لیکن کہا وکان لا یصحح لی میرے نزدیک بھی صحیح نہیں

یحیٰی بن سعید کہتے ہیں شعبہ نے صرف ایک روایت اس سے لی

امام بخاری نے کوئی روایت نقل نہیں کی

طبقات ابن سعد کی روایت ہے

قال: أخبرنا عفان بن مسلم. ويحيى بن عباد. وكثير بن هشام. وموسى بن إسماعيل. قالوا: حدثنا حماد بن سلمة. قال: حدثنا عمار بن أبي عمار. عن ابن عباس. قال: رأيت النبي ص فيما يرى النائم بنصف النهار وهو قائم أشعث أغبر. بيده قارورة فيها دم. فقلت بأبي وأمي ما هذا؟ قال: دم الحسين وأصحابه. أنا منذ اليوم ألتقطه. قال فأحصي ذلك اليوم فوجدوه قتل ذلك في ذلك اليوم.

عمار بن ابی عمار کہتا ہے کہ ابن عباس نے کہا ہم نے اس خواب والے دن کو شمار کیا اور یہ پایا کہ اسی خواب والے دن حسین کا قتل ہوا

اسد الغابہ میں ہے عمار بن ابی عمار نے کہا

فوجد قد قتل في ذلك اليوم ہم نے پایا کہ حسین کا اسی دن قتل ہوا

كتاب بغية الطلب في تاريخ حلب از ابن العديم کے مطابق

فأحصي ذلك اليوم فوجدوه يوم قتل الحسين رحمه الله

عمار بن ابی عمار نے کہا ... اسی خواب والے دن حسین کا قتل ہوا

مستدرک حاکم کی روایت جس کو امام حاکم صحیح کہتے ہیں اور الذھبی تلخیص میں مسلم کی شرط پر کہتے ہیں اس میں ہے

حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى الْأَسَدِيُّ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ عَمَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ نِصْفَ النَّهَارِ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ مَعَهُ قَارُورَةٌ فِيهَا دَمٌ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمَ "، قَالَ: «فَأَحْصَى ذَلِكَ الْيَوْمُ فَوَجَدُوهُ قُتِلَ قَبْلَ ذَلِكَ بِيَوْمٍ

اس کے مطابق عمار بن ابی عمار نے کہا ابن عبّاس نے جب دن دیکھا تو پتا چلا ایک دن پہلے قتل ہوا

ابن حبان کتاب مشاهير علماء الأمصار وإعلام فقهاء الأقطار میں کہتے ہیں کہ عمار بن ابی عمار نے کہا

وكان يهم في الشئ بعد الشئ

ان کو بات بات پر وہم ہوتا ہے

اس وہمی راوی کی روایت کیسے قبول کی جا سکتی ہے کبھی کہتا ہے اسی خواب والے دن قتل ہوا کبھی کہتا ہے ایک دن پہلے ہوا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منسوب خواب

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ حَمْزَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ فَرَأَيْتُهُ لَا يَنْظُرُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَأْنِي؟ قَالَ: «أَلَسْتَ الَّذِي تُقَبِّلُ وَأَنْتَ صَائِمٌ؟»، قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُقَبِّلُ بَعْدَهَا وَأَنَا صَائِمٌ

ابن عمر نے کہا عمر نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عمر کی طرف دیکھ بھی نہیں رہے –پس عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ سے پوچھا یا رسول اللہ میرا کیا حال ہے ؟ فرمایا کیا تو روزہ سے ہوتا ہے پھر بھی بوسہ لیتا ہے ؟ عمر نے کہا میں نے کہا وہ جس نے حق کے ساتھ آپ کو بھیجا میں اب کبھی بھی روزہ کی حالت میں بوسہ نہ لوں گا

یہ روایت شاذ ہے کیونکہ صحیح بخاری میں موجود ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ میں بوسہ لیتے تھے

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل ويباشر وهو صائم

علی رضی اللہ عنہ سے منسوب خواب

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَمَّارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِي، فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ الْأَوْدِ وَاللَّدَدِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ لِي: «لَا تَبْكِ يَا عَلِيُّ»، وَالْتَفَتَ فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا رَجُلَانِ يَتَصَعَّدَانِ وَإِذَا جَلَامِيدُ تُرْضَخُ بِهَا رُءُوسُهُمَا حَتَّى تُفْضَخَ ثُمَّ يَرْجِعُ، أَوْ قَالَ: يَعُودُ، قَالَ: فَغَدَوْتُ إِلَى عَلِيٍّ كَمَا كُنْتُ أَغْدُو عَلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْخَرَّازِينَ لَقِيتُ النَّاسَ، فَقَالُوا: قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ

ابُو صَالِحٍ الحَنَفِيّ الكُوْفى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ قَيْسٍ نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں دیکھا ان سے امت کی اولادوں سے جو ملا اس کی شکایات کی- پس میں رو دیا اور مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت رو علی اور .. دو مرد آئیں گے اپنے سر جھکا کر پلٹ جائیں گے یا کہا لوٹ جائیں گے- کہا پس صبح ہوئی جیسے ہوتی تھی اور میں الخرازین تک آیا تو لوگوں سے ملا کہا امیر المومنین کا قتل ہوا

راقم کہتا ہے اس کی سند ضعیف ہے شریک ابن عبد اللہ النخعی ہے اس پر جرح ہے یہ مختلط ہو گیا تھا- دوسرا عمار بن معاویۃ الدہنی ہے یہ شیعہ ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب بعد الوفات منسوب کر رہا ہے کہ رسول اللہ نے علی کو موت کی خبر دی

متن منکر ہے

دوسری روایت میں ہے

فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِهِ مِنَ التَّكْذِيبِ وَالْأَذَى

شکایات کی جو امت سے تکذیب و تکلیف ملی

ایک اور روایت میں ہے

وَعَنِ الْحَسَنِ- أَوِ الْحُسَيْنِ- أَنَّ عَلِيًّا- رَضِيَ الله عنه- قَالَ: لَقِيَنِي حَبِيبِي- يَعْنِي فِي الْمَنَامِ- نَبِيّ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَ: فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا لَقِيتُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بَعْدَهُ فوعدني الراحة منهم إلا قَرِيبٍ فَمَا لَبِثَ إِلَّا ثَلَاثًا "

شکایات کی جو اہل عراق سے رسول اللہ کے بعد ملا پس وعدہ کیا کہ راحت قریب ہے تین دن سے بھی قریب

اس کی سند میں مجہول ہے- إتحاف الخيرة میں البوصیری (المتوفی: 840ھ) کا قول ہے رَوَاهُ مُحَمّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ بِسَنَدٍ فِيهِ راوٍ لم يسم -اس میں راوی کا نام نہیں لیا گیا

مزید یہ کہ الخرازین نام کا عراق میں کوئی شہر نہیں ہے کتب البدان میں اس کا ذکر نہیں ملا- یہ قول کتاب المطَالبُ العَاليَةُ بِزَوَائِدِ المسَانيد الثّمَانِيَةِ کے محقق سعد بن ناصر بن عبد العزیز الشَّثری کا ہے ولم أجد لأي منها ذكرا في كتب البلدان.

حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ، ثنا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ الذُّهْلِيُّ، حَدَّثَنِي فُلْفُلَةُ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ مُتَعَلِّقًا بِالْعَرْشِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَأَيْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخَذَ بِحَقْوَيْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَأَيْتُ الدَّمَ يَنْصَبُّ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ» . فَحَدَّثَ الْحَسَنُ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ مِنَ الشِّيعَةِ، فَقَالُوا: وَمَا رَأَيْتَ عَلِيًّا؟ فَقَالَ الْحَسَنُ: «مَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَرَاهُ أَخَذَ بِحَقْوَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَلِيٍّ، وَلَكِنَّهَا رُؤْيَا رَأَيْتُهَا»

حسن بن علی نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ عرش پر لٹک رہے ہیں اور ابو بکر کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کو پکڑا ہوا ہے اور عمر کو دیکھا کہ انہوں نے ابو بکر کی ران کو پکڑا ہوا ہے اور عثمان کو دیکھا کہ انہوں نے عمر کی ران کو پکڑا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین تک خون گر رہا ہے –پس حسن نے اس خواب کو بیان کیا اور وہاں شیعہ بھی تھے –شیعوں نے حسن سے

پوچھا کیا علی کو دیکھا؟ حسن نے کہا مجھ کو یہ محبوب تھا کہ علی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ران کو پکڑے دیکھوں لیکن میں نے جو دیکھا وہ خواب تھا

الهيثمي: إسناده حسن. مجمع الزوائد: 96/9.

راقم کہتا ہے اس کی سند میں فلفتہ بن عبد اللہ الجعفی مجہول ہے

تابعین کا نبی کو خواب میں دیکھنا

سنن دارمی میں ہے

أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: رَأَى مُجَاهِدٌ طَاوُوسًا فِي الْمَنَامِ كَأَنَّهُ فِي الْكَعْبَةِ يُصَلِّي مُتَقَنِّعًا، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَابِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ لَهُ «يَا عَبْدَ اللَّهِ اكْشِفْ قِنَاعَكَ وَأَظْهِرْ قِرَاءَتَكَ» قَالَ: «فَكَأَنَّهُ عَبَّرَهُ عَلَى الْعِلْمِ، فَانْبَسَطَ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْحَدِيثِ»

مجاہد نے طاووس بن کیسان کو خواب میں دیکھا کہ گویا وہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازے پر ہیں اور فرما رہے ہیں اے اللہ کے بندے اپنی نقاب ہٹا دو اور قرات بلند کرو۔ گویا کہ علم کا کہہ رہے ہوں پس اس کے بعد حدیث کو پھیلایا

اس کی سند میں سفیان مدلس ہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ترمذی سے ناراضگی

ابو بکر الخلال کتاب السنہ میں بیان کرتے ہیں کہ امام ترمذی اس عقیدے کے خلاف تھے کہ روز محشر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ عرش پر اللہ تعالی اپنے ساتھ بٹھائے گا. ابو بکر الخلال، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا نقل کرتے ہیں

وَسَمِعْتُ أَبَا بَكْرِ بْنَ صَدَقَةَ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ الْجَبَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ صَاحِبِ النَّرْسِيِّ قَالَ: ثُمَّ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَحَدَّثَنِي، قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ لِي: هَذَا التِّرْمِذِيُّ، أَنَا جَالِسٌ لَهُ، يُنْكِرُ فَضِيلَتِي "

عبد للہ بن اسمٰعیل کہتے ہیں کہ میرے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور کہا یہ ترمذی ! میں اس کے لئے بیٹھا ہوں اور یہ میری فضیلت کا انکاری ہے

ابو بکر الخلال نے واضح نہیں کیا کہ اس خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا کہ میں بیٹھا ہوں، تو اصل میں وہ کہاں بیٹھے ہیں . مبہم انداز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بیٹھا دیا گیا ہے تا کہ امام ترمذی پر جرح ہو سکے

ایک دوسرا خواب بھی پیش کرتے ہیں

أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ الْعَطَّارُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ السَّرَّاجِ، قَالَ: " رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَرُ عَنْ يَسَارِهِ، رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا وَرِضْوَانُهُ، فَتَقَدَّمْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِ عُمَرَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ شَيْئًا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ، فَقَالَ: قُلْ، فَقُلْتُ: إِنَّ التِّرْمِذِيَّ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُقْعِدُكَ مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ، فَكَيْفَ تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ شِبْهَ الْمُغْضَبِ وَهُوَ يُشِيرُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَاقِدًا بِهَا أَرْبَعِينَ، وَهُوَ يَقُولُ: «بَلَى وَاللهِ، بَلَى وَاللهِ، بَلَى وَاللهِ، يُقْعِدُنِي مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ، بَلَى وَاللهِ يُقْعِدُنِي مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ، بَلَى وَاللهِ يُقْعِدُنِي مَعَهُ عَلَى الْعَرْشِ، ثُمَّ انْتَبَهْتُ

مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ السَّرَّاج نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ابو بکر و عمر رحمہ اللہ تعالی ان کے ساتھ تھے ابو بکر دائیں طرف اور عمر بائیں طرف بیٹھے تھے پس میں عمر کی دائیں طرف آیا اور عرض کیا : یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں اپ پر ایک چیز پیش کرتا —رسول اللہ نے فرمایا بولو- میں نے کہا یہ ترمذی کہتا ہے کہ اللہ عزوجل، آپ کے ساتھ عرش پر نہیں بیٹھے گا تو آپ کیا کہتے ہیں اس پر یا رسول اللہ ؟ پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ناراض ہوئے اور انہوں نے سیدھے ہاتھ سے اشارہ کیا...اور کہہ رہے تھے بالکل اللہ کی قسم، بالکل اللہ کی قسم میں اللہ کے ساتھ عرش پر بیٹھوں گا میں اللہ کے ساتھ عرش پر بیٹھوں گا، اللہ کی قسم میں اللہ کے ساتھ عرش پر بیٹھوں گا پھر خبر دار کیا

استغفر اللہ ! اس طرح کے عقائد کو محدثین کا ایک گروہ حق مانتا آیا ہے

اللہ کا شکر ہے کہ بدعتی عقائد پر کوئی نہ کوئی محدث اڑ جاتا ہے اور آج ہم فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حق کیا ہے, مثلا یہ عقیدہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر بٹھایا جائے گا اور انبیاء کے اجسام سلامت رہنے کا بدعتی عقیدہ

جس کو امام بخاری اور ابی حاتم رد کرتے ہیں۔

حدیث میں اتا ہے کہ

میری اُمت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد آئیں گے اور ان کی خواہش ہو گی کہ وہ مجھے دیکھنے کے لئے اپنے اہل و مال سب کچھ صَرف کر دیں

اس سے ظاہر ہے کہ نبی کو خواب میں دیکھنا ممکن نہیں بلکہ اگر کوئی نبی کو دیکھنا چاہتا ہے تو کیا صرف سوتا رہے کہ ہو سکتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آ جائیں حدیث میں ہے کہ وہ اہل و مال تک صرف کرنا چاہیں گے کیونکہ وہ دیکھ نہیں پائیں گے
کہا جاتا ہے کہ علمائے اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ اگر خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو کوئی ایسی بات بتائیں یا کوئی ایسا حکم دیں جو شریعت کے خلاف ہے تو اس پر عمل جائز نہ ہو گا لیکن یہ احتیاط کیوں اگر حلیہ شمائل کے مطابق ہو اور اپ کا عقیدہ ہے کہ شیطان، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بھی نہیں بنا سکتا تو اس خوابی حکم یا حدیث کو رد کرنے کی کیا دلیل ہے. دوم یہ اجماع کب منعقد ہوا کون کون شریک تھا کبھی نہیں بتایا جاتا

کہا جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا ان کی خصوصیت ہے اس کا مطلب ہوا کہ جو لوگ یہ دعوی کریں کہ کوئی ولی یا صحابی خواب میں آیا وہ کذاب ہیں کیونکہ اگر یہ بھی خواب میں آ جاتے ہوں تو نبی کی خصوصیت کیسے رہی؟

حدیث میں ہے ایک شخص خواب بیان کر رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ڈانٹا اور کہا

لَا تُخْبِرْ بِتَلَعُّبِ الشَّيْطَانِ بِكَ فِي الْمَنَامِ
اس کی خبر مت دو کہ شیطان نے تیرے ساتھ نیند میں کیا کھیلا

صحیح مسلم ح ۱۵۲۲ میں ہے

عثمان بن ابی شیبہ جریر، اعمش، ابی سفیان، حضرت جابر (رض) سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوااور عرض کیااے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹا گیا ہے پھر وہ لڑھکتا ہوا جارہا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہوں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اعرابی سے فرمایا اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کالوگوں سے بیان نہ کرو اور جابر (رض) نے کہا میں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس کے بعد خطبہ دیتے ہوئے سنا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے ساتھ خواب میں شیطان کے کھیلنے کو بیان نہ کرے۔

ظاہر ہے یہ کوئی صحابی تھے جن کو منع کیا گیا کہ جو بھی خواب میں دیکھو اس کو حقیقت سمجھ کر مت بیان کرو

الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی رفاقت چھوڑ کر جنت کو منتخب کیا اور آج امت سے ان کا کوئی رابطہ نہیں اور نہ ان کو امت کے حال کا پتا ہے، ورنہ جنگ جمل نہ ہوتی نہ جنگ صفین، نہ حسین شہید ہوتے، بلکہ ہر لمحہ آپ امت کی اصلاح کرتے۔

امت کا یہ حال ہوا کہ فقہی اختلاف یا حدیث رسول ہو یا جنگ وجدل ہو یا یہود و نصرانی سازش ہو سب کی خبر رسول اللہ کو ہے اور وہ خواب میں آ کر رہنمائی کر رہے ہیں

راقم کہتا ہے یہ علم الغیب میں نقب کی خبر ہے جو اللہ کا حق ہے – اس پر ڈاکہ اس امت نے ڈالا ہے تو اس کی سزا کے طور پر ذلت و مسکنت چھا گئی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا خواب

ایک خواب کا ذکر صوفیاء میں سے علی ہجویری نے اپنی مشہور کتاب کشف المحجوب میں کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھود رہے ہیں اور پھر وہ اس خواب سے پریشان ہوئے اور ابن سیرین سے اس کی جا کر تاویل پوچھی -

اس خواب کا ذکر سیر اعلام النبلاء از الذہبی (المتوفی : 748ھ) میں ہے

شُعَيْبُ بنُ أَيُّوْبَ الصَّرِيْفِيْنِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الحمَّانِيُّ، سَمِعْتُ أَبَا حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رُؤْيَا أَفزَعَتْنِي، رَأَيْتُ كَأَنِّي أَنبُشُ قَبْرَ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فَأَتَيْتُ البَصْرَةَ، فَأَمَرتُ رَجُلاً يَسْأَلُ مُحَمَّدَ بنَ سِيْرِيْنَ -فَسَأَلَه، فَقَالَ: هَذَا رَجُلٌ يَنبُشُ أَخْبَارَ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أَبُو يَحْيَى الحِمَّانِيُّ نے کہا میں نے امام ابو حنیفہ سے سنا کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے پریشان کر دیا کہ میں قبر نبی کو کھود رہا ہوں پس میں بصرہ کیا اور ابن سیرین سے اس پر سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ شخص حدیث نبوی کو کھودے گا

راقم کہتا ہے اس کی سند میں مختلف فیہ راوی ہے - عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، ابو یحیٰ الحمانی کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے احمد نے ضعیف قرار دیا ہے -

تاریخ بغداد میں دوسری سند ہے

خْبَرَنِي الصيمري، قال: قرأنا على الحسين بن هارون، عن أبي العباس بن سعيد، قَالَ: حدثنا مُحَمّد بن عبد الله بن سالم، قال: سمعت أبي، يقول: سمعت هشام بن مهران، يقول: رأى أَبُو حنيفة في النوم كأنه ينبش قبر النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فبعث من سأل له مُحَمّد بن سيرين، فقال مُحَمّد بن سيرين: من صاحب هذه الرؤيا؟ ولم يجبه عنها، ثم سأله الثانية، فقال: مثل ذلك، ثم سأله الثالثة، فقال: صاحب هذه الرؤيا يثور علما لم يسبقه إليه أحد قبله، قال هشام: فنظر أَبُو حنيفة وتكلم حينئذ

اس میں ہے

صاحب هذه الرؤيا يثور علما لم يسبقه إليه أحد قبله

یہ خواب والا علماء کا ایسا وارث ہو گا کہ اس سے پہلے کوئی نہ ہوا ہو گا

اس طرق میں ہشام بن مہران مجہول ہے

امام ابو حنیفہ خوابوں کو اہمیت نہیں دیتے تھے - کتاب **الآثار** از امام ابو یوسف میں ہے

عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَقَدِ اجْتَمَعَ فِيهِ النَّاسُ، وَقَدِ امْتَلَأَ، فَقَالَ: «مَا شَأْنُ النَّاسِ؟» قَالُوا: إِنَّ رَجُلًا رَأَى فِي الْمَنَامِ أَنَّهُ مَنْ صَلَّى اللَّيْلَةَ فِي الْمَسْجِدِ غُفِرَ لَهُ. قَالَ: " فَجَعَلَ يُنَادِي وَيَهْتِفُ: وَيْلَكُمُ اخْرُجُوا، لَا تُعَذَّبُوا مَرَّتَيْنِ "

ابو حنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم النخعی سے انہوں نے ابن مسعود سے روایت کیا کہ وہ ایک رات مسجد کے لئے نکلے تو دیکھا لوگ جمع ہیں اور مجمع لگا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے ؟ لوگوں نے کہا ایک شخص نے خواب دیکھا ہے کہ جو اس مسجد میں رات میں نماز پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ پس ابن مسعود نے ان کو پکارا آواز دی اور کہا بربادی ہو سب نکلو یہاں سے دو بار عذاب نہ دو

یعنی ابن مسعود نے خواب کو کوئی اہمیت نہ دی اور جھڑک دیا — اس کو امام ابو حنیفہ نے بیان کیا ہے اور اس طرح اپنے شاگردوں کو نصیحت کی کہ خواب کی اب کوئی اہمیت نہیں

باب ۴: ابن سیرین اور خوابوں کی تعبیر

ابن سیرین المتوفی ۱۱۰ھ سے منسوب کتاب تفسیر الاحلام یا کتاب الرویا غیر ثابت ہیں۔ بعض کا کہنا ہے یہ کتاب صوفیوں کی گھڑی ہوئی ہے۔ عرب عالم مشہور بن حسن ال سلمان اپنی کتاب كتب حذر منها العلماء (وہ کتب جن سے علماء نے احتیاط برتی) میں اس پر بحث کرتے ہیں

تصنيف
أبي عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان
تقديم
فضيلة الشيخ بكر بن عبد الله أبو زيد
المجلد الثاني
دار الصميعي للنشر والتوزيع

وخلاصة ما تبين لي هو أن ابن سيرين لم يؤلف في التعبير للأسباب التالية:

١ ـ أن جميع الذين ترجموا له خلال القرون الثلاثة الأولى من الهجرة لم يذكروا إطلاقاً أن لابن سيرين كتاباً في التعبير مع أنهم ذكروا براعته فيه.

٢ ـ إن ابن سيرين رغم معرفته بالكتابة لم يكن يكتب بنفسه، وإنما كتب عنه بعض تلامذته، وإنهم إنما كانوا يقيدون المسائل لئلا تضيع بالنسيان، وإنه كان يكره كتابة الحديث؛ إلا ريثما تحفظه الذاكرة، وذلك حفاظاً على الرواية والسند، ولئلا يتحول الكتاب إلى مرجع بدلاً من الشيخ أو الراوي، ولم يذكر أحد من المؤرخين السابقين أنه كتب في الحديث أو غيره أو أنه أملى شيئاً في أي علم من العلوم والتقنين.

وهذا لا ينبغي أن يكون تلامذته أو أحدهم قد اهتموا بتعبيراته واستخلصوا منها القوانين، أو أن يكون هو ذاته قد شرح لهم بعض القواعد التي يلتمسها في التعبير؛ فتلقفوها بالتدوين، ولا مانع أن يكون ذلك قد تم بعلمه وإقراره، ولكن على أساس تقييد الفوائد العلمية لا التأليف فيها.

٣ ـ إن ابن سيرين كان شديد الورع، وكان يحمل نفسه من ورعه الشيء الكثير كما جاء في «سيرته»، وكما سبق تفصيل ذلك، وأغلب الظن أن يحمله ورعه هذا على أن لا يتحمل وضع قوانين معينة في الرؤيا، وإن كان في واقع الحال جريئاً على التعبير كما يروى عنه، ولكنها جرأة العالم المتمكن من فنه، وهي جرأة وقتية؛ أي أنها تتعلق بكل حالة تعرض له على حدة من حالات الرؤيا، يواجهها بما يفتح الله عليه به وفقاً للملابسات الخاصة بها، ولكنها ليست جرأة تحمل تبعة التأليف.

٤ ـ نقلت بعض المصادر نماذج من تعبيره، ولكنها لم تذكر إطلاقاً أنها منقولة من كتاب وضعه أو أملاه.

٥ ـ إن إلقاء أية نظرة عابرة على كتاب «تعبير المنام» المتداول في أيدي الناس منسوباً لابن سيرين، إلقاء مثل هذه النظرة كفيل بأن يدل على أن روح

٢٨٣

لب لباب یہ ہے کہ یہ کتاب ابن سیرین سے ثابت نہیں ہے اس کا تین قرون میں تذکرہ نہیں ملتا ابن سیرین ایک محتاط محدث تھے اور تعبیر کے لئے ممکن نہیں کہ انہوں نے قوانین بنائے ہوں- البتہ **ابن سیرین خوابوں کی تعبیر کرتے تھے اس پر محدثین نے بہت سی روایات دی ہیں-**

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ أَبِي السَّمِيطِ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَعَهُ سَيْفًا مُخْتَرِطَةً، فَقَالَ: «وَلَدٌ ذَكَرٌ»، قَالَ: انْذَقَّ السَّيْفُ قَالَ: «يَمُوتُ»

بُكَيْرُ بْنُ أَبِي السَّمِيطِ نے کہا میں نے ابن سیرین کو کہتے سنا جب ایک شخص نے نیند جو دیکھا اس پر سوال کیا کہ اس کے ساتھ تلوار تھی —ابن سیرین نے کہا تجھ کو لڑکا ملے گا— کہا تلوار ٹوٹا کیا ہے —ابن سیرین نے کہا اس کی موت

ابن حبان کہتے ہیں بُكَيْرُ بْنُ أَبِي السَّمِيطِ لا يحتج به، كثير الوهم یعنی نا قابل دلیل ہے

حلية الأولياء وطبقات الأصفياء میں ابو نعیم الأصبهاني (المتوفى: 430هـ) نے بہت سے اس قسم کے خواب ضعیف سندوں سے لکھے ہیں جن کی تعبیر ابن سیرین نے کی ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ سَالِمٍ، قَالَ: ثنا مَسْعَدَةُ بْنُ الْيَسَعِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ سِيرِينَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ رَأَيْتُ فِيَ الْمَنَامِ كَأَنِّي أَشْرَبُ مِنْ بُلْبُلَةٍ لَهَا ثَقْبَانِ فَوَجَدْتُ أَحَدَهُمَا عَذْبًا وَالْآخَرَ مِلْحًا قَالَ ابْنُ سِيرِينَ: «اتَّقِ اللهَ لَكَ امْرَأَةٌ وَأَنْتَ تُخَالِفُ إِلَى أُخْتِهَا»

ابن سیرین نے خواب بیان ہوا .... انہوں نے کہا اللہ سے ڈر تیری بیوی ہے اور تو سالی کے چکر میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ سَالِمٍ، قَالَ: ثنا مَسْعَدَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: أَنَّ رَجُلًا

رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي حِجْرِهِ صَبِيًّا يَصِيحُ فَقَصَّ رُؤْيَاهُ عَلَى ابْنِ سِيرِينَ فَقَالَ: «اتَّقِ اللهَ وَلَا تَضْرِبِ الْعُودَ»

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا مَرْوَانُ، قَالَ: ثنا مَسْعَدَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبٍ: أَنَّ امْرَأَةً رَأَتْ فِي الْمَنَامِ أَنَّهَا تَحْلِبُ حَيَّةً فَقَصَّتْ عَلَى ابْنِ سِيرِينَ فَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: «اللَّبَنُ فِطْرَةٌ وَالْحَيَّةُ عَدُوٌّ وَلَيْسَتْ مِنَ الْفِطْرَةِ فِي شَيْءٍ هَذِهِ امْرَأَةٌ يَدْخُلُ عَلَيْهَا أَهْلُ الْأَهْوَاءِ»

سندوں میں مسعدة بن اليسع الباهلي کذاب ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بُنْدَارٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، قَالَ: ثنا مُبَارَكُ بْنُ يَزِيدَ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ سِيرِينَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَغْسِلُ ثَوْبِي وَهُوَ لَا يَنْقَى قَالَ: «أَنْتَ رَجُلٌ مُصَارِمٌ لِأَخِيكَ»

سند میں مبارک بن یزید مجہول ہے

بیہقی شعب ایمان میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّد عَبْدُ الله بْنُ يَحْيَى السُّكَّرِيُّ، أنا إِسْمَاعِيلُ الصَّفَّارُ، نا عَبَّاسٌ، نا مُسْلِمٌ الْخَوَّاصُ، أنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مُحَمَّد بْنِ سِيرِينَ فِي السُّوقِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي آكُلُ الْخَبِيصَ وَأَنَا فِي الصلَاةِ فَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: " الْخَبِيصُ حُلْوٌ لَيِّنٌ، وَأَكْلُهُ فِي الصلَاةِ لَا يَنْبَغِي، وَلَكِنْ لَعَلَّكَ تُقَبِّلُ وَأَنْتَ صَائِمٌ "، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: " فَلَا تَفْعَلْ "

ایک شخص نے بازار میں ابن سیرین سے خواب کی تعبیر پوچھ لی... انہوں نے خواب دیا... تو روزے میں بوسہ لیتا ہے؟ اس شخص نے کہا جی ہاں —ابن سیرین نے کہا ایسا مت کر

یہ تعبیر سنت رسول کی مخالفت کا حکم دے رہی ہے

اسی کتاب میں ہے

أَخْبَرَنَا مُجَالدُ بْنُ عَبْد الله بْنِ مُجَالد الْبَجَلِيُّ، بِالْكُوفَة، نا مُسْلِمُ بْنُ مُحَمَّد التَّميميُّ، نا الْحَضْرَميُّ، نا سَعيدٌ الْأَشْعَثيُّ، أنا سُفْيَانُ، عَنْ هشَامِ بْنِ حَسَّانَ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ سِيرِينَ فِي السُّوقِ فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ، فَقَالَ: " أَنْتَ عَبْدٌ تَعْتَقُ؟ " قَالَ: ثُمَّ أَعَدْتُهُ، قَالَ: " يَمُوتُ مَوْلَاكَ "، قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ مَوْلَاهُ، فَقَالَ: يَا عَجَبًا لِابْنِ سِيرِينَ هَذَا يَتَكَلَّفُ عِلْمَ الْغَيْبِ، قَالَ: فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ

عَتَقَ الْعَبْدُ، وَمَاتَ الْمَوْلَى. قَالَ: وَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ عَلَى رَأْسِي تَاجًا مِنَ الذَّهَبِ، فَقَالَ: " أَبُوكَ فِي أَرْضِ غُرْبَةٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ "، قَالَ: فَمَا افْتَرَقْنَا حَتَّى أَخْرَجَ كِتَابًا مِنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ نے کہا میں ابن سیرین کے ساتھ بازار میں تھا ایک شخص نے خواب بیان کیا .... ابن سیرین نے کہا تیرا باپ بیابان میں ہے اس کی نظر جا چکی ہے ...

شرح السنہ میں بغوی ایک خواب بیان کرتے ہیں ایک دفعہ دو آدمیوں نے خواب میں اذان دی۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کے ورع و تقوی کے پیش نظر فرمایا تو حج کرے گا۔ قرآن میں ہے

وَأَذِّن فِي النّاسِ بِالحَجِّ...﴿٢٧﴾... سورة الحج

اور دوسرے کی حالت اس کے برعکس تھی فرمایا: تو چوری میں پکڑا جائے گا۔ قرآن میں ہے۔

ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا العيرُ إِنَّكُم لَسٰرِقونَ ﴿٧٠﴾... سورة يوسف

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن سیرین خوابوں کی تعبیر میں اٹکل پچو کرتے تھے۔ اور اس کی عنقا مثالیں بھی دی جاتی ہیں جن میں وہ جو تعبیرات کرتے ہیں ان میں سنت رسول کی مخالفت کا حکم ہوتا ہے

راقم کہتا ہے ابن سیرین یا کسی اور معبر نے کوئی تعبیر بتائی تو یہ کیسے ثابت ہو گا کہ وہ تعبیر میں صحیح بات تک پہنچے ؟ اس کی "بیرونی" دلیل درکار ہے یعنی کوئی اور کسی اور کتاب یا مقام پر صحیح سند سے اقرار کرے کہ ابن سیرین کی بات تعبیر میں صحیح نکلی جو انہوں نے بولا ایسا ہی میرے ساتھ پیش آیا۔ اطلاعا عرض ہے ایسی کوئی بات نہیں ملتی

بنو عباس کے دور میں یونانی حکماء کی تعبیر رویا پر کتب کے تراجم ہوئے جس سے عربوں کو پتا چلا کہ اگر یہ چیز دیکھیں تو کیا تعبیر کرے۔اسی لئے اس دور میں ابن سیرین سے تعبیر رویا منسوب کی جاتی ہے جو لوگوں نے گھڑی اور ابن سیرین سے منسوب کی اور اس کو ایک شرعی علم قرار دینے کے لئے دعوی کیا کہ یہ علم ابن سیرین سے ملا

یہ علم اس سے قبل بنو امیہ کو نہیں تھا نہ وہ خوابوں پر اتنا چلتے تھے وہ ۹۰ سال تک بغیر تعبیر رویا سے حکومت کر گئے۔لیکن عباسیوں میں توہم پرستی تھی یہاں تک کہ الواثق عباسی خلیفہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کی سلطنت پر یاجوج ماجوج کا خروج ہو گیا ہے۔ تعبیر بتاتے والوں نے کہا خطرہ سنگین ہے لہٰذا اس نے ایک سلام نام کے شخص کو شمالی اقلیم کی طرف بھیجا کہ جا کر یاجوج ماجوج کی خبر لائے۔إبو عبد اللهِ احمد بن محمد بن إسحاق الهمداني المعروف بابن الفقيه (ت 365) نے اس دیوار کا تذکرہ کتاب البلدان میں کیا ہے۔کتاب المسالك والممالك جو إبي القاسم عبيد الله بن عبد الله المعروف بابن خرداذبه المتوفى 300ھ-کی تالیف ہے اس میں ذکر ہے کہ ایک شخص سلام الترجمان، الخليفة الواثق کے دور خلافت (227-232ھ-) میں سد یأجوج ومأجوج تک گیا۔ قصہ یہ ہوا کہ ہارون رشید کے پوتے خلیفہ واثق ۸۴۲ سے ۸۴۷ ع نے ایک روز سن ۸۴۲ ع میں خواب دیکھا کہ سد ذی القرنین ٹوٹ گئی ہے انہوں نے اس کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک ہوشیار شخص سلام کو جو تیس زبانوں میں طاق تھے صورت حال جاننے کے لئے بھیجا–سلام ۸۴۴ ع میں واپس آئے اور تمام واقعات کتاب کی صورت میں لکھے جن کو ابن الفقیہ نے ان سے سن کر اپنی کتاب میں لکھا۔ سلام نے یاجوج ماجوج کو دیکھا کہ ان کے کان بہت بڑے ہیں ایک کو بچھاتے تو ایک پر سوتے ہیں–ان کی شکل انسانوں سے الگ ہے وغیرہ وغیرہ۔ بحر الحال راقم کے نزدیک یہ قصہ گوئی صرف خلیفہ کی خواہش کی وجہ سے ہوئی کیونکہ ایک طویل سفر کے بعد سلام ترجمان کو کچھ تو عجیب و غریب بیان کرنا ہی تھا

یعنی عباسی خلفاء سوچ میں تبدیلی تعبیر رویا کی صنف میں ترقی کی وجہ بن رہی تھی۔

باب۵ : مسلمان بادشاہوں کے سیاسی خواب

نور الدين زنگی کا خواب

علی بن عبداللہ بن إحمد الحسنی الشافعي، نور الدین إبوالحسن السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ کتاب وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ میں سن ۵۵۷ھ پر لکھتے ہیں

الملک العادل نور الدین الشہید نے ایک ہی رات میں تین دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ ہر دفعہ فرمارہے ہیں

أن السلطان محمودا المذكور رأى النبي صلّى الله عليه وسلّم ثلاث مرات في ليلة واحدة وهو يقول في كل واحدة: يا محمود أنقذني من هذين الشخصين الأشقرين تجاهه

اے قابل تعریف ! مجھ کو ان دو شخصوں سے بچا

یہ دو اشخاص عیسائی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مطہر حاصل کرنا چاہتے تھے

مثل مشہور ہے الناس علی دین ملوکھم کہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں اسی طرح یہ قصہ اتنا بیان کیا جاتا ہے کہ گویا اس کی سچائی قرآن و حدیث جیسی ہو

مقررین حضرات یہ قصہ سنا کر بتاتے ہیں کہ یہودی سازش کر رہے تھے لیکن ریکارڈ کے مطابق یہ نصرانی سازش تھی

وقد دعتهم أنفسهم- يعني النصارى- في سلطنة الملك العادل نور الدين الشهيد إلى أمر عظيم

اور نصرانیوں نے ایک امر عظیم کا ارادہ کیا بادشاہ عادل نور الدین الشہید کے دور ہیں

اس کے بعد یہ خواب کا واقعہ بیان کرتے ہیں اور بعد میں پکڑے جانے والے عیسائی تھے

أهل الأندلس نازلان في الناحية التي قبلة حجرة النبي صلّى الله عليه وسلّم من خارج المسجد عند دار آل عمر بن الخطاب
اہل اندلس سے دو افراد دار ال عمر بن خطاب ،حجرے کی جانب مسجد سے باہر ٹھہرے ہوئے ہیں

اس قصے میں عجیب و غریب عقائد ہیں. اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کہ دو نصرانی سازش کر رہے ہیں دوئم انہوں نے اللہ کو نہیں پکارا بلکہ نور الدین کے خواب میں تین دفعہ ایک ہی رات میں ظاہر ہوئے . سوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نورالدین زنگی کو صلیبی جنگوں میں عیسائی تدبریوں کے بارے میں نہیں بتایا جن سے ساری امت مسلمہ نبرد آزما تھی بلکہ صرف اپنے جسد مطہر کی بات کی

اللہ کا عذاب نازل ہو اس جھوٹ کو گھڑنے والوں پر. ظالموں اللہ سے ڈرو اس کی پکڑ سخت ہے .اللہ کے نبی تو سب سے بہادر تھے

دراصل یہ سارا قصہ نورالدین زنگی کی بزرگی کے لئے بیان کیا جاتا ہے جو صلیبی جنگوں میں مصروف تھے اور ان کے عیسائیوں سے معرکے چل رہے تھے

یہ واقعہ سن ۵۵۷ھ کا ہے یہ اصلا نورالدین زنگی المتوفی ۵۶۹ھ کا خود ساختہ خوف تھا کہ عیسائی جسد اطہر کو چرا لیں گے جبکہ جب وہ سرنگ سے وہاں پہنچتے تو تین اجسام پاتے اس میں سے کون سا نبی کا ہے اور کون سا عمر و ابو بکر کا ہے وہ معلوم نہیں کر سکتے تھے- نورالدین کو سیاسی محاذ پر سلطان ایوبی سے خطرہ تھا—نورالدین اور صلاح الدین میں اختلافات ہو گئے تھے، یہاں تک کہ نورالدین کی وفات کے بعد صلاح الدین نے اس کی بیوہ سے شادی کر لی اور نورالدین کے بیٹے کا صلاح الدین کا تختہ الٹ دیا-

شاہ عراق فیصل اول کا خواب

فیصل بن حسین ۱۹۲۱ع سے ۱۹۳۳ع تک عراق کے بادشاہ تھے اور شریف المکّہ کے تیسرے بیٹے- شریف المکہ عثمانی خلافت میں ان کی جانب سے حجاز کے امیر تھے- فیصل اول نے خلافت عثمانیہ ختم کرنے میں انگریزوں کا بھرپور ساتھ دیا-بر صغیر کے مشہور شاعر علامہ اقبال نے ان پر تنقید کی کہ

کیا خوب امیر فیصل کو سنوسی نے پیغام دیا
تو نام و نسب کا حجازی ہے پر دل کا حجازی بن نہ سکا

لیکن روحانیت میں شاہ فیصل کا کچھ اور ہی مقام تھا انگریز بھی خوش اور اللہ والے بھی خوش

جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں انے کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ سن ۱۹۳۲ عیسوی میں عراق میں جابر بن عبد للہ اور حذیفہ بن یمان رضوان اللہ علیھم شاہ عراق کے خواب میں آئے اور انہوں نی اس سے کہا کہ ان کو بچائے کیونکہ نہر دجلہ کا پانی ان کی قبروں تک رس رہا ہے

حیرت کی بات ہے کہ شیعہ حضرات بھی اس خواب کو لہک لہک کر بیان کرتے ہیں لیکن اس سے تو فیصل اول کی اللہ کی نگاہ میں قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے اور فیصل شیعہ عقیدے پر نہیں تھے

ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں اتے ہیں اب کہا جا رہا ہے کہ صحابی بھی اتے ہیں گویا جو نبی کی خصوصیت تھی وہ اب غیر انبیاء کی بھی ہو گئی

ہمارے قبر پرست بادشاہوں کو خوابوں میں انبیاء اور صحابہ نظر آ رہے ہیں اور وہ بھی صرف اپنے جسم کو بچانے کے لئے

یہ سعادت جو ملک فیصل شاہ عراق کی قسمت میں لکھی تھی کہ رسول اکرم ﷺ کے دو صحابہ کرام یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم مدائن اور سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری نے خواب میں آکر یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم کو اصل مقام سے منتقل کر کے دریا سے فاصلہ پر دفن کر دیا جائے کیونکہ دریا کا پانی ہمارے مزارات کے قریب آجاتا ہے چنانچہ عید قربان ۱۳۵۱ھ کے دس روز بعد مرحوم شاہ عراق شاہی تکریم و احتشام کے ساتھ یہ رسم ادا کی اور ان دونوں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی زیارت سے لاکھوں مسلمانوں کو شرف اندوز ہونے کا موقع ملا۔ یہ دونوں جسد اطہر بالکل محفوظ تھے یہاں تک کہ کفن اور ریش مبارک کا بال بال محفوظ تھا اور آنکھوں کی چمک برقرار تھی یہ اسلام کی صداقت کا غیبی ثبوت ہے

مصنف عبد الرزاق   ٩٦٠٣ میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: " رَأَى بَعْضُ أَهْلِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّهُ رَآهُ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ دَفَنْتُمُونِي فِي مَكَانٍ قَدْ آذَانِي فِيهِ الْمَاءُ، فَحَوِّلُونِي مِنْهُ " قَالَ: «فَحَوَّلُوهُ، فَأَخْرَجُوهُ كَأَنَّهُ سَلْقَةٌ لَمْ يَتَغَيَّرْ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَعَرَاتٌ مِنْ لِحْيَتِهِ»

قیس بن ابی حازم نے کہا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے بعض گھر والوں نے خبر دی کہ انہوں نے طلحہ کو خواب میں دیکھا جنہوں نے کہا تم نے مجھ کو فلاں فلاں مکان میں دفن کیا ہے جس میں پانی مجھ کو ایذا دے رہا ہے پس اس سے منتقل کرو- قیس نے کہا پس ان نکالا گیا اور منتقل کیا گیا وہ کی داڑھی کے چند بال تبدیل ہوئے تھے

راقم کہتا ہے اس میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے بعض گھر والوں نے خبر دی جو مجھول ہیں اور قیس مدلس ہے مختلط ہے –لہذا یہ سند لائق دلیل نہیں ہے

لیکن اب خواب نہیں آیا

حال ہی میں شام میں حکومت مخالف باغیوں نے ایک قبر کشائی کی جو صحابی رسول حجر بن عدی المتوفی 51 ہجری کی طرف منسوب ہے لیکن حیرت ہے اس دفعہ ان صحابی کو خیال نہیں آیا کہ دوسرے صحابہ تو اپنی قبروں کو بچانے کے لئے خوابوں میں آجاتے ہیں مجھے بھی یہی کرنا چاہیے یہ صحابی نہ سنیوں کے خواب میں آئے نہ شیعوں کے خواب میں. جب قبر پر پہلا کلہاڑا پڑا اسی وقت خواب میں آجاتے

حجر بن عدی رضی اللہ تعالی علیہ سے منسوب قبر، قبر کی بے حرمتی کے بعد

دوسری طرف یہی قبر پرست ایک سانس میں کہتے ہیں کہ صحابہ کے جسد محفوظ تھے اور دوسری سانس میں روایت بیان کرتے ہیں اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو بھلا بتاؤ کیا مانیں اگر غیر نبی کا جسد بھی محفوظ ہے تو یہ انبیاء کی خصوصیت کیسے رہی

انبیاء صحابہ اور اولیاء کا خواب میں انے کا عقیدہ سراسر غلط اور خود ساختہ ہے اور عقل سلیم سے بعید تر قبروں سے فیض حاصل کرنے کا عقیدہ رکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ ہم ان قبروں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ ان سے دعائیں کروانے جاتے ہیں اللہ ان کی سنتا ہے لیکن اگر اللہ ان کی سنتا ہے تو جب ان کی قبر پر پانی آتا ہے یا کوئی دوسرے دین کا شریر شخص شرارت کرنا چاہتا ہے تو اس وقت بادشاہ لوگ کے خواب میں ان کو آنا پڑتا ہے سوچوں یہ کیا عقیدہ ہے تمہاری عقل پر افسوس ! اللہ شرک سے نکلنے کی توفیق دے اور اللہ ہم سب کو ہدایت دے

باب ٦: محدثین اور خوابوں کی دنیا

بخاری میں دو حدیثیں ہیں

من رأنی فی المنام فقد رأنی، فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی

جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے بے شک مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا صحیح بخاری و صحیح مسلم

دوسری حدیث ہے

من رآني في المنام فسيراني في اليقظة، ولا يتمثل الشيطان بي» قال أبو عبد الله: قال ابن سيرين: «إذا رآه في صورته

جس نے مجھے حالت نیند میں دیکھا وہ جاگنے کی حالت میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا امام بخاری کہتے ہیں ابن سیرین کہتے ہیں اگر آپ کی صورت پر دیکھے

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارکہ کی ہے جب بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان ہوئے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فوراً ملاقات نہ کر سکے پھر ان مسلمانوں نے دور دراز کا سفر کیا اور نبی کو دیکھا۔ ایسے افراد کے لئے بتایا جا رہا ہے کہ ان میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا وہ عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک ہی محدود تھی کیونکہ اب جو ان کو خواب میں دیکھے گا وہ بیداری میں نہیں دیکھ سکتا

اسی روایت کی بنیاد پر بعض نے دعوی کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں بھی دیکھنا ممکن ہے

صحیح مسلم ٥٩٢١ كِتَابُ الرُّؤْيَا (بَابُ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:(مَن رَّآنِي فِي المَنَامِ فَقَد رَآنِي)) صحیح مسلم: کتاب: خواب کا بیان باب: نبی ﷺ کا فرمان: "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا

وَقَالَ: فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ

(ابن شہاب نے) کہا: ابو سلمہ نے کہا: ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے سچ مچ دیکھا۔

فیض الباری میں انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں

ويمكن عندي رؤيته صلى الله عليه وسلّم يقظةً (1) لمن رزقه الله سبحانه كما نقل عن السيوطي رحمه الله تعالى – وكان زاهدًا متشددًا في الكلام على بعض معاصريه ممن له شأن – أنه رآه صلى الله عليه وسلّم اثنين وعشرين مرة وسأله عن أحاديث ثم صححها بعد تصحيحه صلى الله عليه وسلّم

میرے نزدیک بیداری میں بھی رسول اللہ کو دیکھنا ممکن ہے جس کو اللہ عطا کرے جیسا سیوطی سے نقل کیا گیا ہے جو ایک سخت زاہد تھے...انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۲۸ مرتبہ دیکھا اور ان سے احادیث کی تصحیح کے بعد ان کو صحیح قرار دیا

انور شاہ نے مزید لکھا

والشعراني رحمه الله تعالى أيضًا كتب أنه رآه صلى الله عليه وسلّم وقرأ عليه البخاري في ثمانية رفقة معه

الشعرانی نے رسول اللہ کو دیکھا اور ان کے سامنے صحیح بخاری اپنے ۸ رفقاء کے ساتھ پڑھی

جلال الدین سیوطی الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۳۱۳ میں بہت سے علماء و صوفیا کے اقوال نقل کیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی روح اقدس کو ملکوت ارض و سما میں تصرف وسیع عطا کر دیا ہے، دن ہو یا رات، عالم خواب ہو یا عالم بیداری، جس وقت اور جب بھی چاہیں کسی بھی غلام کو اپنے دیدار اور زیارت سے نواز سکتے ہیں، جسے چاہیں چادر مبارک عطا کر جائیں اور جسے چاہیں موئے مبارک دیں۔

الألوسی (المتوفی: 1270ھ) سورہ الاحزاب کی تفسیر میں روح المعانی میں لکھتے ہیں

وأيد بحديث أبي يعلى «والذي نفسي بيده لينزلن عيسى ابن مريم ثم لئن قام على قبري وقال يا محمد لأجيبنه» . وجوز أن يكون ذلك بالاجتماع معه عليه الصلاة والسّلام روحانية ولا بدع في ذلك فقد وقعت رؤيته صلّى الله عليه وسلم بعد وفاته لغير واحد من الكاملين من هذه الأمة والأخذ منه يقظة

اور اس کی تائید ہوتی ہے حدیث ابی یعلی سے جس میں ہے کہ وہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور عیسیٰ نازل ہوں گے پھر جب میری قبر پر آئیں گے اور کہیں گے یا محمد میں جواب دوں گا اور جائز ہے کہ یہ اجتماع انبیاء کا روحانی ہو اور یہ بعید بھی نہیں کیونکہ اس امت کے ایک سے زائد کاملین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات بیداری میں دیکھا ہے

راقم اس سے متفق نہیں ہے ابی یعلی کی روایت کو منکر سمجھتا ہے

اسی تفسیر میں سورہ یس کے تحت الوسی لکھتے ہیں

والأنفس الناطقة الإنسانية إذا كانت قدسية قد تنسلخ عن الأبدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور أبدانها أو بصور أخرى كما يتمثل جبريل عليه السلام ويظهر بصورة دحية أو بصورة بعض الأعراب كما جاء في صحيح الأخبار حيث يشاء الله عز وجل مع بقاء نوع تعلق لها بالأبدان الأصلية يتأتى معه صدور الأفعال منها كما يحكى عن بعض الأولياء قدست أسرارهم أنهم يرون في وقت واحد في عدة مواضع وما ذاك إلا لقوة تجرد أنفسهم وغاية تقدسها فتمثل وتظهر في موضع وبدنها الأصلي في موضع آخر

نفس ناطقہ انسانی جب پاک ہو جاتا ہے تو اپنے بدن سے جدا ہو کر ممثل ظاہری ابدان سے یا کسی اور صورت میں ظاہر ہوتے ہیں جیسے کہ جبریل کی شکل میں یا دحیہ کلبی کی صورت یا بدو کی صورت جیسا کہ صحیح احادیث میں آیا ہے جیسا اللہ چاہے اس بدن کی بقاء کے ساتھ جو اصلی بدن سے بھی جڑا ہوا ایک ہی وقت میں لیکن کئی مقام پر ہو اس طرح حکایت کیا گیا ہے اولیاء سے جن کے پاک راز ہیں کہ ان کو ایک ہی وقت میں الگ الگ جگہوں پر دیکھا گیا

اس طرح الوسی نے یہ ثابت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی وقت میں کئی مقام پر ظاہر ہو سکتے ہیں

سمير القاضي نے كتاب مناهل الصفا في تخريج أحاديث الشفا از عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ) کے مقدمہ میں لکھا ہے

قال الشيخ عبد القادر: قلت له كم رأيت النبي - صلى الله عليه وسلم - يقظة فقال: بضعًا وسبعين مرة

سیوطی کے شاگرد عبدالقادر الشاذلی کہتے ہیں کہ جاگتے میں السیوطي نے ۷۲ بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا

آج یہ عقیدہ بریلویوں کا ہے ـ راقم اس فلسفے کو رد کرتا ہے

ہماری اسلامی کتب میں سن ۱۳۰ ہجری اور اس کے بعد سے آج تک عالم مادی اور عالم روحانی اس طرح خلط ملط ملتے ہیں کہ غیب میں گویا نقب لگی ہو ـ مسلسل عالم بالا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدثین کے خوابوں میں آ رہے تھے ـ یہاں ہم صرف ایک کتاب سیر الاعلام النبلاء از امام الذھبی کو دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہاں تک کہ اللہ تعالی کس کس کے خواب میں آ رہے تھے

بصری سلیمان بن طرخان المتوفی ۱۴۳ھ کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

جَرِيْرُ بنُ عَبْدِ الحَمِيْدِ: عَنْ رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، قَالَ:رَأَيْتُ رَبَّ العِزَّةِ فِي المَنَامِ، فَقَالَ: لأُكْرِمَنَّ مَثْوَى سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، صَلَّى لِيَ الفَجْرَ بِوُضُوْءِ العِشَاءِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً.

جَرِيْرُ بنُ عَبْدِ الحَمِيْدِ روایت کرتے ہیں رَقَبَةَ بنِ مَصْقَلَةَ، سے کہ میں نے رب العزت کو نیند میں دیکھا مجھ سے کہا سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ جیسوں کا اکرام کرو میرے لئے چالیس سال تک فجر کی نماز پڑھتا تھا عشاء کے وضو سے

اللہ تعالی عالم الغیب ہیں اور قادر ہیں لیکن اللہ تعالی کسی صحابی کے خواب میں نہیں آئے تابعی کے خواب میں نہیں آئے لیکن تبع تابعین کا دور ختم ہوتے ہی لوگ بیان کرنے لگ جاتے ہیں کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ان کو غیب کی خبریں دیتے ہیں

بصری عبداللہ بن عون المتوفی ۱۳۲ھ کے ترجمہ میں الذہبی لکھتے ہیں

حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ فَضَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي المَنَامِ، فَقَالَ: (زُوْرُوا ابْنَ عَوْنٍ، فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، أَوْ أَنَّ اللهَ يُحِبُّه وَرَسُوْلَه)

حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ فَضَاءٍ کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خواب میں فرمایا ابن عون کی زیارت کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا کہ اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتا ہے

عباد بن کثیر کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

الحَكَمُ بنُ مُوْسَى: حَدَّثَنَا الوَلِيْدُ بنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ أَحْرِصُ عَلَى السَّمَاعِ مِنَ الأَوْزَاعِيِّ، حَتَّى رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي المَنَامِ، وَالأَوْزَاعِيُّ إِلَى جَنْبِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! .الأَوْزَاعِيّ.قُلْتُ: كَانَ الأَوْزَاعِيُّ كَبِيْرَ الشَّأْنِ عَمَّنْ أَحْمِلُ العِلْمَ؟قَالَ: (عَنْ هَذَا) ، وَأَشَارَ إِلَى

الحَكَمُ بنُ مُوْسَى کہتے ہیں کہ ولید بن مسلم دمشقی المتوفی ۱۹۵ھ نے کہا مجھے الأَوْزَاعِيِّ سے سماع کا کوئی شوق نہیں تھا یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور الأَوْزَاعِيّ ان کے پہلو میں تھے میں نے پوچھا کس سے علم لوں یا رسول اللہ ؟ اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور الأَوْزَاعِيّ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے — میں الذھبی کہتا ہوں الأَوْزَاعِيّ کی بڑی شان ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا اس لئے بیان کیا جاتا تھا تا کہ لوگوں پر رعب جمایا جا سکے الولید کو پروپگینڈا کرنا پڑ رہا ہے کہ اس کا سماع الأوزاعی سے ٹھیک ہے

إکمال تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از مغلطای کے مطابق

وقال أبو داود: الوليد أفسد حديث الأوزاعي

ابو داود کہتے ہیں الولید بن مسلم نے الأوزاعی کی حدیث میں فساد کر دیا ہے

بغداد کے هُشَيْمُ بنُ بَشِيْرِ بنِ أَبِي خَازِمٍ أَبُو مُعَاوِيَةَ السَّلَمِيُّ المتوفی ۱۸۳ھ کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

قَالَ يَحْيَى بنُ أَيُّوْبَ العَابِدُ: سَمِعْتُ نَصْرَ بنَ بسّامٍ وَغَيْرَهُ مِنْ أَصْحَابِنَا، قَالُوا: أَتَيْنَا مَعْرُوْفاً الكَرْخِيَّ فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي المَنَامِ، وَهُوَ يَقُوْلُ لِهُشَيْمٍ: (جَزَاكَ اللهُ عَنْ أُمَّتِي خَيْراً)

یَحْیَی بنُ اَیُّوبَ العَابِدُ نے کہا میں نے نصر بن بسام سے اور ہمارے بہت سے اصحاب سے سنا کہ معروف الکرخی نے کہا میں نے نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور وہ کہہ ہُشَیْمُ بنُ بَشِیْرٍ کے لئے رہے تھے کے لئے جَزَاکَ اللہُ عَنْ اُمَّتِی خَیْرا

امام الشافعی کے ترجمہ میں الذھبی لکھتے ہیں

زَكَرِيَّا بنُ أَحْمَدَ البَلْخِيُّ القَاضِي: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بنَ أَحْمَدَ بنِ نَصْرٍ التِّرْمِذِيَّ يَقُوْلُ: رَأَيْتُ فِي المَنَامِ النَّبِيَّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي مَسْجِدِه بِالمَدِيْنَة، فَكَأَنِّيْ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَكْتُبُ رَأْيَ مَالِك؟ قَالَ: (لاَ) . قُلْتُ: أَكْتُبُ رَأْيَ أَبِي حَنِيْفَةَ؟ قَالَ: (لاَ) . قُلْتُ: أَكْتُبُ رَأْيَ الشَّافِعِيِّ؟ فَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا، كَأَنَّهُ انْتَهَرَنِي، وَقَالَ: (تَقُوْلُ رَأْيَ الشَّافِعِيِّ! إِنَّهُ لَيْسَ بِرَأْيِي، وَلَكِنَّهُ رَدٌّ عَلَى مَنْ خَالَفَ سُنَّتِي)

زَکَرِیَّا بنُ اَحْمَدَ البَلْخِیُّ القَاضِی کہتے ہیں میں نے اَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بنَ اَحْمَدَ بنِ نَصْرٍ التِّرْمِذِیَّ کو سنا کہا میں نے نیند میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپ مسجد النبی میں تھے پس میں ان تک پہنچا اور سلام کیا اور کہا اے رسول اللہ کیا مالک کی رائے لکھوں؟ فرمایا نہیں – میں نے پوچھا کیا ابو حنیفہ کی رائے لکھوں؟ فرمایا نہیں – پوچھا کیا شافعی کی رائے لکھوں؟ ہاتھ کو اس طرح کیا کہ گویا منع کر رہے ہوں اور کہا تو شافعی کی رائے کا کہتا ہے وہ میری رائے نہیں ہے بلکہ میری سنت کی مخالف ہے

یعنی رسول اللہ نے خواب میں امام شافعی کا قول ناپسند کیا

اسی طرح ایک قول ہے

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي حَاتِمٍ: حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الخُوَارِزْمِيُّ نَزِيْلُ مَكَّةَ – فِيْمَا كَتَبَ إِلَيَّ – حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ رَشِيْقٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ البَلْخِيُّ، قَالَ: قُلْتُ فِي المَنَامِ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَا تَقُوْلُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيْفَةَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَمَالِك؟ فَقَالَ: (لاَ قَوْلَ إِلاَّ قَوْلِي، لَكِنَّ قَوْلَ الشَّافِعِيِّ ضِدُّ قَوْلِ أَهْلِ البِدَعِ

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بنُ اَبِی حَاتِمٍ کہتے ہیں مکہ والے اَبُو عُثْمَانَ الخُوَارِزْمِیُّ نے روایت کیا اس خط میں جو لکھا کہ مُحَمَّدُ بنُ رَشِیْقٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ البَلْخِیُّ نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ سے پوچھا اے رسول اللہ اپ مالک

شافعی اور ابو حنیفہ کی رائے پر کیا کہتے ہیں؟ فرمایا ان کا قول وہ نہیں جو میرا ہے اور شافعی کا قول اہل بدعت کی ضد ہے

یعنی رسول اللہ نے خواب میں امام شافعی کا قول پسند کیا

لوگوں نے امام بخاری کی شان میں غلو کیا – جن میں امام الذھبی بھی شامل ہیں

امام ذھبی سیر الاعلام النبلاء میں خواب لکھتے ہیں

قال: سمعت أبا زيد المروزي الفقيه يقول: كنت نائمًا بين الرّكن والمقام، فرأيت النَّبِيّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أبا زيد إلى متى تدرِّس كتاب الشّافعي ولا تدرِّس كتابي؟ فقلت: يا رسول الله وما كتابك؟ فقال: " جامع محمد بن إسماعيل " يعني البخاري.

اور

أخبرنا أحمد بن محمد بن إسماعيل المهروني سمعت خالد بن عبد الله المروزي سمعت أبا سهل محمد بن أحمد المروزي سمعت أبا زيد المروزي الفقيه يقول كنت نائما بين الركن والمقام فرأيت النبي صلي الله عليه وسلم في المنام فقال لي يا أبا زيد إلي متي تدرس كتاب الشافعي ولا تدرس كتابي فقلت يا رسول الله وما كتابك قال جامع محمد بن إسماعيل

أبا زيد المروزي الفقيه کہتے کہ وہ رکن اور مقام کے درمیان سو رہے تھے انہوں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور رسول اللہ نے فرمایا اے ابو زید کب سے شافعی کی کتب پڑھتے گے؟ اور میری کتاب نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی کون سی کتاب ہے؟ فرمایا: جامع (الصحیح) محمد بن اسمعیل (بخاری) کی کتاب!

ابن حجر کتاب تغلیق التعلیق میں یہ روایت پر لکھتے ہیں کہ

قلت إِسْنَاد هَذِه الْحِكَايَة صَحِيح ورواتها ثِقَات أَئِمَّة وَأَبُو زيد من كبار الشَّافِعِيَّة لَهُ وَجه فِي الْمَذْهَب وَقد سمع صَحِيح البُخَارِيّ من الْفربرِي وَحدث بِهِ عَنهُ وَهُوَ أجل من حدث بِهِ عَن الْفربرِي

میں کہتا ہوں اس حکایت کی سند صحیح ہے - راوی ثقہ ہیں اور ا بو زید جو ہیں یہ کبار شوافع میں سے ہیں ان سے مذہب لیا گیا ہے اور انہوں نے صحیح بخاری امام فربری سے سنی ہے

یہ متضاد اقوال خواب میں لوگ سن رہے تھے اور جمع کر رہے تھے

عصر حاضر کے محقق شعیب الأرناؤوط اس پر تعلیق میں جھنجھلا کر رہ گئے لکھتے ہیں

ومتى كان المنام حجة عند أهل العلم؟ ! فمالك وأبو حنيفة وغيرهما من الأئمة العدول الثقات اجتهدوا، فأصاب كل واحد منهم في كثير مما انتهى إليه اجتهاده فيه، وأخطأ في بعضه، وكل واحد منهم يؤخذ من قوله ويرد، فكان ماذا؟

اور کب سے خواب اہل علم کے ہاں حجت ہو گئے ؟ پس مالک اور ابو حنیفہ اور دوسرے ائمہ عدول ہیں ثقات ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا ہے پس ان سب میں بہت سا ہے جو ان کے اجتہاد پر ہے اور اس میں بعض کی خطا بھی ہے اور ان سب کا قول لیا جاتا ہے اور رد بھی ہوتا ہے تو یہ کیا ہے ؟

یعنی جب خوابوں سے ائمہ پر سوال اٹھتا ہے تو فورا اس کو غیر حجت کہا جاتا ہے اگر یہ سب غیر حجت ہے تو ان کو جمع کرنے اور لوگوں کا ان کو بیان کرنا کتنا معیوب ہو گا ؟ جس دور میں ان کو بیان کیا گیا اس دور میں یقینا یہ معیوب نہ ہو گا بہت سے ان خوابوں کو جمع کر رہے تھے

اس کے بر عکس الموسوعة الفقهية الكويتية جو ۴۵ جلدوں میں فتووں کا مجموعہ ہے اور وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية – الكويت نے چھاپا ہے اس میں وہابی علماء کا فتویٰ ج ۲۲ ص ۱۰ پر ہے

وَهَذِهِ الأَحَادِيثُ تَدُل عَلَى جَوَازِ رُؤْيَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، وَقَدْ ذَكَرَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ، وَالنَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ أَقْوَالاً مُخْتَلِفَةً فِي مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ. وَالصَّحِيحُ مِنْهَا أَنَّ مَقْصُودَهُ أَنَّ رُؤْيَتَهُ فِي كُل حَالَةٍ لَيْسَتْ بَاطِلَةً وَلاَ أَضْغَاثًا، بَل هِيَ حَقٌّ فِي نَفْسِهَا، وَلَوْ رُئِيَ عَلَى غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي حَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَصَوُّرُ تِلْكَ الصُّورَةِ لَيْسَ مِنَ الشَّيْطَانِ بَل هُوَ مِنْ قِبَل اللَّهِ، وَقَال: وَهَذَا قَوْل الْقَاضِي أَبِي بَكْرِ بْنِ الطَّيِّبِ وَغَيْرِهِ، وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ: فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ

اور یہ احادیث (جو اوپر پیش کی گئی ہیں) دلیل ہیں نیند میں رسول اللہ کو دیکھنے کے جواز پر اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور النووی نے شرح المسلم میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں جو اس معنی پر ہیں قول

نبوی ہے جس نے نیند میں مجھے دیکھا پس اس نے جاگنے میں دیکھا اور مقصود ان میں صحیح ہے کہ دیکھنا ہر حال میں باطل نہیں اور نہ پریشان خوابی ہے بلکہ یہ فی نفسہ حق ہے اور اگر اس صورت پر دیکھے جس پر اپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں نہیں تھے تو اس صورت کا تصور شیطان کی طرف سے نہیں بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور کہا یہ قول ہے قاضی ابو بکر بن الطیب اور دوسروں کا اور اس کی تائید اس قول سے ہوتی ہے پس اس نے حق دیکھا

شذرات الذهب في أخبار من ذهب از عبد الحي بن أحمد بن محمد ابن العماد العَكري الحنبلي، أبو الفلاح (المتوفى: 1089هـ) نامی کتاب میں یہ قول ہے جس کی سند نہیں ہے

قال الرّبيع: كتب إليه الشّافعيّ من مصر، فلما قرأ الكتاب بكى، فسألته عن ذلك فقال: إنه يذكر أنه رأى النّبيّ- صلى الله عليه وسلم- وقال: «اكتب إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل واقرأ عليه مني السّلام وقل له: إنك ستمتحن على القول بخلق القرآن فلا تجبهم، نرفع لك علما إلى يوم القيامة قال الربيع: فقلت له: البشارة، فخلع عليّ قميصه وأخذت جوابه، فلما قدمت على الشافعيّ وأخبرته بالقميص قال: لا نفجعك فيه ولكن بلّه وادفع إليّ ماءه حتّى أكون شريكا لك فيه .

امام شافعی نے لکھا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ احمد کو میرا سلام کہو...اور انہیں اطلاع دو کہ عن قریب خلقِ قرآن کے مسئلے میں ان کی آزمائش ہو گی... خبر دار خلقِ قرآن کا اقرار نہ کریں...اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان کے علم کو قیامت تک برقرار رکھیں گے۔ خط پڑھ کر امام احمد رونے لگے۔ پھر اپنا کرتا اُتار کر مجھے دیا۔ میں اسے لے کر مصر واپس آگیا اور امام شافعی رحمہ اللہ سے سفر کے حالات بیان کیے۔ اس کے کرتے کا بھی ذکر کیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے سن کر فرمایا میں وہ کرتا تو تم سے نہیں مانگتا...ہاں اتنا کرو کہ اسے پانی میں تر کر کے وہ پانی مجھے دے دو... تاکہ میں اس سے برکت حاصل کروں۔

البتہ كتاب المنحة إمام أحمد أز المقدسي أور مناقب إمام أحمد أز ابن جوزي **میں اس کی سند ہے**

أخبرنا عبد الملك بن أبي القاسم، قال: أخبرنا عبد الله بن محمد الأنصاري، قال: أخبرنا غالب بن علي، قال: أخبرنا محمد بن الحسين، قال: حدثنا محمد بن عبد الله بن شاذان، قال: سمعت أبا القاسم بن صدقة، يقول: سمعت علي بن عبد العزيز الطلحي، قال: قال لي الربيع: قال لي الشافعي: يا ربيع، خذ كتابي وامض به وسلمه إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل، وأتني بالجواب، قال الربيع: فدخلت بغداد ومعي الكتاب، فلقيت أحمد بن حنبل صلاة الصبح، فصليت معه الفجر، فلما انفتل من المحراب، سلمت إليه الكتاب، وقلت له: هذا كتاب أخيك الشافعي من مصر. فقال أحمد: نظرت فيه؟ قلت: لا، فكسر أحمد الخاتم، وقرأ الكتاب فتغرغرت عيناه بالدموع، فقلت له: أي شيء فيه يا أبا عبد الله؟

فقال: يذكر أنه رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، فقال له: اكتب إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل، واقرأ عليه مني السلام، وقل: إنك ستمتحن وتدعى إلى خلق القرآن، فلا تجبهم يرفع الله لك علماً إلى يوم القيامة.

قال الربيع: فقلت: البشارة، فخلع قميصه الذي يلي جلده، فدفعه إلي فأخذته وخرجت إلى مصر، وأخذت جواب الكتاب، وسلمته إلى الشافعي، فقال لي: يا ربيع، أي شيء الذي دفع إليك؟ قلت: القميص الذي يلي جلده. فقال لي الشافعي: ليس نفجعك به، ولكن بله، وادفع إلينا الماء حتى أشركك فيه.

تاریخ دمشق میں اس کی سند ہے

أخبرني أبو المظفر عبد المنعم بن عبد الكريم القشيري أنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي أنا أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين بن محمد بن موسى قراءة عليه قال سمعت محمد بن عبد الله بن شاذان يقول سمعت أبا القاسم بن صدقة يقول سمعت علي بن عبد العزيز الطلحي يقول قال لي الربيع إن الشافعي خرج إلى مصر وأنا معه فقال لي يا ربيع خذ كتابي هذا فامض به وسلمه إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل وائتني بالجواب قال الربيع فدخلت بغداد ومعي الكتاب فلقيت أحمد بن حنبل صلاة الصبح فصليت معه الفجر فلما انفتل من المحراب سلمت إليه الكتاب وقلت له هذا كتاب أخيك الشافعي من مصر فقال أحمد نظرت فيه قلت لا فكسر أبو عبد الله الختم وقرأ الكتاب وتغرغرت عيناه بالدموع فقلت إيش فيه يا أبا عبد الله قال يذكر أنه رأى النبي (صلى الله عليه وسلم) في النوم فقال له اكتب إلى أبي عبد الله أحمد بن حنبل واقرأ عليه مني السلام وقل إنك ستمتحن وتدعى إلى خلق القرآن فلا تجبهم فسيرفع الله لك علما إلى يوم القيامة قال الربيع فقلت البشارة فخلع أحد قميصيه الذي يلي جلده ودفعه إلي فأخذته وخرجت إلى مصر وأخذت جواب الكتاب فسلمته إلى الشافعي فقال لي الشافعي يا ربيع إيش الذي دفع إليك قلت القميص الذي يلي جلده قال الشافعي ليس نفجعك به ولكن بله وادفع إلي الماء حتى أشركك فيه حدثناها أبو محمد عبد الجبار بن محمد بن أحمد الحواري البيهقي الفقيه إملاء بنيسابور نا الإمام أبو سعيد القشيري إملاء وهو عبد الواحد بن عبد الكريم أنا الحاكم أبو جعفر محمد بن محمد الصفار أنا عبد الله بن يوسف قال سمعت محمد بن عبد الله الرازي قال سمعت جعفر بن محمد المالكي يقول قال الربيع بن سليمان إن الشافعي رحمه الله خرج إلى مصر فقال لي يا ربيع خذ كتابي هذا فامض

راقم کہتا ہے ان اسناد میں علی بن عبد العزیز الطلحی کا معلوم نہیں ہو سکا کون ہے - اس کے علاوہ محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز بن شاذان الصُّوفی الرازی: ليس بثقة. ہے - محمَّد بن الحسین بن محمَّد بن موسی صوفی انسان تھے امام بیہقی اور حاکم کے شیخ ہیں بحوالہ السَّلسَبِيلُ النَّقِي في تَرَاجِمِ شيُوخ البَيهَقيّ اور الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم —تاریخ بغداد کے مطابق یہ غير ثقة ہے

باب ۷: خواب کے ذریعہ احادیث کی تصحیح

صحیح بخاری میں ابن مسعود سے مروی ہے جس کے مطابق ۱۲۰ دن بعد (یعنی ۴ ماہ بعد) روح رحم مادر میں بچہ میں ڈالی جاتی ہے

حَدَّثَنَا الحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ المَصْدُوقُ، قَالَ: " إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَأَجَلَهُ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الجَنَّةِ "

تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی وقت تک منجمد خون کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل 'اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت، اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے...." (صحیح بخاری باب بدء الخلق۔ صحیح مسلم باب القدر)

اس روایت کو اگرچہ امام بخاری و مسلم نے صحیح کہا ہے لیکن اس کی سند میں زید بن وھب کا تفرد ہے اور امام الفسوی کے مطابق اس کی روایات میں خلل ہے۔ طحاوی نے مشکل الاثار میں اس روایت پر بحث کی ہے اور پھر کہا

وَقَدْ وَجَدْنَا هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رِوَايَةِ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , بِمَا يَدُلُّ أَنَّ هَذَا الْكَلَامَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ مَسْعُودٍ , لَا مِنْ كَلَامِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہم کو ملا ہے جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ , عَنِ الْأَعْمَشِ , سے کہ یہ کلام ابن مسعود ہے نہ کہ کلام نبوی

راقم کہتا ہے اس کی جو سند صحیح کہی گئی ہے اس میں زید کا تفرد ہے جو مضبوط نہیں ہے

اس حدیث پر لوگوں کو شک ہوا لہذا کتاب جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم از ابن رجب میں ہے

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْأَسْفَاطِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ الَّذِي حَدَّثَ عَنْكَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ. فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " وَالَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ حَدَّثْتُهُ بِهِ أَنَا " يَقُولُهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ غَفَرَ اللَّهُ لِلْأَعْمَشِ كَمَا حَدَّثَ بِهِ، وَغَفَرَ اللَّهُ

مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ الْأَسْفَاطِيِّ نے روایت کیا کہ میں نے خواب میں نبی کو دیکھا کہا اے رسول اللہ حدیث ابن مسعود جو انہوں نے اپ سے روایت کی ہے کہا سچوں کے سچے نے کہا؟ فرمایا وہ جس کے سوا کوئی الہ نہیں میں نے ہی اس کو ان سے روایت کیا تھا تین بار کہا پھر کہا اللہ نے اعمش کی مغفرت کی کہ اس نے اس کو روایت کیا

یعنی لوگوں نے اس حدیث کو خواب میں رسول اللہ سے ثابت کرایا تا کہ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو صحیح سمجھا جائے

مسند علی بن الجَعْد بن عبید الجَوْہَری البغدادی (المتوفى: 230هـ) میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: نا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَا وَحَمْزَةُ الزَّيَّاتُ، مِنْ أَبَانَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ خَمْسَ مِائَةِ حَدِيثٍ، أَوْ ذَكَرَ أَكْثَرَ، فَأَخْبَرَنِي حَمْزَةُ قَالَ: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ، فَعَرَضْتُهَا عَلَيْهِ، فَمَا عَرَفَ مِنْهَا إِلَّا الْيَسِيرَ خَمْسَةَ أَوْ سِتَّةَ أَحَادِيثَ، فَتَرَكْتُ الْحَدِيثَ عَنْهُ»

ھم کو عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی نے خبر دی کہ سوید نے بیان کیا کہ علی نے بیان کیا انہوں نے اور حمزہ نے ابان سے سیں ہزار احادیث یا کہا اس سے زیادہ پس حمزہ نے خبر دی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ان پر وہ ہزار روایات پیش کیں تو رسول اللہ صرف پانچ یا چھ کو پہچان پائے پس اس پر میں نے ابان بن ابی عیاش کی احادیث ترک کیں

امام مسلم نے صحیح کے مقدمہ میں اس قول کو نقل کیا ہے -ابان بن ابی عیاش کو محدثین منکر الحدیث، متروک، کذاب کہتے ہیں اور امام ابو داود سنن میں روایت لیتے ہیں
ابان سے متعلق قول کا دار و مدار سوید بن سعید الحدثانی پر ہے جو امام بخاری کے نزدیک منکر الحدیث ہے اور یحییٰ بن معین کہتے حلال الدم اس کا خون حلال ہے

یعنی یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اور اس میں جرح کا قول خود ضعیف ہے جو امام مسلم نے پیش کیا ہے- سوید بن سعید اختلاط کا شکار ہوئے اور اغلباً یہ روایت بھی اسی وقت کی ہے

سُوَيْدُ بنُ سَعِيْدِ بنِ سَهْلِ بنِ شَهْرَيَارَ الحَدَثَانِيُّ، الأَنْبَارِيُّ کے ترجمہ میں سیر الاعلام النبلاء میں امام الذھبی نے لکھا ہے

قَالَ عَبْدُ اللهِ بنُ عَلِيٍّ المَدِيْنِيُّ: سُئِلَ أَبِي عَنْ سُوَيْدٍ الأَنْبَارِيِّ، فَحَرَّكَ رَأْسَهُ، وَقَالَ: لَيْسَ بِشَيْءٍ.

عَبْدُ اللهِ بنُ عَلِيٍّ المَدِيْنِيُّ نے کہا میں نے اپنے باپ سے سُوَيْدٍ الأَنْبَارِيِّ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے سر جھٹکا اور کہا کوئی چیز نہیں

لہذا خواب میں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیان کرنا حدیث نہیں اور یہ قول بھی جرح کے لئے نا قابل قبول ہے- لیکن ظاہر ہے محدثین کا ایک گروہ جرح و تعدیل میں خواب سے دلیل لے رہا تھا جبکہ اس کی ضرورت نہ تھی

سنن ابو داود کی روایت ۵۰۷۷ ہے

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَوُهَيْبٌ، نَحْوَهُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَائِشٍ، وَقَالَ حَمَّادٌ: عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، كَانَ لَهُ عِدْلَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَكُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَحُطَّ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ فِي حِرْزٍ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتَّى يُمْسِيَ، وَإِنْ قَالَهَا إِذَا أَمْسَى كَانَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ حَتَّى يُصْبِحَ " قَالَ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ: فَرَأَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أَبَا عَيَّاشٍ يُحَدِّثُ عَنْكَ "بِكَذَا وَكَذَا، قَالَ: "صَدَقَ أَبُو عَيَّاشٍ

حَمَّادٌ نے أَبِي عَيَّاشٍ سے انہوں نے رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سے روایت کیا کہ جس نے صبح کے وقت کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تو اس کے لئے ایسا ہو گا کہ اس نے إِسْمَاعِيلَ کی اولاد میں سے ایک گردن کو آزاد کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ مٹ جائیں گے اس کے دس درجات بلند ہوں گے یہ الفاظ شام تک شیطان سے حفاظت کریں گے

حماد بن سلمۃ نے کہا پھر ایک شخص نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا کہا یا رسول اللہ ابی عیاش نے ایسا ایسا .. روایت کیا ہے –اپ نے فرمایا سچ کہا اِبُو عَیَّاشٍ نے

اس روایت کو البانی نے صحیح کہہ دیا ہے جبکہ المنذری (متوفى: 656 هـ) نے مختصر سنن اِبی داود میں خبر دی تھی کہ

ذكره أبو أحمد الكرابيسي في كتاب الكنى، وقال: له صحبة من النبي -صلى اللَّه عليه وسلم-، وليس حديثه من وجه صحيح، وذكر له هذا الحديث.

اِبو عیاش الزُّرَقی الاَنصاری جس کا نام زید بن الصامت ہے اس کا ذکر الکنی میں اِبو اِحمد الکرابیسی نے کیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کا شرف پایا ہے لیکن یہ حدیث اس طرق سے صحیح نہیں ہے اور خاص اس روایت کا ذکر کیا

وقال أبو محمد ابن حزم في «المحلى»: زيد أبو عياش لا يدري من هو

ابن حزم نے کہا زید ابو عیاش پتا نہی کون ہے

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ شخص صحابی نہیں بلکہ کوئی مجھول ہے- حماد بن سلمہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے دیکھا یہ شخص کون تھا معلوم نہیں –خیال رہے حماد خود مختلط بھی ہو گئے تھے

پانچویں صدی کے حنابلہ کے امام ابن الزغوانی کہتے ہیں کہ ان کے سامنے اِبو عمرو بن العلاء البصری المتوفی ۱۶۸ھ کی سند پر قرات ہوئی اور الذہبی لکھتے ہیں

أملَى عليّ القَاضي عَبْدُ الرَّحِيمِ بن الزّرِيْرَانِي أنَّهُ قرَأَ بِخَطِّ أَبِي الحَسَنِ بنِ الزَّاغونِي: قرَأَ أَبُو مُحَمَّد الضَّرِير عليّ القُرْآن لأَبِي عَمْرو، وَرَأَيْتُ فِي المَنَامِ رَسُوْلَ الله – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ القُرْآن منْ أَوَّله إِلَى آخره بِهَذه القراءة، وَهُوَ يسمَع، وَلَمَّا بلغت فِي الحَجّ إِلَى قَوْله: {إِنَّ اللهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ} [الحَجّ:14] الآيَة، أَشَارَ بِيَدِه، أَي: اسْمَعْ، ثُمَّ قَالَ: هَذِه الآيَة مَنْ قرأَهَا،

غُفِرَ لَهُ، ثُمَّ أشَارَ أن اقرأ، فَلَمَّا بلغتُ أوّل يَس، قَالَ لِي: هَذِهِ السّورَة مَنْ قرأهَا، أمِنَ مِنَ الفَقْر، وَذَكَرَ بَقِيَّة المَنَام.

ابن زغوانی نے کہا کہ ... میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اپ نے مجھ پر قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس قرات پر... اور اس میں (صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا سورہ یس وہ سورہ ہے جو پڑھے اس کو فقر سے امن ہو گا

کہا جاتا ہے خواب محدثین نے بیان تو کیے لیکن علماء نے ان سے دلیل نہیں لی جبکہ الزغوانی نے سورہ یس کی فضیلت نقل کی –

القَولُ البَدِيعُ فی الصَّلاۃِ عَلَی الحَبِیبِ الشَّفِیعِ از السخاوی (المتوفی 902ھ) کے مطابق

وعن سليمان ابن سحيم قال رأيت النبي – صلى الله عليه وسلم – في النوم فقلت يا رسول الله هؤلاء الذين يأتونك فيسلمون عليك اتفقه سلامهم قال نعم وأرد عليهم رواه ابن أبي الدنيا والبيهقي في حياة الأنبياء والشعب كلاهما له ومن طريقه ابن بشكوال وقال إبراهيم بن شيبان حججت فجئت المدينة فتقدمت إلى القبر الشريف فيلمت على رسول الله – صلى الله عليه وسلم – فيمعته من داخل الحجرة يقول وعليك السلام

سلیمان بن سحیم نے کہا میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ان سے کہا یا رسول اللہ یہ جواپ تک اتے ہیں اور سلام کہتے ہیں کیا اپ ن کا سلام پہچانتے ہیں ؟ فرمایا ہاں میں جواب دیتا ہوں
اس کو ابن ابي الدنيا نے اور البیہقی نے روایت کیا ہے حیات الانبیاء میں اور شعب الایمان میں اور ان دونوں نے اس کو ابن بشکوال کے طرق سے روایت کیا ہے اور کہا ابراہیم بن شیبان نے حج کیا اور مدینہ پہنچے تو قبر النبوی پر حاضر ہوئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا حجرہ میں داخل ہو کر اور وہاں جواب آیا تم پر بھی سلام ہو

امام السخاوی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس طرح رد اللہ علی روحی والی روایت کی تصحیح کی گئی ہے

علامہ سخاویؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب: القول البدیع میں روضۂ اقدس پر کئے جانے والے سلام کے تعلق سے کئی واقعات نقل کیے ہیں، چند ملاحظہ فرمائیں:

سلیمان ابن سحیمؒ سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول جو لوگ آپ کے روضے پر حاضر ہوتے ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں، آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں سمجھتا ہوں، اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

ابراہیم بن شیبانؒ کہتے ہیں کہ میں نے حج کیا پھر فراغت کے بعد مدینہ آیا، اور روضۂ اقدس

پر حاضر ہو کر سلام کیا، تو میں نے حجرۂ شریف کے اندر سے "وعلیک السلام" کی آواز سنی (القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع: ۱/۱۶۵، مکتبہ شاملہ)

ایک راوی سماک بن حرب کا کہنا تھا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں-الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِيم بْن عُيَينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قيل لي في المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.

.. سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو

النسائی نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گی لہذا یہ روایت قابل رد ہے

ایک مشہور حدیث ہے کہ

مَثَل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم، كمثل الجسد إذا اشتكى عضوٌ منه، تداعى له سائرُ الجسد بالحُمَّى والسَّهر

مومن ایک جسم کی طرح ہیں اگر کسی ایک عضو کو تکلیف ہو تو تمام جسم کو تکلیف ہوتی ہے

المنيحة بسلسلة الأحاديث الصحيحة از أبو إسحاق الحويني الأثري حجازي محمد شريف کے مطابق

وقال الطبرانيُّ في المكارم: رأيتُ النبي - صلى الله عليه وسلم - في المنام، فسألتُ عن هذا الحديث، قال النبي - صلى الله عليه وسلم - وأشار بيده: "صحيحٌ" ثلاثًا

طبرانی نے المکارم میں کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ان سے اس حدیث پر سوال کیا اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور ہاتھ سے اشارہ تین بار کیا کہ یہ صحیح ہے

إتحاف الخيرة از البوصيري میں ہے

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ: ثَنَا يُونُسُ الْحَفَّارُ، سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَكِيمٍ يَقُولُ: "رَأَيْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي الْمَنَامِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِكَ يُقَالُ لَهُ: سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ لَا بَأْسَ بِهِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هَارُونَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْكَ حَدِيثَ الْمِعْرَاجِ، فَقَالَ: صَدَقَ

یزید بن ابی حکیم نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا پوچھا یا رسول اللہ آپ کی امت میں ایک شخص ہے جس کو سفیان ثوری کہا جاتا ہے اس میں کوئی برائی نہیں اس نے حدیث معراج ابو ہارون عن ابو سعید کی سند سے بیان کی ہے؟ فرمایا سچی ہے

یہ اور بات ہے کہ محدثین کا کہنا تھا کہ أَبُو هَارُونَ الْعَبْدِيُّ ضَعِيفٌ ہے

ابن أبي خيثمة کی التاريخ الكبير (50/ ق 14/ أ): قال:

حدثنا أحمد، حدثنا يحيى بن معين، حدثنا عبد الرزاق، عن مَعْمَرٌ عَنْ خُصَيْفٍ قَالَ: (رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم- في المنام، قلت: يا رسول الله إن الناس قد اختلفوا في التشهد فقال فلان كذا وكذا، وقال فلان كَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-: "نعمَ السُّنة سُنَّة ابن مسعود" .

وإسناده صحيح.

خُصَيْفٍ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہا یا رسول اللہ لوگوں کا تشہد میں اختلاف ہو گیا ہے فلاں کہتے ہیں یہ ہے فلاں کہتے ہیں یہ ہے – رسول اللہ نے فرمایا ہاں سنت میں ہے جو سنت ابن مسعود میں ہے

یہ قول ابن عدی فی الکامل (941/3) میں بھی ہے

عبد الرزاق في المصنف (2/ 205: 3077): قال: عن معمر عن خصيف الجزري قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم- في النوم جاءني فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اخْتُلِفَ عَلَيْنَا فِي التشهد؛ قال فلان: كذا، وقال فلان: كذا، وقال فلان: كذا، وقال ابن مسعود: كذا، قال: السنة سنة ابن مسعود"

ثابت ہوا کہ محدثین کی ایک جماعت خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح و تضعیف کراتی تھی- اور یہ عمل قابل رد ہے کیونکہ عام لوگوں کے خوابوں سے شریعت کے احکام کا اثبات نہیں کیا جاتا —یہ خصوصیت صرف انبیاء کے خواب کو حاصل ہے جو الوحی کی قسم ہے -

اہل حدیث زبیر علی زئی نے ایک خواب بیان کیا کہ محدثین خواب میں سنت کا عمل دیکھ کر اپنے عمل سے رجوع کر لیتے تھے

مشہور ثقہ امام قاضی ابوجعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان التنوخی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) نے کہا:
میں عراقیوں کے مذہب پر تھا تو میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نماز پڑھ رہے تھے۔میں نے دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر میں اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

سنن الدارقطني: ١/ ٢٩٢ ح ١١١٢ وسنده صحيح

راقم کہتا ہے کہ سنن دارقطنی ۱۱۲۵ میں قول ہے کہ محدثین خواب سے رفع الیدین کی دلیل لیتے تھے

سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ بْنِ بُهْلُولٍ يَقُولُ , وَأَمْلَاهُ عَلَيْنَا إِمْلَاءً , قَالَ: كَانَ مَذْهَبِي مَذْهَبَ أَهْلِ الْعِرَاقِ , فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ يُصَلِّي فَرَأَيْتُهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ إِذَا رَكَعَ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

اَحْمَدَ بْنَ إِسْحَاقَ بْنِ بُهْلُولٍ یہ دار قطنی کے شیخ ہیں اور ان کے پاس اپنے مذھب کی دلیل خواب ہے – یا للعجب - معلوم ہوا کہ چوتھی صدی میں عقائد ہوں یا فقہ، دونوں کی تصحیح خواب سے کی جا رہی تھی - دیوبندیوں اور احناف کی فقہ کے رد میں زبیر کو یہ خواب پسند آیا-

بعض بصریوں نے عجیب و غریب روایات بیان کی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حکم دیتے پھر کسی صحابی کو خواب آتا اس میں اس حکم میں اضافہ ملتا تو اس کو کرنے کا حکم دے دیتے تھے – مسند احمد ح ۲۱۶۰۰ ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنَحْمَدَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ. فَأُتِيَ رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقِيلَ لَهُ: أَمَرَكُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُسَبِّحُوا فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي مَنَامِهِ: نَعَمْ، قَالَ: فَاجْعَلُوهَا خَمْسًا وَعِشْرِينَ خَمْسًا وَعِشْرِينَ، وَاجْعَلُوا فِيهَا التَّهْلِيلَ. فَلَمَّا أَصْبَحَ، غَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَافْعَلُوا

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد اللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر کہیں لیکن ایک انصاری کو خواب آیا اس میں پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم کرتے ہیں کہ نماز کے بعد اتنی بار سبحان اللہ کہو تو انصاری نے کہا جی ہاں - کہا گیا ۲۵ بار پڑھو اور اس میں لا الہ الا اللہ کو بھی ۲۵ بار پڑھو – صبح ان انصاری نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اس طرح کر لو

اس روایت کو **شعيب الأرنؤوط** نے صحیح قرار دیا ہے جبکہ اس کا متن منکر ہے -

خود امام احمد نے خبر کی کہ ہشام بن حسان، حسن بصری کے پاس کبھی نہیں دیکھا گیا

وقال الأثرم: حدثنا أحمد بن حنبل، حدثنا عفان، حدثا معاذ. قال: قال الأشعث: ما رأيت هشامًا عند الحسن

ہشام بن حسان مدلس بھی ہے –

شعبہ کا کہنا تھا

وقال يحيى بن آدم: حدثنا أبو شهاب، قال لي شعبة: عليك بحجاج ومحمد بن إسحاق، فإنهما حافظان، واكتم على عند البصريين في خالد وهشام

مجھ سے چھپالو دو بصریوں کو ایک خالد الحذآ کو اور ایک ہشام بن حسان کو

راقم کہتا ہے یہ روایت محل نظر ہے کیونکہ رسول کو الوحی ہوتی ہے اور غیر نبی کا خواب الوحی نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر کوئی حکم جو دیا جا چکا ہو بدلا جائے

باب ۸ : فرقوں میں متضاد خواب

وہابی مفتی بن باز کہتے تھے

من رأى النبي في المنام فقد رأى الحقيقة ، وقد رآه عليه الصلاة والسلام
جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند میں دیکھا اس نے حقیقت کو دیکھا اور بے شک اس نے اپ علیہ السلام کو دیکھا

وہابی عالم صالح المغامسی کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا ممکن ہے یہ مبشرات میں سے ہے یہاں تک کہ امہات المومنین کو بھی دیکھا جا سکتا ہے[3]

زبیر علی زئی اپنے مضمون محمد اسحاق صاحب جہال والا : اپنے خطبات کی روشنی میں میں لکھتے ہیں

علامہ رشید رضا مصری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مفتی محمد عبدہ (رحمہ اللہ) نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور انہوں نے آپ سے پوچھا: یا رسول اللہ! اگر احد کے دن اللہ تعالیٰ جنگ کے نتیجہ کے بارے میں آپ کو اختیار دیتا تو آپ فتح پسند فرماتے یا شکست پسند فرماتے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ شکست کو پسند کرتا حالانکہ ساری دنیا فتح کو پسند کرتی ہے۔ (تفسیر نمونہ بحوالہ تفسیر المنار ۳/۹۲) " (خطباتِ اسحاق ج ۲ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

تبصرہ: اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ محمد عبدہ (مصری، منکرِ حدیث بدعتی) نے خواب میں ضرور بالضرور رسول اللہ ﷺ کو ہی دیکھا تھا۔ کیا وہ آپ ﷺ کی صورت مبارک پہنچانتا تھا؟ کیا اس نے خواب بیان کرنے میں جھوٹ نہیں بولا؟

---

3 https://youtu.be/XryHztYtrEA

اہل حدیث علماء نبی کا خواب میں آنا مانتے ہیں ایک منکر حدیث دیکھے تو ان کو قبول نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کس اہل حدیث نے دیکھی ہے یہ زبیر علی نہیں بتایا

مناقب امام احمد میں ابن جوزی نے امام ابو داود کے خواب کا ذکر کیا

أخبرنا محمد بن أبي منصور، قال: اخبرنا عبد القادر بن محمد؛ قال: أنبأنا إبراهيم بن عمر، قال: أنبأنا عبد العزيز بن جعفر، قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمد الخلال، قال: حدثنا أبو داود السجستاني، قال: رأيت في المنام سنة ثمان وعشرين ومئتين كأني في المسجد الجامع، فأقبل رجل شبه الخصي من ناحية المقصورة وهو يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اقتدوا باللذين من بعدي أحمد بن حنبل وفلان- قال أبو داود: لا أحفظ اسمه- فجعلت أقول في نفسي، هذا حديث غريب، ففسرته على رجل، فقال: الخصي ملك.

ابو داود نے کہا میں نے خواب میں دیکھا سن ۲۲۸ ھ میں کہ میں مسجد الجامع میں ہوں تو ایک شخص ہیجڑے جیسا مقصورہ کی طرف سے سامنے آیا اور وہ کہہ رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان کی اقتداء کرنا میرے بعد- احمد بن حنبل کی اور فلاں کی- ابو داود نے کہا اس کا نام یاد نہیں رہا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ حدیث غریب ہے پس ایک شخص نے اس کی تفسیر کی کہ یہ فرشتہ ہیجڑا تھا

زبیر علی زئی شمارہ الحدیث نمبر ۲۶ میں اس کی سند کو صحیح کہتے ہیں اور ایک انوکھا تبصرہ کرتے ہیں جس میں ایک محدث کے خواب کو دین میں غیر ضروری قرار دیتے ہیں

۷۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ نے ۲۲۸ھ میں امام احمد کے بارے میں ایک بشارت والا خواب دیکھا تھا۔ (دیکھئے مناقب احمد ص۶۶۹ وسندہ صحیح)

اس خواب اور دوسرے خوابوں کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ دین کا دارومدار خوابوں پر نہیں بلکہ دلائل پر ہے۔ والحمدللہ

کیسا دجل ہے ایک ثقہ محدث کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین پیش کی گئی لیکن اس بار اس تلقین رسول کا دین کو کوئی فائدہ نہیں ہے؟

دوسری طرف فرقہ اہل حدیث غیر مقلدین کا ایک اشتہار نظر سے گزرا

سند میں اِبَا الْحَسَنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرٍ مجہول ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم منکرین حدیث کے خواب میں آ رہے ہیں، اہل حدیث کے خواب میں آ رہے ہیں ،صوفیاء کے خواب میں آ رہے ہیں- عقل سلیم رکھنے والے سوچیں، کیا یہ مولویوں کا جال نہیں کہ اپنا معتقد بنانے کہ لئے ایسے انچھر استعمال کرتے ہیں؟

مولویوں کا تماشہ یہ ہے کہ جو بھی کہتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اس سے حلیہ مبارک پوچھتے ہیں –اور اگر شمائل میں جو ذکر ہے اس سے الگ حلیہ ہو تو   اس خواب کو رد کر دیتے ہیں –

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات مبارکہ میں صحابہ کو خواب میں نظر آئے ہوں گے اور پھر صحابہ نے ان کو بیداری میں بھی دیکھا ہو گا لیکن آج ہم میں سے کون اس شرط کو پورا کر سکتا ہے ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آنا ان کی زندگی تک ہی تھا وہ بھی ان لوگوں کے لئے جو اسلام قبول کر رہے تھے اور انہوں نے نبی کو دیکھا نہیں تھا. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی صحیح حدیث میں ان کا خواب میں آنا بیان نہیں ہوا. ہم تو صحابہ کا پاسنگ   بھی نہیں !

اخباری خبروں کے مطابق جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو وہاں کے حاکم ملا عمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار خواب میں ہوا اور حکم دیا گیا کہ کابل چھوڑ دیا جائے اللہ جلد فتح مبین عنایت کرنے والا ہے – لہذا اپنی عوام کو چھوڑ ملا عمر ایک موٹر سائیکل پر فرار ہو گئے اور پیچھے جہاد کے آرزو مند جوانوں کو خاب و خاسر کر گئے

باب ۹: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ

حَدَّثَنَا أَبُو اليَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيِّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا المُبَشِّرَاتُ» قَالُوا: وَمَا المُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: «الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ»

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا نبوت میں سے کچھ نہیں بچا سوائے مبشرات کے ۔ پوچھا یہ مبشرات کیا ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب

الرّؤْيَا الصَّالحَةُ یا اچھا خواب وہ ہے جو دیکھنے والے کی زندگی میں ہی چند ایام میں وہ دیکھ لے -اس کی دلیل آغاز الوحی کی صحیح بخاری کی روایت ہے جس میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے پہلے الرّؤْيَا الصَّالحَةُ دکھائے گئے جن میں دکھائی گئی باتیں اگلے چند دنوں میں ہی روز روشن کی طرح ظہور پذیر ہو جاتیں

عَنْ عَائشَةَ أُمِّ المُؤْمنينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لاَ يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر الوحی کی شروعات نیند میں الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ سے ہوئی پس وہ جو بھی خواب میں دیکھتے وہ ہو جاتا پو پھوٹنے کی طرح

حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ مبشرات میں وہ خواب مراد ہیں جو دیکھنے والے کی زندگی سے متعلق ہوں اور چند ایام میں عملی شکل لے لیں- اس میں برے خواب یا جنت جہنم کے مناظر دیکھا شامل نہیں ہے

خواب کی تعبیر کرنا اب ممکن نہیں ہے لہذا اس حدیث کی عملی شکل صرف ایک ہے کہ خواب روز روشن کی طرح واقعہ ہو اور اچھا ہو

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا، وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللهِ، وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرا می ہے جب قرب قیامت ہو گا مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہو گا – اور جس کا خواب سچا ہو گا اس کی بات بھی سچ ہو گی- کیونکہ مسلم کا خواب نبوت کے ٤٦ جز میں سے ایک ہے – اور تین خواب طرح کے ہیں – (اول) صالح خواب من جانب اللہ بشارت ہیں اور (دوم) غم زدہ کرنے والے شیطان کی طرف سے ہیں اور (سوم) خواب ہیں جو کوئی شخص دیکھتا ہے جس سے کراہت ہو تو اٹھے نماز پڑھے اور اس کا ذکر کسی سے مت کرے –

راقم کہتا ہے یہ ذکر ہے قرب قیامت کا- الفاظ ہیں إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ اور لوگ اس روایت سے اپنے تقوی کی دلیل لینے لگ جاتے ہیں— تحفة الأحوذي میں ہے کہ

أنه أراد آخر الزمان واقتراب الساعة — مراد ہے کہ آخر زمانہ یا قرب قیامت

اِبو العبّاس اِحمَدُ بنُ الشَیخِ کا قول کتاب المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم میں ہے کہ

بآخر الزمان المذكور في هذا الحديث : زمان الطائفة الباقية مع عيسى ـ صلى الله عليه وسلم بعد قتله الدجال

آخر زمانہ اس حدیث میں جو مذکور ہے وہ اس طائفہ کے لئے ہے جو قتل دجال کے بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ باقی رہ جائے گا

صحیح بخاری ح ۷۰۱۷ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ عَوْفًا، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ، رُؤْيَا المُؤْمِنِ وَرُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لاَ يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ: - وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ - قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ: " الرُّؤْيَا ثَلاَثٌ: حَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلاَ يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عوف سے سنا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قریب ہو گی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہو گا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ خوب سچا جو نبوت کے ۴۶ حصوں میں سے ہو گا وہ قرب قیامت میں ہو گا

اس روایت میں مبشرات کو قرب قیامت میں بتایا گیا ہے لیکن اس میں ایک علت ہے. برا خواب دیکھنے پر نماز کا ذکر ہے جو راوی کا ادراج معلوم ہوتا ہے – اس پر بحث آگے آئی گی۔

٤٦ یا ٧٠

مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ خواب نبوت کا ۷۰ حصہ ہو گا

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنِي شُعَيْبٌ قَالَ: قَالَ نَافِعٌ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ - قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ - جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

ابن عمر سے مروی ہے کہ اچھا خواب ۷۰ جز ہے اور ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ۴۶ جز ہے

غیر نبی کا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ دیکھنا

حدیث لٹریچر میں صرف چند روایات میں الرُّؤيا الصَّالِحَةُ کے الفاظ ہیں جن میں غیر نبی کے خواب کا ذکر ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكَرَةَ، قَالَ: وَفَدْتُ مَعَ أَبِي إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرَةَ، حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ وَيَسْأَلُ عَنْهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ: «أَيُّكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟» فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْتُ كَأَنَّ مِيزَانًا دُلِّيَ مِنَ السَّمَاءِ، فَوُزِنْتَ أَنْتَ بِأَبِي بَكْرٍ فَرَجَحْتَ بِأَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ وُزِنَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ، فَرَجَحَ أَبُو بَكْرٍ بِعُمَرَ، ثُمَّ وُزِنَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ، فَرَجَحَ عُمَرُ بِعُثْمَانَ، ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ، فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ، ثُمَّ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُلْكَ مَنْ يَشَاءُ»، قَالَ عَفَّانُ فِيهِ: فَاسْتَاءَ لَهَا، وَقَالَ حَمَّادٌ: فَسَاءَهُ ذَلِك

عبد الرحمان بن ابی بکرہ نے کہا میں ایک وفد سے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جس میں میرے باپ ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے پس معاویہ نے ابو بکرہ سے کہا کوئی حدیث بیان کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو- پس ابو بکرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ کو پسند کرتے تھے اور ان پر سوال کرتے تھے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا: تم میں کسی نے کوئی خواب دیکھا ؟ پس ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے دیکھا – میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک میزان لٹک رہا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وزن ابو بکر سے کیا گیا توآپ کا وزن زیادہ تھا ، پھر ابو بکر کا عمر سے وزن کیا گیا تو ابو بکر کا وزن زیادہ تھا، پھر عمر کا عثمان سےوزن کیا گیا تو عمر کا زیادہ تھا پھر میزان اٹھا لیا گیا – پس ہم نے رسول اللہ سے اس پر سوال کیا تو آپ نے فرمایا نبوت کی خلافت ہو گی پھر بادشاہت ہو گی

اس کی سند میں علی بن زید بن جدعان شیعہ ہے اس کی بنا پر اس حدیث کو شعیب الأرنؤوط نے حسن کا درجہ دیا ہے –

الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ یا رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ

اس روایت کے متن میں اضطراب بھی ہے بعض اوقات اس کے متن میں کہا ہے: **رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ** نیک شخص کا خواب اور بعض اوقات بولا گیا ہے **الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ** اچھا خواب- ان دونوں میں بہت فرق ہے –

مسند اسحاق اور مسند احمد میں ہے

أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ، نا عَبْدُ الْوَاحِد، نا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَبْتَدِئُ حَدِيثَهُ بِأَنْ يَقُولَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» ، قَالَ: فَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ فَقَالَ: «رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»

شعب الایمان از بیہقی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ، إِمْلَاءً أنا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ الله بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ح [ص:417] وَأَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أنا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، نا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. وَكَذَلِكَ رَوَاهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو صَالِحٍ، وَأَبُو سَلَمَةَ فِي أَصَحِّ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

الدعا از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ ثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا فَلْيَقُصَّهَا عَلَى ذِي رَأْيٍ وَنَاصِحٍ فَلْيَقُلْ خَيْرًا، وَلْيَتَأَوَّلْ لَهُ خَيْرًا، وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ بَعْدُ»

صحیح مسلم میں ہے

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الله بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «رُؤْيَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»

المسنَد الصّحيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوب بن إسحَاق الإسفرَاييني (المتوفى 316 هـ) میں ہے

حدثنا السلمي، حدثنا عبد الرزاق (1)، أخبرنا معمر، عن همام بن منبه، عن أبي هريرة، عن النبي - "صلى الله عليه وسلم- قال: "رؤيا الرجل الصالح، جزء من ستة وأربعين جزءا من النبوة

اس طرح اس روایت میں متن میں اضطراب ہے اچھا خواب یا نیک شخص کا خواب ستر سے ٤٦ حصے بولا گیا ہے

خواب نبوت کا حصہ ہیں کب خبر دی گئی؟

صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ یہ خبر مرض وفات میں دی گئی

حدثنا سعيد بن منصور، وأبو بكر بن أبي شيبة، وزهير ابن حرب قالوا: حدثنا سفيان بن عيينة، أخبرني سليمان بن سحيم، عن إبراهيم بن عبد اللَّه بن معبد، عن أبيه، عن ابن عباس قال: كشف رسول اللَّه -صلى اللَّه عليه وسلم- الستارة والناس صفوف خلف أبي بكر فقال: "أيها الناس إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة يراها المسلم، أو ترى له، ألا وإني نهيت أن أقرأ القرآن راكعًا أو ساجدًا، فأما الركوع فعظموا فيه الرب عز وجل، وأما السجود فاجتهدوا في الدعاء، فقمن أن يستجاب لك

ابن عباس نے کہا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے (مرض وفات) میں پردہ ہٹایا اور لوگ صفوں میں تھے ابو بکر کے پیچھے - آپ صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں نبوت کے مبشرات میں سے اب کچھ نہیں بچا سوائے اچھے خوابوں کے جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا اس کو دکھایا جاتا ہے ....

کتاب الجامع لعلوم الإمام أحمد - علل الحديث میں امام احمد کہتے ہیں اس کی سند ليس إسناده بذاك ایسی اچھی نہیں ہے

خوابوں کی اقسام

	تمثیلی خواب	غیر تمثیلی خواب
انبیاء	یہ خواب انبیاء نے دیکھے ہیں مثلا نبی علیہ السلام کے بعض خواب	اس قسم کے خواب انبیاء نے دیکھے ہیں مثلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حج و عمرہ کرنا جس کا ذکر سورہ الفتح میں ہے
غیر انبیاء	یہ خواب غیر انبیاء نے دیکھے ہیں لیکن انبیاء نے ہی اس کی تعبیر بتائی ہے مثلا شاہ مصر کا خواب، اصحاب رسول کے خواب وغیرہ احادیث میں وہ خواب جن کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی گئی ہے وہ تمام تمثیلی ہیں غیر نبی کو آج اگر تمثیلی خواب آئے تو اس کی تعبیر کرنا اس کے بس میں نہیں۔ اس بنا پر اس خواب کا مدعا سمجھا نہیں جا سکے گا اور اس کو مبشرات قرار نہیں دیا جا سکتا۔	صرف وہ خواب جو غیر تمثیلی ہوں اور پورے بھی چند ایام میں ہی ہو جائیں وہی مبشرات کے درجہ پر اترتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ سابقوں الاولوں تو تمثیلی مبشرات دیکھیں اور بعد والے غیر تمثیلی مبشرات –یہ کایا کیسے پلٹ گئی؟ یہ اشکال لا ینحل ہے

خواب اور صالحیت

کہا جاتا ہے جس کو بھی سچا خواب آئے وہ صالح و نیک شخص ہوتا ہے اور اس ضمن میں کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

نیک اور صالح خواب اللہ کی جانب سے ہیں، اور برے خواب شیطان کی جانب سے، چنانچہ جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنی بائیں جانب تین بار تھو تھو کے اور شیطان اور اس کے شر سے تین بار پناہ مانگے تو وہ اسے کوئی ضرر نہیں دے گی

صحیح بخاری کتاب بدء الخلق حدیث نمبر (3049)۔

سچے خواب کا نیک اور صالحیت سے کوئی تعلق نہیں ہے- کیا قیصر روم صالح تھا؟ کیا مصر کا بادشاہ جو یوسف علیہ السلام کے دور میں تھا صالح تھا؟ صالح کی شرط مومن ہونا ہے-اللہ تعالی قرآن میں کہتا ہے کہ شاہ مصر کا خواب سچا تھا تو ظاہر ہے یہ من جانب اللہ تھا جبکہ ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ نہیں تھے-

ہاں صالح لوگوں کو بھی سچا خواب آسکتا ہے اسی پر حدیث میں ہے کہ قرب قیامت میں مومن کو سچا خواب آئے گا لیکن ۱۱۰۰ سو سال سے لوگ اس روایت سے دلیل لئے جا رہے ہیں کہ قرب قیامت ہے-قرب قیامت سے مراد ہے جب قیامت کی نشانیاں جن کو علامہ الکبری کہا جاتا ہے ظاہر ہونے لگیں جو تعداد میں دس ہیں –

برا خواب دیکھنے پر نماز پڑھنا ؟

صحیح مسلم کی اس روایت میں ہے کہ نماز پڑھے –

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُكُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُكُمْ حَدِيثًا، وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: فَرُؤْيَا الصَّالِحَةِ بُشْرَى مِنَ اللهِ، وَرُؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ الْمَرْءُ نَفْسَهُ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ، وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا النَّاسَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرا می ہے جب قرب قیامت ہو گا مسلمان کا خواب جھوٹا نہ ہو گا - اور جس کا خواب سچا ہو گا اس کی بات بھی سچ ہو گی- کیونکہ مسلم کا خواب نبوت کے ٤٦ جز میں سے ایک ہے - اور تین خواب طرح کے ہیں - (اول) صالح خواب من جانب اللہ بشارت ہیں اور (دوم) غم زدہ کرنے والے شیطان کی طرف سے ہیں اور (سوم) خواب ہیں جو کوئی شخص دیکھتا ہے جس سے کراہت ہو تو اٹھے نماز پڑھے اور اس کا ذکر کسی سے مت کرے -

یہ متن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک دوسری روایت سے متصادم ہے – سنن الکبری نسائی کی روایت ہے جس کو مسند احمد پر تعلیق میں نے قوی قرار دیا ہے اس کے مطابق برا خواب دیکھنے پر صرف دائیں جانب تھتھکارنا ہے نہ کہ نماز پڑھنا-

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ مَرَّةً أُخْرَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الرُّؤْيَا مِنَ اللهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَمَنْ رَأَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْهَا، وَلْيَنْفِثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلَا يَذْكُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَضُرُّهُ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب من جانب اللہ ہیں اور شیطان کی طرف سے ہیں - تو تم میں سے کوئی مکروہ بات دیکھے تو دائیں جانب تھتھکار دے، اس خواب کا کسی سے ذکر مت کرے کہ وہ شیطان نقصان نہ دے پائے گا-

امام نسائی نے کتاب عمل الیوم و اللیلۃ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد دوسری سند سے ابو ہریرہ کی روایت دی

أخبرنَا مُحَمَّد بن الْعَلَاء فِي حَدِيثه عَن أبي بكر بن عَيَّاش عَن أبي حُصَيْن عَن أبي صَالح قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَة الرُّؤْيَا الْحَسَنَة بشرى من الله وَهن الْمُبَشِّرَات فَمن رأى مِنْكُم رُؤْيا تسوءه فَلَا يخبر بهَا أحدا وليتفل عَن يسَاره ثَلَاثًا فَإِنَّهَا لن تضره

ان دونوں میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے – اس طرح نسائی نے ثابت کیا کہ قول نبوی صحیح سند سے ہے کہ بس دائیں جانب تھتھکارنا ہے نہ کہ نماز پڑھنا – اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ صحیح مسلم کی روایت کا متن معلول ہے -

صحیح بخاری ح ۷۰۱۷ میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ عَوْفًا، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ، رُؤْيَا المُؤْمِنِ وَرُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ» وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لاَ يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ: - وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ - قَالَ: وَكَانَ يُقَالُ: " الرُّؤْيَا ثَلاَثٌ: حَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلاَ يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ

ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے عوف سے سنا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قریب ہو گی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہو گا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ نے کہا میں کہتا ہوں : نبوت کا حصہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ خواب تین طرح کے ہیں۔ دل کے خیالات، شیطان کا ڈرانا اور اللہ کی طرف سے خوشخبری۔ پس اگر کوئی شخص خواب میں بری چیز دیکھتا ہے تو اسے چاہئیے کہ اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے

امام بخاری نے اس طرح واضح کیا کہ نماز پڑھنے کا ذکر اصل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے نہ کہ حدیث نبوی- حدیث نبوی تو صرف یہ تھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت قریب ہو گی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہو گا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

سچے خواب کا وقت

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّ دَرَّاجًا أَبَا السَّمْحِ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ

«أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْأَسْحَارِ
سچا خواب سحری کا ہے

اسکی سند میں دراج، أبو السمح المصري ہے جو مختلف فیہ ہے- الذھبی میزان میں کہتے ہیں
دراج، أبو السمح [عو] المصري - صاحب ابی الهيثم العتوارى
قال أحمد: أحاديثه مناكير، ولينه
وقال عباس – عن يحيى: ليس به بأس
وقال عثمان بن سعيد، عن يحيى: ثقة
وقال فضلك الرازي: ما هو ثقة، ولا كرامة
وقال النسائي: منكر الحديث
وقال أبو حاتم: ضعيف
وقال النسائي أيضا: ليس بالقوي
وقد ساق ابن عدي له أحاديث وقال: عامتها لا يتابع عليها

اکثر نے اس کو ضعیف و منکر حدیث کہا ہے لہذا یہ روایت سخت ضعیف اور منکر ہے

البانی نے اس کو "الضعیفۃ" (1732). میں ذکر کیا ہے

کتاب المفاتیح فی شرح المصابیح از الحسین بن محمود بن الحسن المُظْہِری (المتوفى: 727 هـ) نے لکھا ہے

والمعبرون يقولون: أصدقُ الرُّؤيا في وقت الربيع والخريف عند خروج الثمار وعند إدراكها، وهما وقتانِ يتقارب فيهما الزمانُ ويعتدل الليل والنهار

خواب کی تعبیر بتانے والے کہتے ہیں: سچا خواب بہار اور خزاں میں پھلوں کے اترنے کے وقت آتا ہے اور یہ دو وقت ہیں جس میں زمانے قریب آتے ہیں اور دن و رات معتدل ہوتے ہیں

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں ملا علی القاری کہتے ہیں
أَنَّهُ أَرَادَ بِهِ اسْتِوَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لِزَعْمِ الْعَابِرِينَ أَنَّ أَصْدَقَ الْأَزْمَانِ لِوُقُوعِ الْعِبَارَةِ وَقْتُ انْفِتَاقِ الْأَنْوَارِ، وَزَمَانُ إِدْرَاكِ الْأَثْمَارِ، وَحِينَئِذٍ يَسْتَوِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ

اس سے مراد دن و رات کا استواء ہے معبروں کا دعوی ہے کہ سچا زمانہ عبارت ہے روشنی کے سے اور پھلوں کے اترنے سے اور اس وقت دن و رات برابر ہوتے ہیں

راقم کہتا ہے اس وقت کو آج ہم

Equinox

کہتے ہیں - عربی میں یہ اعتدال شمسی کہلاتا ہے - اس لمحہ میں جو سال میں دو بار ہوتا ہے ایک مارچ میں اور ایک ستمبر میں جب دن اور رات برابر ہوتے ہیں - راقم کہتا ہے یہ معبروں کا جھوٹ ہے گویا کہ سچے خوابوں کا تعلق سورج سے ہے –یہ قول مصری سورج پرستوں کا معلوم ہوتا ہے

معبروں کی خصوصیات

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ الْفَقِيهُ بِبُخَارَى، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ صَفْوَانَ الْبُخَارِيُّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ الْبُخَارِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا تُعَبَّرُ، وَمَثَلُ ذَلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خواب ایسا ہی واقع ہوتا ہے جیسی تعبیر کی جاتی ہے ... پس تم میں کوئی خواب دیکھے تو اس کو صرف ناصح سے یا عالم سے ہی بیان کرے

اس روایت کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے الذھبی نے موافقت کی ہے - اور شعیب الأرنؤوط کے مطابق اس پر سکوت کیا ہے (بحوالہ سنن ابن ماجہ شرح ح ۳۹۱۵)

جامع معمر بن راشد کے مطابق یہ مرفوع حدیث نہیں ہے بلکہ مقطوع ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا يُعَبَّرُ، وَمَثَلُ ذَلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا»

متنا یہ روایت شاذ ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي المَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالعَسَلَ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلاَ بِهِ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَاللَّهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اعْبُرْهَا» قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَالإِسْلاَمُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطُفُ مِنَ العَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالقُرْآنُ، حَلاَوَتُهُ تَنْطُفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ القُرْآنِ وَالمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَالحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ، تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللَّهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ، ثُمَّ يُوَصَّلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ، أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا» قَالَ: فَوَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ: «لاَ تُقْسِمْ»

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ کوئی زیادہ اور کوئی کم اور ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ چڑھ گئے۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر

فدا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئیے میں اس کی تعبیر بیان کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا سایہ سے مراد دین اسلام ہے اور شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی شیرینی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں، بعض کم اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد وہ سچا طریق ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قائم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعہ اللہ آپ کو اٹھالے گا پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب آپ کے خلیفہ اول اسے پکڑیں گے وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے ان کا بھی یہی حال ہو گا۔ پھر چوتھے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتایئے کیا میں نے جو تعبیر دی ہے وہ غلط ہے یا صحیح۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض کی غلط۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: پس واللہ! آپ میری غلطی کو ظاہر فرمادیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم نہ کھاؤ

سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالعَسَلُ وَرَأَيْتُ النَّاسَ يَسْتَقُونَ بِأَيْدِيهِمْ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَرَأَيْتُ سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ وَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَكَ فَعَلَا ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ بَعْدَهُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ فَقُطِعَ بِهِ، ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَيْ رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَتَدَعَنِّي أَعْبُرُهَا فَقَالَ: «اعْبُرْهَا»، فَقَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الإِسْلَامِ، وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالعَسَلِ فَهُوَ القُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ، وَأَمَّا المُسْتَكْثِرُ وَالمُسْتَقِلُّ فَهُوَ المُسْتَكْثِرُ مِنَ القُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ فَهُوَ الحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ فَأَخَذْتَ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللَّهُ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ رَجُلٌ آخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُو، أَيْ رَسُولَ اللَّهِ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا»، قَالَ: أَقْسَمْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي لَتُخْبِرَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تُقْسِمْ». «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ»

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے: ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: میں نے رات کو خواب میں بادل کا ایک ٹکڑا دیکھا جس سے

گھی اور شہد ٹپک رہا تھا، اور لوگوں کو میں نے دیکھا وہ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے پی رہے ہیں، کسی نے زیادہ پیا اور کسی نے کم، اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی تھی، اللہ کے رسول! اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ وہ رسی پکڑ کر اوپر چلے گئے، پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اسے پکڑ کر اوپر چلا گیا، پھر اس کے بعد ایک اور شخص نے پکڑا اور وہ بھی اوپر چلا گیا، پھر اسے ایک اور آدمی نے پکڑا تو رسی ٹوٹ گئی، پھر وہ جوڑ دی گئی تو وہ بھی اوپر چلا گیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! - میرے باپ ماں آپ پر قربان ہوں -اللہ کی قسم! مجھے اس کی تعبیر بیان کرنے کی اجازت دیجئیے، آپ نے فرمایا: "بیان کرو"، ابو بکر نے کہا: ابر کے ٹکڑے سے مراد اسلام ہے اور اس سے جو گھی اور شہد ٹپک رہا تھا وہ قرآن ہے اور اس کی شیرینی اور نرمی مراد ہے، زیادہ اور کم پینے والوں سے مراد قرآن حاصل کرنے والے ہیں، اور آسمان سے زمین تک لٹکنے والی اس رسی سے مراد حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں پھر اللہ تعالیٰ آپ کو اوپر اٹھا لے گا، پھر اس کے بعد ایک اور آدمی پکڑے گا اور وہ بھی پکڑ کر اوپر چڑھ جائے گا، اس کے بعد ایک اور آدمی پکڑے گا، تو وہ بھی پکڑ کر اوپر چڑھ جائے گا، پھر اس کے بعد ایک تیسرا آدمی پکڑے گا تو رسی ٹوٹ جائے گی، پھر اس کے لیے جوڑ دی جائے گی اور وہ بھی چڑھ جائے گا، اللہ کے رسول! بتایئے میں نے صحیح بیان کیا یا غلط؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے کچھ صحیح بیان کیا اور کچھ غلط، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے باپ ماں آپ پر قربان! میں قسم دیتا ہوں آپ بتایئے میں نے کیا غلطی کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قسم نہ دلاؤ"

اس روایت کے مطابق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تعبیر پہلے کی جو وہ صحیح نہ کر سکے - لیکن یہ واقع ہو گی ایسا اس میں نہیں آتا —

معلوم ہوا ابو بکر رضی اللہ عنہ صحیح تاویل نہ کر سکے تھے - لیکن بیہقی شعب ایمان میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَسَنِ، وَأَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، نا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، نا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، نا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ زِيَادَ بْنَ نُعَيْمٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصبَحَ: " مَنْ رَأَى رُؤْيَا صَالِحَةً فَلْيُحَدِّثْنَا بِهَا ". وَكَانَ يَقُولُ: " لَأَنْ

يَرَى لِي رَجُلٌ مُسْلِمٌ مُسْبِغٌ الْوُضُوءَ رُؤْيَا صَالِحَةً أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا ". فَرَوَيْنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو مِنْ قَوْلِهِ هَذَا اللَّفْظَ الْأَخِيرَ

زیاد بن نعیم (زِيَادُبْنُ ربيعةالحضرمی) المتوفی ۹۵ھ نے کہا ابو بکر المتوفی ۱۳ھ صبح کہتے جس نے اچھا خواب دیکھا ہو تو ہم سے بیان کرے- وضو کامل کے ساتھ ایک مسلمان مرد کا اچھا خواب مجھے اس سے اور اس سے زیادہ پسند ہے

اس کی سند میں ثقات ہیں لیکن یہ قول منقطع ہے- زیاد بن نعیم (زِيَادُبْنُ ربيعةالحضرمی) المتوفی ۹۵ھ نے اصحاب رسول مثلا ابو ایوب انصاری یا ابن عمر سے روایت کیا ہے -ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اس کا سماع مشکوک ہے- یہاں تک کہ کتاب الزہد از ابن مبارک میں ان کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست روایت نہیں ہے -(سند ہے زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مِخْرَاقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ)-

سنن دارمی میں ہے

خْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لَا تَقُصُّوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ»

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گویا کہ فرمایا اپنا خواب سوائے عالم یا نصیحت کرنے والے کے کسی اور سے بیان مت کرو

اس کی سند میں قتادہ مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے

أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ سَمِعْتُ وَكِيعَ بْنَ عُدُسٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الرُّؤْيَا هِيَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ يُحَدَّثْ بِهَا، فَإِذَا حُدِّثَ بِهَا وَقَعَتْ»

أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ نے کہا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات کیا کہ خواب انسان پر پرندوں کی طرح ہیں، جو اس پر (واقع) نہ ہوں گے ، اگر بیان کر دیا تو واقع ہو جاتا ہے

اس کی سند میں وكيع بن عدس مجہول ہے

فقہ مالکی کی کتاب الجامع لمسائل المدونة از أبو بکر محمد بن عبد الله بن یونس التمیمي الصقلي (المتوفى: 451 ھـ) میں ہے

قيل لمالك: يعبر الرؤيا كل أحد؟ قال: أبالنبوة يلعب.
قال مالك: لا يعبر الرؤيا من لا يحسنها، ولا يفسرها إلا من يحسنها، فإن رأى خيرا أخبر به، وإن رأى مكروها فليقل خيرا أو ليصمت.

امام مالک سے کہا گیا: کیا ہر کوئی خواب کی تعبیر کر سکتا ہے ؟ فرمایا کیا وہ (معبر) نبوت سے کھیلے گا

امام مالک نے کہا: اس خواب کی تعبیر نہیں ہو گی جو اچھا نہ ہو، نہ ان کی تفسیر ہو گی الا یہ کہ اچھا ہو اور اگر اچھا دیکھا ہے تو ہی خواب دیکھنے والا خبر کرے اور اگر مکروہ خواب دیکھا ہے تو خیر کہے یا چپ رہے

اگر صحیح ہو تو مالک کے نزدیک خواب کی تعبیر وہ کرے گا جس میں صلاحیت ہو راقم کہتا ہے کہ یہ تبھی ممکن ہے جب خواب تمثیلی ہو – اس قول کی سند معلوم نہیں ہے

لیکن ایک اشکال ابھی بھی قائم ہے کہ انبیاء تو تمثیلی خواب دیکھیں اور غیر نبی ، غیر تمثیلی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ دور نبوی میں بھی جو خواب رسول اللہ پر پیش کیے گئے وہ تمام تمثیلی تھے -

ایک عجیب اقتباس

راقم کو عجیب تحریر پڑھنے کو دی گئی اور تبصرہ طلب کیا گیا- تحریر کسی مجہول شخص کی تھی- لیکن اس پر بحث ضروری ہے کیونکہ اس کا تعلق خواب سے ہے اور سخت مغالطہ آمیز ہے-

سورت الزمر میں اللہ نے صاف کہا ہے کہ نیند کے وقت بھی اور باقاعدہ موت کے وقت بھی روح کو فرشتے قبض کر کے ایک مقام پر روک دیتے ہیں. . اگر نیند ہو تو آنکھ کھلنے پر روح کو واپس بھیج دیا جاتا ہے. . جبکہ موت کی صورت میں مستقل روک لیا جاتا ہے. . یہ روکے جانے کا مقام عجب الذنب کے اندر موجود جسم حقیقی ہی ہوتا ہے. . جب نیند کی حالت ہوتی ہے تو عالم طبعی کا حیوان تو سانسیں لیتا ہوا سو رہا ہوتا ہے جبکہ اصل انسان فوق الطبعی عالم میں روح اور جسم حقیقی کی حالت میں پہنچ چکا ہوتا ہے. . اس دوران اصل انسان عالم حقیقی میں بعض اوقات ان واقعات کا مشاہدہ کرتا ہے جو کہ مستقبل میں اسے پیش آنے ہوتے ہیں. . لیکن جب آنکھ کھلنے پر وہ دوبارہ عالم طبعی کے حیوان میں پہنچتا ہے تو نیند میں جو کچھ اس نے

فوق الطبعی عالم میں مشاہدہ کیا ہوتا ہے وہ عالم طبعی میں ہو بہو اس کو یاد نہیں رہ پاتا بلکہ ایک مماثل کیفیت کی صورت میں ہی یاد رہ پاتا ہے۔۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے عالم طبعی کے انسان اور فوق الطبعی عالم کے انسان میں برزخ رکھی ہے۔۔ اسی برزخ کی وجہ سے فرشتے ہمارے کاندھوں پر ہوتے ہیں، فرشتے ہمارے سامنے مرنے والے کی جان کھینچ رہے ہوتے ہیں لیکن ہم ان چیزوں کو ہو بہو کسی طور نہیں سمجھ سکتے۔۔ایک ہی صورت ہے کہ ہمیں عالم طبعی کی کسی مماثل صورت میں بتلایا جائے۔۔یوسف ع گہری نیند میں گئے۔۔فرشتوں نے انکی روح کو عارضی طور سے قبض کر کے عجب الذنب میں موجود جسم حقیقی میں پہنچا دیا۔اب وہ سانسیں لیتے حیوانی جسم کو چھوڑ کر فوق الطبعی عالم میں تھے جہاں انہوں نے مستقبل میں پیش آنے والی اس حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ ایک وقت انکی بادشاہی میں انکے والدین اور انکے گیارہ بھائی موجود ہوں گے۔۔

جب یوسف ع کی روح عجب الذنب میں موجود جسم حقیقی سے دوبارہ پورے حیوانی جسم میں لوٹی تو اب ان کو فوق الطبعی عالم کا مشاہدہ یو بہو کسی طور یاد نہیں رہ سکتا تھا۔۔کیونکہ انہوں نے مشاہدہ فوق الطبعی عالم میں کیا تھا جبکہ اب وہ برزخ کی سرحد کے پار عالم طبعی میں پہنچ چکے تھے انکو ایک مماثل کیفیت کی صورت میں ہی یاد رہ پایا گویا کہ چاند، سورج اور گیارہ ستارے انہیں سجدہ کر رہے ہیں۔۔۔خواب سچا تھا لیکن عالم طبعی میں عالم حقیقی کی یو بہو سچائی کا ادراک عالم طبعی کے انسان کیلیۓ ممکن ہی نہیں۔۔ایسا کسی طور نہیں ہوا تھا کہ واقعی سورج اور چاند اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر انکو سجدہ کرنے پہنچے ہوں۔۔

راقم کہتا ہے اصلا یہ اقتباس ان لوگوں کا تراشیدہ ہے جو حیات فی القبر کے شیدائی ہیں جو اولیاء اللہ اور انبیاء کی وفات کو تسلیم نہیں کر سکے ہیں اور حیات فی القبر کو ماننے والے گمراہ لوگ ہیں-

موت روح کی جسم سے مکمل علیحدگی ہے یہ تعریف عام ہے اور قرآن کے مطابق ہے

ابانة ألروح عن الجسد

موت - روح کی جسد سے علیحدگی ہے

مفردات القرآن از راغب الاصفہانی

لیکن جب لوگوں نے روایات کو دیکھا تو وہ ان کی تطبیق قرآن سے نہ کر سکے اور انہوں نے بنیادی تعریف کہ موت روح کی جسد سے علیحدگی ہے کو رد کیا سلیمان علیہ السلام کو موت آئی اقتباس کی روشنی میں ان کی روح بھی عجب الذنب میں پھنس گئی فرشتے خالی ہاتھ لوٹ گئے جنات لیکن صحیح عقیدہ رکھتے تھے کہ سلیمان کی روح

اب جسد میں نہیں اور قرآن نے بھی انکی تائید کی کہ ہاں تم اگر غیب کو جانتے تو سمجھ لیتے کہ سلیمان وفات پا چکے - قرآن کہتا ہے

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ

بلا شبہ ہم جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس محفوظ کتاب ہے

حدیث میں ہے کہ انسان کا جسم زمین کھا جاتی ہے سوائے عجب الذنب کے - اس میں کوئی دلیل نہیں کہ یہ عجب الذنب زندہ ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالی قرآن میں خاص طور پر ذکر کرتے ہیں کہ وہ ہڈی کو زندہ کریں گے

اقتباس میں دعوی کیا گیا ہے کہ میت حس و عقل رکھتی ہے جبکہ یہ بات بھی خلاف قرآن ہے - اللہ تعالی کہتا ہے زندہ و مردہ برابر نہیں اور آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے - اس میں بھی ہے جس کو چاہتا ہے سنواتا ہے لیکن اقتباس میں اس خصوص کو ختم کر کے عموم کا دعوی کیا گیا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کہ جو مرا فقد قَامَت قِيَامَته اس پر اسکی قیامت قائم ہوئی پر بحث کرتے ہوئے ابن حزم (المتوفى: 456هـ) کتاب الفصل في الملل والأهواء والنحل میں لکھتے ہیں

قَالَ أَبُو مُحَمَّد وَإِنَّمَا عَنى رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِهَذَا الْقيام الْمَوْت فَقَط بعد ذَلِك إِلَى يَوْم الْبَعْث كَمَا قَالَ عز وَجل {ثمَّ إِنَّكُم يَوْم الْقِيَامَة تبعثون} فنص تَعَالَى على أَن الْبَعْث يَوْم الْقِيَامَة بعد الْمَوْت بِلَفْظَة ثمَّ الَّتِي هِيَ للمهلة وَهَكَذَا أخبر عز وَجل عَن قَوْلهم يَوْم الْقِيَامَة {يا ويلنا من بعثنَا من مرقدنا هَذَا} وَأَنه يَوْم مِقْدَاره خَمْسُونَ ألف سنة وَأَنه يحيي الْعِظَام وَيبْعَث من فِي الْقُبُور فِي مَوَاضِع كَثِيرَة من الْقُرْآن وبرهان ضَرُورِيّ وَهُوَ أَن الْجنَّة وَالنَّار موضعان ومكانان وكل مَوضِع وَمَكَان ومساحة متناهية بِحُدُودِهِ وبالبرهان الَّذِي قدمْنَاهُ على وجوب تناهي الإجسام وتناهى كل مَا لَهُ عدد وَيَقُول الله تَعَالَى {وجنة عرضهَا السَّمَاوَات وَالْأَرْض} فَلَو لم يكن لتولد الْخلق نِهَايَة لكانوا أبدا يحدثُونَ بِلَا آخر وَقد علمنَا أَن مصيرهم الْجنَّة أَو النَّار ومحال مُمْتَنع غير مُمكن أَن يسع مَا لَا نِهَايَة لَهُ فيماله نِهَايَة من الماكن فَوَجَبَ ضَرُورَة أَن للْخلق نِهَايَة فَإِذا ذَلِك وَاجِب فقد وَجب تناهى عَالم الذَّر والتناسل ضَرُورَة وَإِنَّمَا كلامنا هَذَا مَعَ من يُؤمن بِالْقُرْآنِ وبنبوة مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَادّعى الْإِسْلَام وَأما من أنكر الْإِسْلَام فكلامنا مَعَه على مَا رتبناه فِي ديواننا هَذَا من النَّقْض على أهل الْإِلْحَاد حَتَّى تثبت نبوة مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَصِحَّة مَا جَاءَ بِهِ فنرجع إِلَيْهِ بعد التَّنَازُع وَبِاللَّهِ تَعَالَى التَّوْفِيق وَقد نَص الله تَعَالَى على أَن الْعِظَام يُعِيدهَا ويحيها كَمَا كَانَت أول مرّة وَأما اللَّحْم فَإِنَّمَا هُوَ كسْوَة كَمَا قَالَ {وَلَقَد خلقنَا الْإِنْسَان من سلالة من طين ثمَّ جعلْنَاهُ نُطْفَة فِي قَرَار مكين}

امام ابن حزم نے کہا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی قیام سے مراد فقط موت ہے کیونکہ اب اس کو یوم بعث پر اٹھایا جائے گا جیسا اللہ تعالی نے کہا {ثمَّ إِنَّكُم يَوْم الْقِيَامَة تبعثون} پھر تم کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا پس نص کی اللہ تعالی نے ان الفاظ سے کہ زندہ ہونا ہو گا قیامت کے دن موت کے بعد یعنی یہ ایک ڈیڈ لائن ہے اور اسی طرح اللہ نے خبر دی قیامت پر اپنے قول سے {يَا ويلنا من بعثنَا من مرقدنا هَذَا} ہائے بربادی کس نے ہمیں اس نیند کی جگہ سے اٹھایا اور اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے اور بے شک اس نے خبر دی قرآن میں اور برہان ضروری سے کثیر مقامات پر کہ وہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا اور جو قبروں میں ہیں انکو جی بخشے گا – جنت و جہنم دو جگہیں ہیں اور مکان ہیں اور ہر مکان کی ایک حدود اور انتہی ہوتی ہے اور وہ برہان جس کا ہم نے ذکر کیا واجب کرتا ہے کہ اس میں اجسام لامتناہی نہ ہوں اور گنے جا سکتے ہوں اور اللہ کا قول ہے {وجنة عرضهَا السَّمَاوَات وَالْأَرْض} وہ جنت جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور .... پس ضروری ہے کہ مخلوق کی انتہی ہو ... اور بے شک اللہ تعالی نے نص دی کہ ہڈیوں کو واپس شروع کیا جائے گا اور انکو زندہ کیا جائے گا جیسا پہلی دفعہ تھا اور جو گوشت ہے تو وہ تو اس ہڈی پر غلاف ہے جیسا اللہ نے کہا {وَلَقَد خلقنَا الْإِنْسَان من سلالة من طين ثمَّ جَعَلنَاهُ نُطْفَة فِي قَرَار مكين} اور بے شک ہم نے انسان کو خلق کیا مٹی سے پھر اس کا نطفہ ایک ٹھہرنے والی جگہ کیا

ابن حزم بار بار اللہ تعالی کے قول کی یاد دہانی کرا رہے ہیں کہ موت کے بعد اجسام ہڈیوں میں بدل جائیں گے اور زندہ بھی ہڈی کو کیا جائے گا پھر اس پر گوشت کا غلاف آئے گا لہذا یہ ظاہر ہے کان یا آلات سماعت تو گوشت کے ھوتے ہیں جب وہ ہی معدوم ہو جائیں تو انسان کیسے سنے گا۔ عجب الذنب ایک ہڈی ہے جو باقی رہے گی لیکن بے جان و بے روح رہے گی جس طرح ایک بیج بے جان ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فعل ہے جو بے جان میں سے زندہ کو نکالتا ہے۔ روح عالم بالا میں رہے گی جیسا صحیح مسلم کی حدیث میں ہے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں انبیاء کا خواب الوحی ہے اور خواب من جانب اللہ ہے۔ اس میں یوسف کی روح عالم طبعی سے نکل کر عالم فوق طبعی سے ملی ایک لغو بے سروپا بات ہے۔ اس پر نص پیش کی جائے جو نہ قرآن میں ملے گی نہ حدیث میں۔ بقول صاحب اقتباس یوسف کو خواب کا علم نہیں تھا لیکن قرآن اس کے خلاف ہے۔ اللہ تعالی قرآن میں کہتا ہے یوسف کو تاویل الرویا سکھا دی گئی۔ تو جو خواب پہلے دیکھا تھا بعد میں اسکی صحیح تاویل تک تو وہ پہنچ چکے تھے۔

مزید کہ کہ یہ کس نے اور کب دعوی کیا کہ سورج اور چاند اپنا مقام چھوڑ کر ان کو سجدہ کرنے پہنچے یہ صاحب اقتباس کے ذہین کی پریشان خیالی ہے جس کو اس نے قلم بند کر دیا ہے - ایسا امت میں کسی کا دعوی رہا ہی نہیں تو اس قسم کی بے سر و پا بات کا کیا تعلق ہے؟

اقتباس میں کہا گیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی روح برزخ کی حد پر تھی؟ برزخ ایک آڑ کو کہتے ہیں جبکہ ہمارے درمیان اور فرشتوں اور جنات کے درمیان کوئی آڑ نہیں - جنات ہم کو دیکھ رہے ہیں ہم نہیں دیکھ سکتے - فرشتے جنات و انسان کو دیکھ رہے ہیں ہم دونوں فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے - اس کو برزخ نہیں پردہ غیب کہا جاتا ہے یہی لفظ اس مفہوم پر متقدمین استعمال کرتے رہے ہیں - برزخ یا آڑ تو تب بنے گی جب ایک طرف والے دوسری طرف سے بے خبر ہوں اور دوسری جانب والے پچھلی جانب سے بے خبر ہوں - برزخ کا قول روح اور دنیا کے لئے صحیح ہے کیونکہ جو ارواح اس کو عالم کو چھوڑ گئیں ان کو عالم ارضی کی خبر نہیں اور جو عالم ارضی میں ابھی جسموں میں ہیں یعنی زندہ ہیں ان کی عالم بالا تک رسائی نہیں - برزخ کی یہ نئی تشریح جو اقتباس میں پیش کی گئی ہے دور جدید کی ایجاد ہے اس پر کوئی دلیل و برہان پیش کی جائے -

قران میں صاحب یاسین یا حبیب نجار کے قصے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مرنے والا نہیں جانتا نہ ہی اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟؟ سورہ یسین میں ہے

إِنِّي آمَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ – قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ – بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ

کہنے لگا: میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں سو میری بات سن رکھو (۲۵) حکم ہوا کہ بہشت میں داخل ہو جا۔ بولا کاش! میری قوم کو خبر ہو جائے (۲۶) کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور عزت والوں میں کیا

یعنی اِس شہید کو خبر نہیں تھی کہ جب اس کی قوم نے اس کو شہید کیا تو اس کے بعد اللہ رب العزت نے اس کی قوم کے ساتھ کیا سلوک کیا - اگر اس کا دنیا سے رابطہ ہوتا تو یہ نہ کہتا کہ کاش قوم کو معلوم ہو جائے -

پھر قرآن میں ہے جو مر رہا ہے اس کے اور دنیا کے درمیان برزخ حائل ہے - لیکن اس اقتباس میں تو اس کو ایک زندہ نبی یوسف علیہ السلام تک پر بیان کر دیا گیا ہے - پھر انبیاء علیہما السلام پر اس نام نہاد برزخ کا لفظ

بولنا بھی صحیح نہیں-انبیاء تو شیطان کو دیکھ لیتے ہیں، وہ فرشتوں کو دیکھ لیتے ہیں، وہ کس طرح نام نہاد برزخ کی حد پر ہیں وہ بھی خواب میں جبکہ بیداری میں بھی وہ بعض اوقات فرشتوں و جنات کو دیکھ لیتے ہیں؟

اصحاب رسول اور امہات المومنین رضی اللہ عنہم کے بعض خواب

ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے منسوب خواب

مستدرک الحاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَوْهَرِيُّ بِبَغْدَادَ، ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ ام الفضل بنت الحارث أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه و سلم فقالت : يا رسول الله إني رأيت حلما منكرا الليلة . قال : " وما هو ؟ " قالت : إنه شديد قال : " وما هو ؟ " قالت : رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت ووضعت في حجري . فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم : " رأيت خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يكون في حجرك " . فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه و سلم . فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه و سلم فوضعته في حجره ثم كانت مني التفاتة فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه و سلم تهريقان الدموع قالت : فقلت : يا نبي الله بأبي أنت وأمي مالك ؟ قال : " أتاني جبريل عليه السلام فأخبرني أن أمتي ستقتل ابني هذا فقلت : هذا ؟ قال : نعم وأتاني بتربة من تربته حمراء "

ام فضل بنت حارث سے(جو عباس کی زوجہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی ہیں) روایت میں ہے کہ وہ (ایک روز) رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بولیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کی رات میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا ہے -آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دیکھا ؟ ، ام فضل رضی اللہ تعالی عنہا نے کہا میں نے دیکھا کہ گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا ہے اور میری گود میں رکھ دیا گیا ہے ۔ (یہ سن کر) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے تو بہت اچھا اور مبارک خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے) کہ انشاء اللہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اس لڑکے کو تمہاری گود میں دیا جائے گا چنانچہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ہاں لڑکا (حسین) پیدا ہوا اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس لڑکے کو میری گود میں دیا گیا ۔ پھر ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی

اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کی گود میں دے کر ذرا دوسری طرف متوجہ ہو گئی اور پھر (مڑ کر میں نے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر اٹھائی) تو کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں ، ام فضل رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں میں نے (گھبرا کر) پوچھا : اے اللہ کے نبی ، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہوا (جو رو رہے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : (ابھی میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت (یعنی مسلمانوں ہی میں سے بعض لوگوں کی جماعت) میرے اس بیٹے کو (نہایت ظالمانہ طریقے سے) عنقریب قتل کر دے گی ، میں نے (بڑی حیرت سے ساتھ) پوچھا کیا اس بیٹے کو ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (اسی بیٹے کو) بلکہ جبرائیل تو میرے پاس اس خاک زمین سے کچھ مٹی بھی لے کر آئے تھے (جہاں میرے اس جگر پارے کا خون بہایا جائے گا) اور وہ مٹی سرخ تھی-

تلخیص میں الذہبی کہتے ہیں

4818- بل منقطع ضعيف- بلکہ منقطع ہے ضعیف ہے

مسند احمد میں اس خواب کا شروع کا حصہ ہے جس کی سند ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي، فِي بَيْتِي، أَوْ حُجْرَتِي عُضْوًا مِنْ أَعْضَائِكَ، قَالَ: " تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللهُ غُلَامًا، فَتَكْفُلِينَهُ " فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ حَسَنًا ، فَدَفَعَتْهُ إِلَيْهَا، فَأَرْضَعَتْهُ بِلَبَنِ قُثَمَ، وَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَزُورُهُ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَضَعَهُ عَلَى صَدْرِهِ، فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ ، فَأَصَابَ الْبَوْلُ إِزَارَهُ، فَزَخَخْتُ بِيَدِي عَلَى كَتِفَيْهِ، فَقَالَ: " أَوْجَعْتِ ابْنِي أَصْلَحَكِ اللهُ " أَوْ قَالَ: " رَحِمَكِ اللهُ ". فَقُلْتُ: أَعْطِنِي إِزَارَكَ أَغْسِلْهُ، فَقَالَ: " إِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ، وَيُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ

اس سند میں صالح بن إبي مریم الضبعي مولاہم ،إبو الخلیل البصری ہے جو ابن عبد البر کے مطابق نا قابل دلیل ہے

عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر

مسند احمد میں ہے

حدثنا عفان حدثنا همام بن يحيى قال حدثنا قتادة عن سالم ابن أبي الجعد الغَطفاني عن معدان بن أبي طلحة اليعمري: أن عمر بن الخطاب قام على المنبر يوم الجمعة فحمد الله وأثنى عليه، ثم ذكر رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وذكر أبا بكر ثم قال: رأيت رؤيا لا أراها إلا لحضور أجلي، رأيتُ كأن ديكاً نقرني نقرتين، قال: وذكر لي أنه ديك أحمر فقصصتها على أسماء بنت عُمَيس امرأة أبي بكر، فقالت: يقتلك رجل من العجم ... فَخَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَأُصِيبَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ

عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بروز جمعہ کھڑے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور ابو بکر کا ذکر کیا پھر کہا میں نے خواب دیکھا ہے اس کو نہیں دیکھا سوائے اس کے اجل قریب ہو- دیکھا کہ ایک سرخ مرغا ہے جو ٹھونگیں مار رہا ہے اس کا ذکر میں نے اسماء بنت عمیس سے کیا ابو بکر کی بیوی سے تو انہوں نے کہا تجھ کو ایک عجمی قتل کرے گا ... عمر نے جمعہ کو خطبہ دیا اور بدھ کو قتل ہوئے

اس روایت کو روایت پسند علماء نے صحیح کہہ دیا ہے جبکہ یہ معلول ہے – اگر عمر کی وفات کا وقت قریب تھا تو اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی نہیں تھیں وہ علی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں کیونکہ علی نے (بعد وفات ابو بکر، سن ۱۳ھ) اسماء سے شادی کر لی تھی –

عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غیر محرم عورت سے خواب کی تعبیر کیوں لی جبکہ کبار مہاجرین و انصار مرد حضرات موجود ہیں – سندا اس میں مَعْدان بن إِبي طَلْحة اور سالم بن إبي الجعد ہیں اور ان دونوں کی خوبی رفض میں ترقی ہے-

ذكر ابن عساكر أن الوليد بن عبد الملك ضربه وسالم بن أبي الجعد كل واحد مائة جلدة في التَرَفُّض

ابن عساکر نے ذکر کیا کہ امیر المومنین الولید نے مَعْدان بن إبي طَلْحة اور سالم بن إبي الجعد کو رفض کی وجہ سے سو کوڑے لگائے

ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

معجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ، ثنا عَفَّانُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ بِعَيْنَيْ صَفِيَّةَ خُضْرَةٌ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا هَذِهِ الْخُضْرَةُ بِعَيْنَيْكِ؟» فَقَالَتْ: قُلْتُ لِزَوْجِي: إِنِّي رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمِ قَمَرًا وَقَعَ فِي حِجْرِي فَلَطَمَنِي، وَقَالَ: أَتُرِيدِينَ مَلِكَ يَثْرِبَ؟ قَالَتْ: وَمَا كَانَ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ رَسُولِ اللهِ، قَتَلَ أَبِي وَزَوْجِي، فَمَا زَالَ يَعْتَذِرُ إِلَيَّ فَقَالَ: «يَا صَفِيَّةُ إِنَّ أَبَاكِ أَلَّبَ عَلَى الْعَرَبَ، وَفَعَلَ وَفَعَلَ» حَتَّى ذَهَبَ ذَاكَ مِنْ نَفْسِي

ابن عمر نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں کچھ سبز (نشان) تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے ؟ صفیہ نے کہا میں نے اپنے (سابقہ) شوہر کو خبر کی کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاند میرے گھر میں اترا۔اس پر اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا تو شاہ یثرب کو چاہتی ہے ؟ میں نے کہا میں تو رسول اللہ سے بہت بغض رکھتی تھی کہ انہوں نے میرے شوہر و باپ کا قتل کیا اور یہ نہیں نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ عذر پیش کرتے رہے کہ اے صفیہ تیرے باپ نے عرب کو اکسایا اور ایسا و ایسا کیا.. حتی کہ یہ بغض مجھ سے نکلا

البانی نے الصحیحہ ح ۲۷۹۳ میں اس کو صحیح قرار دیا ہے

یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردستی نکاح کیا اور وہ بغض میں جیتی رہیں۔
راقم کہتا ہے یہ متن منکر ہے۔

طبقات الکبری از ابن سعد میں ہے

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلابِيُّ. حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلالٍ قَالَ: قَالَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ: رَأَيْتُ كَأَنِّي وَهَذَا الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّ اللَّهَ أَرْسَلَهُ وَمَلَكٌ يَسْتُرُنَا بِجَنَاحِهِ. قَالَ: فَرَدُّوا عَلَيْهَا رُؤْيَاهَا وَقَالُوا لَهَا فِي ذَلِكَ قَوْلا شَدِيدًا.

حُمَيْدِ بْنِ هِلالٍ نے کہا صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے (خواب) دیکھا اور میرا دعوی ہے کہ اللہ نے اس میں کسی کو بھیجا یا کوئی فرشتہ تھا جو پروں سے (ہم کو) چھپا رہا ہو (یعنی صفیہ اور رسول اللہ کو اللہ بچا رہا تھا)۔ پس انہوں نے (یعنی گھر والوں نے) اس خواب کو شدت سے رد کیا اور اس پر صفیہ کو سخت بات کہی

اس کی سند صحیح ہے اور یہ غیبی اشارہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو مل چکا تھا کہ اللہ کی حمایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس بنا پر ان کو مکمل ایمان و یقین ہو چکا تھا۔

اس کی تائید طبقات کی ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے جس کی سند مرسل ہے البتہ شاہد کے طور پر صحیح ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا دَخَلَتْ صَفِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالَ لَهَا: لَمْ يَزَلْ أَبُوكِ مِنْ أَشَدِّ يَهُودَ لِي عَدَاوَةً حَتَّى قَتَلَهُ اللَّهُ. فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: «ولا تزر وازرة وزر أخرى» . فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ: اخْتَارِي. فَإِنِ اخْتَرْتِ الإِسْلامَ أَمْسَكْتُكِ لِنَفْسِي وَإِنِ اخْتَرْتِ الْيَهُودِيَّةَ فَعَسَى أَنْ أُعْتِقَكِ فَتَلْحَقِي بِقَوْمِكِ

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا خواب

گزشتہ امتوں کے حوالے سے معلوم تھا کہ انہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا دیا اس بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین حجرہ میں کی گئی۔ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی خواہش تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہوں۔ خلفاء شیخین کی اس خواہش کا احترام کیا گیا اور ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا گیا

اس حوالے سے ایک خواب کی حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ تین چاند ان کے حجرے میں گرے۔ لوگوں نے اس کو صحیح کہہ دیا ہے جبکہ یہ تین چاند والی روایت مضطرب المتن اور سندا مضبوط نہیں۔ امام بخاری و مسلم نے اس حدیث کو اسی بنا پر صحیح میں شامل نہیں کیا ہو گا۔

پہلا طرق

موطاامام مالک۔ جلد اول۔ کتاب الجنائز۔ حدیث 489 مردہ کے دفن کے بیان میں

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا

یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند گر پڑے سو میں نے اس خواب کو ابوبکر صدیق سے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عائشہ کے حجرہ میں دفن ہو چکے تھے ابوبکر نے کہا کہ ان تین چاندوں میں سے ایک چاند آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ تینوں چاندوں میں بہتر ہیں

موطا کی سند ضعیف ہے –یحییٰ بن سعید الانصاری مدلس نے عن سے روایت کیا ہے- یہ منقطع بھی ہے کیونکہ دیگر اسناد میں یحییٰ نے اس کو ابن المسیب سے روایت کیا ہے

طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو يَزِيدَ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْقَرَاطِيسِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ لأَبِي بَكْرٍ: " رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يُدْفَنُ فِي بَيْتِكِ ثَلَاثَةٌ هُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ". قَالَ يَحْيَى: فَسَمِعْتُ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قُبِضَ فِي بَيْتِهَا، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: «أَحَدُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ خَيْرُهَا»

عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین چاند حجرہ میں گرتے دیکھے ابو بکر سے اس کا ذکر کیا انہوں نے کہا تمہارے گھر میں تین دفن ہوں گے جو زمین میں سب سے بہتر ہوں گے- يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ انصاری نے کہا میں نے لوگوں سے سنا کہ وہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجرہ میں وفات ہوئی تو ابو بکر نے کہا یہ ایک چاند ہے جو سب سے بہتر ہے

کتاب جامع التحصیل از العلائی الدمشقی کے مطابق

وقال أبو حاتم سعيد بن المسيب عن عائشة رضي الله عنها إن كان شيئا من وراء الستر

ابو حاتم نے کہا ابن مسیب کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنا اس پر پردے کے پیچھے کچھ ہے

ان الفاظ کو عدم سماع پر سمجھا گیا ہے اور تدلیس کی کتاب میں بیان ہوا ہے – یعنی یہ واضح نہیں کہ ابن مسیب نے کب کیسے ام المومنین سے سنا- امام بخاری نے ابن مسیب کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی روایت نہیں لکھی البتہ امام مسلم نے شواہد میں ایک لکھی ہے

دوسرا طرق

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمُطَرِّزُ , أَيْضًا , قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ , عَنْ أَيُّوبَ , عَنْ أَبِي قِلَابَةَ , أَنَّ عَائِشَةَ , رَحِمَهَا اللَّهُ [ص:2366] رَأَتْ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ قَمَرًا جَاءَ يَهْوِي مِنَ السَّمَاءِ فَوَقَعَ فِي حُجْرَتِهَا , ثُمَّ قَمَرٌ ثُمَّ قَمَرٌ , ثَلَاثَةُ أَقْمَارٍ فَقَصَّتْهَا عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكِ دُفِنَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ثَلَاثَةٌ فِي بَيْتِكِ , أَوْ قَالَ: فِي حُجْرَتِكِ. قَالَ أَيُّوبُ: فَحَدَّثَنِي أَبُو يَزِيدَ الْمَدِينِيُّ قَالَ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُفِنَ , قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا عَائِشَةُ هَذَا خَيْرُ أَقْمَارِكِ

اس میں عبد الله بن زيد أبو قلابة الجرمي مدلس کا عنعنہ ہے جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے

الحافظ الضیاء کہتے ہیں ولا يعرف له سماع من عائشة رضي الله عنهم

اس کا سماع عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم نہیں

تیسرا طرق

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَسْفَاطِيُّ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللهِ السَّلَفِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَبَحُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

«هَلْ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأَى رُؤْيَا؟» ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ الله رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَار هَوَيْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ لَهَا: " إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاك دُفِنَ فِي بَيْتك – أُرَاهُ قَالَ: – أَفْضَلُ أَهْلِ الْجَنَّة " فَقُبِضَ رَسُولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ أَفْضَلُ أَقْمَارِهَا، ثُمَّ قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ قُبِضَ عُمَرُ، فَدُفِنُوا فِي بَيْتِهَا

اس کی سند میں حسن بصری ہیں جو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں- حسن بصری مدلس ہیں ان کا کسی بدری صحابی سے سماع نہیں ہے

چوتھا طرق

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَمْشَاذ، ثنا جُنَيْدُ بْنُ حَكِيمٍ الدَّقَّاقُ، ثنا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّه السَّلَمِيُّ، ثنا عُمَرُ بْنُ حَمَّاد بْن سَعِيد الْأَبَحِّ، عَن ابْن أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا، قَالَ: «هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا الْيَوْمَ» ، قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: رَأَيْتُ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَار سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاك دُفِنَ فِي بَيْتك ثَلَاثَةٌ هُمْ أَفْضَلُ أَوْ خَيْرُ أَهْل الْأَرْض» ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ وَدُفِنَ فِي بَيْتهَا، قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا أَحَدُ أَقْمَارِك وَهُوَ خَيْرُهَا، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَدُفِنَا فِي بَيْتِهَا

اس کی سند میں عمر بن حماد بن سعید الابح ہے یہ منکر الحدیث ہے -ابن حبان کے نزدیک متروک ہے

پانچواں طرق

مستدرک حاکم میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْن مَحْبُوب بْنِ فُضَيْل، التَّاجِرُ الْمَحْبُوبِيُّ بِمَرْوَ، ثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْن سَوْرَةَ الْحَافِظُ بِتِرْمِذَ، ثَنَا سَهْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجَارُودِيُّ، ثَنَا مَسْعَدَةُ بْنُ الْيَسَع، عَنْ مَالِك بْن أَنَس، عَنْ يَحْيَى بْن سَعِيد الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: " رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ ثَلَاثَةَ أَقْمَار سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا دُفِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي قَالَ أَبُو بَكْر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَذَا أَحَدُ أَقْمَارك وَهُوَ خَيْرُهَا «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ»

عائشہ رضی اللہ عنہا نے تین چاند حجرہ میں گرتے دیکھے ابو بکر سے اس کا ذکر کیا- پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے حجرے میں تدفین ہوئی ابو بکر نے کہا یہ پہلا چاند ہے

سند میں مَسْعَدَة بْن اليَسَع الباهليّ البصْريّ کذاب ہے

اس روایت کے متن میں اضطراب بھی ہے- خواب ام المومنین نے دور نبوی میں دیکھا لیکن ذکر ابو بکر سے کیا ان کو اس کی تاویل معلوم نہیں تھی یہاں تک کہ روایت میں ہے کہ وفات النبی پر اس خواب کی تاویل ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی –ظاہر ہے جو خواب دور نبوی میں دیکھا ہو اور حجرہ سے متعلق ہو تو یقینا عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتیں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کی اہمیت ابو بکر کی بات سے کہیں بڑھ کر ہوتی کہ اس کو بیان کیا جاتا- یعنی اس روایت کے بعض متن میں ہے کہ خواب کی تاویل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور بعض میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کی- پھر اس خواب میں سب کو چاند کہا گیا ہے- یاد رہے کہ یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا بھائی ستارے تھے اور والدین سورج وچاند، حفظ مراتب کا خیال رکھا گیا تھا- لیکن اس تین چاند گرنے والے خواب میں حفظ مراتب نظر نہیں آ رہا یعنی نبی اور امتیوں تینوں کو چاند کہا گیا ہے- متن صحیح معلوم نہیں ہو رہا-

طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب

بیہقی نے کتاب الزھد کبیر میں روایت دی ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّد بْنُ يُوسُفَ الْأَصْبَهَانِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُو سَعِيد بْنُ الْأَعْرَابِيِّ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّد الزَّعْفَرَانِيُّ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ مُحَمَّد بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْد اللَّه أَنَّ رَجُلَيْنِ منْ بَلِيٍ - وَهُوَ حَيٌّ منْ قُضَاعَةَ - قُتلَ أَحَدُهُمَا في سَبِيلِ اللَّه، وَأُخِّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ الْجَنَّةَ فُتحَتْ، فَرَأَيْتُ الْآخرَ منَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّل فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذَلكَ فَبَلَغْتُ رَسُولَ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّمَ: «أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلَّى بَعْدَهُ ستَّةَ آلَافِ رَكْعَة وَكَذَا وَكَذَا رَكْعَة لصَلَاة السَّنَة»

طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ نے کہا قُضَاعَةَ میں دو شخص تھے ان میں سے ایک اللہ کی راہ میں قتل ہوا اور دوسرا ایک سال بعد مرا- طلحہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ یہ دوسرا شخص جنت میں پہلے شہید ہونے والے سے بھی پہلے سے ہے -اس پر مجھے تعجب ہوا- جب صبح ہوئی تو اس خواب کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے کیا توآپ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ اس نے رمضان کے بعد روزے رکھے اور ۶۰۰۰ رکعات پڑھیں اور ایسا اور ایسا کیا سنت نماز میں

یعنی جو شہید نہیں ہوا اس نے زیادہ نماز اور روزے رکھے اس بنا پر جنت میں شہید سے بھی پہلے چلا گیا

راقم کہتا ہے متن منکر ہے کسی صوفی کی گھڑنت ہے ۔افسوس البانی نے اس کو الصحیحہ میں ح ۲۵۹۱ میں صحیح قرار دے دیا ہے

یہ روایت سنن ابن ماجہ میں بھی ہے۔

اِبو سلمة بن عبد الرحمٰن کا سماع طلحة بن عُبید اللہ رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے ۔اس بنا پر شعيب الأرنؤوط نے اس کو منقطع حدیث قرار دیا ہے۔ اس روایت کے بعض طرق میں طلحة بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله بھی ہے جس کو امام بخاری نے منکر الحدیث قرار دیا ہے

مسند احمد ۱۳۸۹ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: نَزَلَ رَجُلانِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ عَلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، فَقُتِلَ أَحَدُهُمَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَكَثَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَأُرِيَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: أَنَّ الَّذِي مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْآخَرِ بِحِينٍ، فَذَكَرَ ذَلِكَ طَلْحَةُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَمْ مَكَثَ بَعْدَهُ؟ " قَالَ: حَوْلًا. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " صَلَّى أَلْفًا وَثَمَانِ مِائَةِ صَلاةٍ، وَصَامَ رَمَضَانَ

ابو سلمہ نے کہا اہل یمن کے دو افراد طلحہ کے پاس آئے ان میں سے ایک شہید ہوا اور پھر ایک سال گزرا دوسرے نے فرش پر جان دی (یعنی طبعی موت مرا)۔ پس طلحہ نے دیکھا کہ جس نے فرش پر جان دی وہ شہید سے پہلے جنت میں گیا۔ اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ۔پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (دونوں کی موت کے درمیان) کتنی مدت گذری ؟ کہا ایک سال ۔آپ نے فرمایا انہوں نے ۱۸۰۰ نماز پڑھیں اور رمضان کے روزے رکھے

مسند احمد میں ایک اور طرق ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلحہ اور ابو سلمہ کے درمیان ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ , حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو , حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَجُلَانِ مِنْ بَلِيٍّ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ أَسْلَمَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتُشْهِدَ أَحَدُهُمَا، وَأُخِّرَ الْآخَرُ سَنَةً، قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ: فَأُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَرَأَيْتُ الْمُؤَخَّرَ مِنْهُمَا، أُدْخِلَ قَبْلَ الشَّهِيدِ، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَأَصْبَحْتُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلَّى سِتَّةَ آلَافِ رَكْعَةٍ، أَوْ كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً صَلَاةَ السَّنَةِ؟

اس طرح یہ طرق متصل ہو جاتا ہے اور شعيب الأرنؤوط نے اس کو حسن کا درجہ دیا ہے-

راقم کہتا ہے یہ متن ابھی بھی منکر ہے کیونکہ جہاد عبادت میں افضل ہے اس کا درجہ ارکان سے بلند ہے- ارکان پر تو عمل تمام مسلمانوں کا ہے لیکن شہید کا درجہ ان مسلمانوں سے ہمیشہ بلند ہے- ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب ہمیشہ حدیث رسول نہیں ہوتا —وہ حدیث کعب الاحبار بھی ممکن ہے —امام مسلم نے کتاب التمیز میں لکھا ہے

کتاب **التمييز (ص /175)** کے مطابق امام مسلم نے **بسر بن سعيد كا قول** بیان کیا

حَدثنَا عبد الله بن عبد الرَّحْمَن الدَّارمِيّ ثَنَا مَرْوَان الدِّمَشْقِي عَن اللَّيْث بن سعد حَدثنِي بكير بن الاشج قَالَ قَالَ لنا بسر بن سعيد اتَّقوا الله وتحفظوا من الحَدِيث فوَاللَّه لقد رَأَيْتنَا نجالس أَبَا هُرَيْرَة فَيحدث عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَن كَعْب وَحَدِيث كَعْب عَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

بکیر بن الاشج نے کہا ہم سے بسر بن سعيد نے کہا : اللہ سے ڈرو اور حدیث میں حفاظت کرو- اللہ کی قسم ! ہم دیکھتے ابو ہریرہ کی مجالس میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے اور وہ (باتیں) کعب الاحبار (کی ہوتیں) اور ہم سے کعب الاحبار (کے اقوال) کو روایت کرتے جو حدیثیں رسول اللہ سے ہوتیں

جابر رضی اللہ عنہ کا ایک خواب

صحیح مسلم کی روایت پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ حَصِينٍ وَمَنْعَةٍ؟ – قَالَ: حِصْنٌ كَانَ لِدَوْسٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ – فَأَبَى ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِي ذَخَرَ اللهُ لِلْأَنْصَارِ، فَلَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ، هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ

قَوْمِهِ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ، فَمَرِضَ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ، فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ، فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ، فَرَآهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ، فَرَآهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ، وَرَآهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ: مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ؟ فَقَالَ: غَفَرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَا لِي أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ؟ قَالَ: قِيلَ لِي: لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ، فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اللهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ»

حَجَّاجٌ الصَّوَّافِ بصری روایت کرتے ہیں ابی زبیر سے وہ جابر رضی اللہ عنہ سے کہ طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (مکہ میں ہجرت سے پہلے) اور عرض کی کہ یارسول اللہ ! آپ ایک مضبوط قلعہ اور لشکر چاہتے ہیں؟ (اس قلعہ کے لیے کہا جو کہ جاہلیت کے زمانہ میں دوس کا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے قبول نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انصار کے حصے میں یہ بات لکھ دی تھی (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ان کی حمایت اور حفاظت میں رہیں گے) پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، تو سیدنا طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ پھر مدینہ کی ہوا ان کو ناموافق ہوئی (اور ان کے پیٹ میں عارضہ پیدا ہوا) تو وہ شخص جو سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا تھا، بیمار ہو گیا اور تکلیف کے مارے اس نے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے تو اس کے دونوں ہاتھوں سے خون بہنا شروع ہو گیا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ پھر سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور اس کی حالت اچھی تھی مگر اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے تھا۔ سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تیرے رب نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: ”مجھے اس لیے بخش دیا کہ میں نے اس کے پیغمبر کی طرف ہجرت کی تھی۔“ سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے دونوں ہاتھ چھپائے ہوئے ہے؟ وہ بولا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ ہم اس کو نہیں سنواریں گے جس کو تو نے خود بخود بگاڑا ہے۔ پھر یہ خواب سیدنا طفیل رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ ! اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی بخش دے جیسے تو نے اس کے سارے بدن پر کرم کیا ہے۔ (یعنی اس کے دونوں ہاتھوں کو بھی درست کر دے)۔“

اس روایت کے مطابق طفیل رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا اور اس نے بتایا کہ اس کی بخشش ہو گئی

اس کی سند میں ابی زبیر ہے جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے- محدثین کہتے ہیں ابو زبیر کی وہی روایت لینی چاہیے جو لیث بن سعد کی سند سے ہوں-امام مسلم نے اس اصول کو قبول نہیں کیا اور روایت کو صحیح سمجھا ہے جبکہ دیگر محدثین اس سے الگ کہتے ہیں، ان کے مطابق یہ روایت صحیح نہیں بنتی

کتاب جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از صلاح الدین العلائی (المتوفى : 761ھ-) کے مطابق

محمد بن مسلم أبو الزبير المكي مشهور بالتدليس قال سعيد بن أبي مريم ثنا الليث بن سعد قال جئت أبا الزبير فدفع لي كتابين فانقلبت بهما ثم قلت في نفسي لو أني عاودته فسألته اسمع هذا كله من جابر قال سألته فقال منه ما سمعت ومنه ما حدثت عنه فقلت له اعلم لي على ما سمعت منه فاعلم لي على هذا الذي عندي ولهذا توقف جماعة من الأئمة عن الاحتجاج بما لم يروه الليث عن أبي الزبير عن جابر وفي صحيح مسلم عدة أحاديث مما قال فيه أبو الزبير عن جابر وليست من طريق الليث وكأن مسلما رحمه الله اطلع على أنها مما رواه الليث عنه وإن لم يروها من طريقه والله أعلم

محمد بن مسلم إبو الزبیر المکی تدلیس کے لئے مشہور ہیں—سعید بن إبي مریم نے لیث بن سعد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں ابو الزبیر کے پاس گیا اس نے دو کتابیں دیں ان کو لے کر واپس آیا—پھر میں نے دل میں کہا جب اس کے پاس جاؤں گا تو اس سے پوچھوں گا کہ کیا یہ سب اس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا بھی ہے ؟ لیث نے ابو الزبیر سے (واپس جا کر) سوال کیا تو اس نے جواب میں کہا: اس میں ہے جو ان سے سنا اور وہ بھی جو میں نے ان سے روایت کر دیا ہے- میں (لیث) نے اس سے کہا: مجھے اس کا علم دو جو تم نے سنا ہو- پس اس نے صرف وہ بتایا اور یہ اب میرے پاس ہے-اس وجہ سے ائمہ (حدیث) کی جماعت نے اس (ابو الزبیر) سے دلیل نہیں لی سوائے اس کے کہ جو لیث کی سند سے ہو—اور صحیح مسلم میں اس کی چند روایات ہیں جس میں ابو الزبیر عن جابر کہا ہے جو لیث کی سند سے نہیں اور امام مسلم اس بات سے واقف تھے کہ اس کی لیث کی سند والی روایات کون سی ہیں، انہوں نے اس کو اس طرق سے روایت نہیں کیا اللہ اعلم

البانی نے ادب المفرد کی تعلیق میں اس کو ضعیف قرار دیا ہے

- حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكَ فِي حِصْنٍ وَمَنَعَةٍ، حِصْنِ دَوْسٍ؟ قَالَ: فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِمَا ذَخَرَ اللَّهُ لِلْأَنْصَارِ، فَهَاجَرَ الطُّفَيْلُ، وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَمَرِضَ الرَّجُلُ فَضَجِرَ - أَوْ كَلِمَةٌ شَبِيهَةٌ بِهَا - فَحَبَا إِلَى قَرْنٍ، فَأَخَذَ مِشْقَصًا

فَقَطَعَ وَدَجَيْهِ فَمَاتَ، فَرَآهُ الطُّفَيْلُ فِي الْمَنَامِ قَالَ: مَا فُعِلَ بِكَ؟ قَالَ: غُفِرَ لِي بِهِجْرَتِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا شَأْنُ يَدَيْكَ؟ قَالَ: فَقِيلَ: إِنَّا لَا نُصْلِحُ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ مِنْ يَدَيْكَ، قَالَ: فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ» ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ

[قال الشيخ الألباني] : ضعيف

اور مختصر صحیح مسلم از منذری ص ۳۴۵ میں البانی نے لکھا جس کا ذکر راقم نے بھی کیا ہے

والحديث من رواية أبي الزبير عن جابر: وأبو الزبير مدلس، وقد عنعنه، وقد تقرر عند أهل المعرفة بهذا العلم الشريف ترك الاحتجاج بحديثه المعنعن، إلا ما كان من رواية الليث بن سعد عنه، فإنه لم يأخذ عنه إلا ما ذكر له السماع فيه، ولهذا قال الذهبي في ترجمته من "الميزان":

وفي " صحيح مسلم" أحاديث مما لم يوضح فيها أبو الزبير السماع عن جابر، ولا هي من طريق الليث عنه، ففي القلب منها شيء.

اور یہ حدیث ابو زبیر کی جابر سے روایت ہے -ابو زبیر مدلس ہے اور اس میں عنعنہ ہے اور اس اقرار اہل معرفت نے کیا اس اس علم شریف میں کہ معنعن روایت سے دلیل لینا ترک کیا گیا ہے سوائے اس کے کہ جو لیث کی ابو جابر کی سند سے ہوں -پس اس کو نہیں لیا جاتا الا یہ کہہ سماع کی تصریح ہو اور اس وجہ سے میزان میں الذھبی نے لکھا ہے اور صحیح مسلم میں بعض احادیث ہیں جن میں ابو زبیر کا سماع جابر سے واضح نہیں ہے اور نہ ہی وہ لیث کے طرق سے ہیں لہذا اس بنا پر دل میں ان پر کچھ رہتا ہے

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خواب یا کشف

موطا امام مالک کے بعض نسخوں میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت ایک بیٹی کا ذکر کیا

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: " وَاللَّهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي مِنْكِ، وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكِ، وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا، فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ. وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ، وَإِنَّمَا هُمَا

أَخَوَاكِ، وَأُخْتَاكِ، فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ، وَاللَّهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ، إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ، فَمَنِ الْأُخْرَى؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ، أُرَاهَا جَارِيَةً

ابو بکر نے کہا ... اس مال کو کتاب اللہ کے مطابق اپنے بھائیوں اور بہنوں میں تقسیم کر دینا- عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابا جان ... یہ بہن تو اسماء ہے تو دوسری کون ہیں؟ ابو بکر نے کہا خارجہ کی بیٹی کے پیٹ میں- ابو بکر اس کو بچی دیکھتے تھے

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ایک عورت حَبِيبَةَ (بِنْتِ خَارِجَةَ) بْنِ زَيْدِ بْنِ أَبِي زُهَيْرِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ اس وقت حاملہ تھی اور ابو بکر کے دل میں تھا کہ ان کے ہاں اب کوئی بیٹی پیدا ہو گی [4]- ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا ذکر زرقانی نے شرح الموطا میں کیا اور لکھا

قَالَ ابْنُ مُزَيْنٍ: قَالَ بَعْضُ فُقَهَائِنَا وَذَلِكَ لِرُؤْيَا رَآهَا أَبُو بَكْرٍ

ابْنُ مُزَيْنٍ نے کہا ہمارے بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ یہ خواب میں ابو بکر کو دکھایا گیا

البانی الہام پر ایک سوال کے جواب میں اس قصہ کو دلیل بنا کر کہتے ہیں

من هذا القبيل ما رواه الإمام مالك في "الموطأ" بالسند الصحيح أنه عن أبي بكر الصديق أنه قال: لابنته عائشة في أرض تتعلق بإرث أولاد أبي بكر رضي الله عنه، قال فيما أذكر الآن: أنه هذه لأختك والأخت هي كانت لا تزال جنيناً في بطن زوج أبي بكر الصديق، قالت: وأين أختي؟ قالت: هي التي في بطن فلانة، وفعلاً رزقت بنتاً فكانت ترث مع أختها تلك الأرض بوصية من أبي بكر الصديق .. في هذا الإلهام وهذه القصة في «الموطأ» وبالسند الصحيح الذي لا إشكال فيه؛ لأنه في الموطأ يوجد روايات

4

حَبِيبَةَ (بِنْتِ خَارِجَةَ) بْنِ زَيْدِ بْنِ أَبِي زُهَيْرِ بْنِ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ الْخَزْرَجِيِّ شروع میں سعد بن الربیع بن عمرو بن أَبِي زُهَيْرِ بْنِ مَالِكِ کی بیوی تھیں - سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت جنگ احد میں ہوئی- طبقات ابن سعد کے مطابق تَزَوَّجَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ فَوَلَدَتْ لَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ ابو بکر نے ان سے شادی کی اور ام کلثوم نام کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کی شادی طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ سے ہوئی جن کی شہادت جنگ جمل میں ہوئی اور ام کلثوم نے مکہ میں عدت گزاری

مقطوعات وبلاغات كثير منها لا يصح وإن كانت موصولة بعضها في كتب أخرى، أما هذه القصة فهي صحيحة.

بحوالہ موسوعة العلامة الإمام مجدد العصر محمد ناصر الدين الألباني

البانی کے بقول یہ ابو بکر کو الہام ہوا اور غیر نبی کو الہام کی دلیل ہوا۔

الاصل از امام محمد کتاب الهبة میں ہے

محمد عن أبي يوسف عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها - أنها قالت نَحَلَني أبو بكر جُذَاذَ عشرين وسقاً من ماله بالعالية، فلما حضره الموت حمد الله تعالى وأثنى عليه وقال: يا بنية، إن أحب الناس إلي غنى أنت وأعزهم علي فقراً أنت، وإني كنت نحلتك جذاذ عشرين وسقاً من مالي بالعالية، وإنك لم تكوني قبضتيه، وإنما هو مال الوارث، وإنما هما أخواك وأختاك، قالت: فقلت: إنما هي أم عبد الله، تعني أسماء، فقال: إنه قد ألقي في نفسي بأن ذا بَطْنِ ابنةِ خارجةَ جاريةٌ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا فرمایا بیٹی ... یہ مال وارثوں کا ہے یہ تمہاری بہنوں اور تمہارے بھائیوں کا ہے میں نے کہا یعنی ام عبد اللہ اسماء ؟ ابو بکر نے کہا : (نہیں) میرے دل میں القا ہوا ہے کہ (میری ایک بیٹی) خارجہ کی بیٹی (یعنی) کے بطن میں بچی ہے

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے دل میں ڈالا گیا ہے۔ اس کو اردو میں چھٹی حس کہا جاتا ہے اور اس کا درجہ کشف کا نہیں ہے۔

باب ۱۰: انبیاء کے قبل نبوت خواب

قرآن و حدیث میں انبیاء کے قبل نبوت سچے خوابوں کا ذکر موجود ہے –ان خوابوں کے بارے میں جو رہنمائی ملتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ یہ خواب سچے تھے لیکن یہ الوحی کی مد میں سے نہیں تھے

قبل نبوت - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب

صحیح بخاری کی آغاز الوحی والی روایت میں ذکر ہے کہ نبی پر اس امر نبوت کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا –آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو دیکھتے دوسرے دن پورا ہو جاتا –اس کیفیت نے آپ کو دنیا سے بے رغبت کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحنث پہاڑ پر جا کر کرنا شروع کر دیا-

صحیح بخاری حدیث ۳ ہے اس میں الوحی کا لفظ ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ المُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ

عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب الوحی شروع ہوئی تو نیند میں سچے خواب دیکھے

صحیح بخاری ح ۶۹۸۲ میں الوحی کا لفظ ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح وحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ

عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب الوحی شروع ہوئی تو نیند میں سچے خواب دیکھے

صحیح بخاری ح ۴۹۵۵ میں اسی سند سے الوحی کا لفظ نہیں ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: " أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو نیند میں سچے خواب دیکھے

صحیح بخاری ۴۹۵۳ میں ہے اس میں الوحی کا لفظ نہیں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْوَانَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ بْنِ أَبِي رِزْمَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ سَلْمَوَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ،

عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو نیند میں سچے خواب دیکھے

ان تمام سندوں اور مختصر متن سے ظاہر ہے کہ کوئی راوی الوحی کے لفظ کو خود کم کر دیتا ہے یا بڑھا دیتا ہے

یہ ایک ہی سند ہے اصلا تو امام زہری کی روایت ہے ۔ صحیح میں پانچ مقام پر اسی سند سے ہے اور متن میں ایک لفظ بدل رہا ہے- الفاظ میں الوحی کا اضافہ ہو جاتا ہے-

الوحی کا لفظ اس میں اضافہ ہے جو دیگر مقام پر انہی اسناد سے نہیں آ رہا- لہذا جو بات صحیح ہے وہ یہ کہ ام المومنین نے کہا کہ شروع میں نبی نے صرف سچے خواب دیکھے - انہوں نے الوحی کا ذکر کیا یہ راویوں کا اپنا اضافہ ہے

کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر میں اس واقعہ کی دوسرے صحابی سے بھی تفصیل ہے وہ بھی اس کو الوحی کا آغاز نہیں کہتے

وَرُوِّينَا عَنْ أَبِي بِشْرٍ الدَّوْلابِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُو قُرَّةَ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عِيسَى بْنِ تَلِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَلَةَ عَنْ أَبِي الطَّاهِرِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم أَنَّهُ كَانَ مِنْ بَدْءِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ رُؤْيَا،

جس وقت سچے خواب آ رہے تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لا علم تھے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے-

متن کی تاویل

ہم ان روایات کی تاویل کریں گے کہ راوی کا الوحی کا اضافہ کرنے سے مراد النُّبُوَّةَ یعنی خبر ملنا ہے۔ ابھی اس النبوہ کی کیفیت وہی ہے جو ایک عام مومن کی ہوتی ہے جس کا حدیث میں ذکر ہے

حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب عن الزهري حدثني سعيد بن المسيب أن أبا هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لم يبق من النبوة إلا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤيا الصالحة

صحیح بخاری ٦٥٨٩

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا النبوہ میں کچھ باقی نہیں سوائے مبشرات کے جو اچھے خواب ہیں

اس کی تائید سیرت ابن ہشام سے ہوتی ہے جس میں ہے

قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ: فَذَكَرَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ: أَنَّ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِه رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ النُّبُوَّةِ، حِينَ أَرَادَ اللَّهُ كَرَامَتَهُ وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ، الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ،

امام زہری نے کہا عروہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا النبوہ میں رسول اللہ پر سب سے پہلے جب اللہ تعالی نے ان پر رحم و کرامت کا ارادہ کیا تو سچے خوابوں سے کیا

یہ آغاز الوحی والی روایت ہی ہے فرق ہے تو الوحی کو النبوہ سے بدلا گیا ہے اور النبوہ سے مراد صرف سچی خبر ہے

متن میں مدرج جملے

فتح الباری میں ابن حجر نے اس پر لکھا ہے کہ اس روایت شروع میں التحنث کا ذکر راوی کا ادراج ہے

قَالَ وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ هَذَا ظَاهِرٌ فِي الْإِدْرَاجِ إِذْ لَوْ كَانَ مِنْ بَقِيَّةِ كَلَامِ عَائِشَةَ لَجَاءَ فِيهِ قَالَتْ وَهُوَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ عُرْوَةَ أَوْ مَنْ دُونَهُ

راقم کے نزدیک شروع کے جملوں میں الفاظ مدرج ہیں – زہری نے عروہ سے جو سنا اس میں اپنا فہم ملا دیا ہے

ایسا مرویات زہری میں مسئلہ رہا ہے کہ اصل متن کیا تھا معلوم نہیں ہو پاتا

الوحی کا آغاز

الوحی کا آغاز اقراء سے ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے رب کا حکم آنے لگا۔اس کے بعد تمام خواب الوحی ہیں۔اس سے قبل جو خواب تھے وہ الوحی نہیں تھے کیونکہ اس میں صرف جو دیکھا وہ پورا ہو رہا تھا کسی تبلیغ کا حکم نہیں تھا نہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ وہ نبی بننے والے ہیں

قرآن میں سورہ شوری آیت ۵۳ میں ہے

وكذلك أوحينا إليك روحا من أمرنا ما كنت تدري ما الكتاب ولا الإيمان

اور اسی طرح ہم نے تم پر اپنے حکم سے الوحی کیا—تم نہیں جانتے تھے کتاب کیا ہے۔ایمان کیا ہے

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے خواب دیکھ رہے تھے یہ ہی وہ وقت تھا جب آپ کو نہ کتاب کا معلوم تھا نہ ایمان کا معلوم تھا لہذا اس وقت آپ نبی نہیں تھے۔اگر جانتے ہوتے تو جبریل کی آمد کے منتظر ہوتے۔ان کو دیکھ کر گھبراتے نہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کتاب اللہ کا علم تھا نہ ایمان کا، الوحی کے آنے سے پہلے اور یہ باتیں انبیاء کو فرشتے بناتے ہیں۔کیا خواب میں ایمان کامل کا معلوم ہو سکتا ہے؟ خواب اس وقت الوحی بنتا ہے جب انبیاء—انبیاء بن چکے ہوتے ہیں

اگر ہم مان لیں کہ رسول اللہ پر خوابی الوحی سب سے پہلے آئی تو اس کا دور کب شروع ہوا؟ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔بعض علماء نے اسی متن سے دلیل لی ہے کہ رسول اللہ پیدائشی نبی تھے۔ہم کو معلوم ہے کہ الوحی تین طرح اتی ہے

ترجمہ: اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے بات کرے۔سوائے اس کے کہ وہ وحی کے ذریعے ہو، یا پردے کے پیچھے سے، یا پھر وہ کوئی پیغام لانے والا (فرشتہ) بھیج دے، اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچا دے۔یقیناوہ بہت اونچی شان والا بڑی حکمت کا مالک ہے۔

اور سچا خواب مومن بھی دیکھتا ہے اور نبی بھی لیکن چونکہ نبی بننے کے بعد انبیاء کا دل نہیں سوتا ان کا خواب الوحی کی قسم میں سے ہے جبکہ ایک عام شخص کا خواب سچا تو ہو سکتا ہے لیکن الوحی ہر گز نہیں۔

کیا التحنث سنت ہے ؟

اگر آمد جبریل سے قبل خواب میں رسول اللہ پر الوحی آ رہی تھی تو یہ ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ایمان کے مندرجات (مثلا فرشتوں پر غیب پر ایمان) کو جانتے تھے (لیکن اس کی تبلیغ نہیں کرتے تھے) تو پھر فرشتہ دیکھ کر گھبرائے کیوں ؟-اگر آمد جبریل سے قبل کے خوابوں کو الوحی مان لیں تو یہ بھی ماننا ہو گا کہ جبریل کی آمد سے قبل ہی رسول اللہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ ایمان کیا ہے اور کتاب کیا ہے- سوال ہے تو پھر وہ التحنث کیوں کر رہے تھے ؟ کیا دین میں اس عبادت کی کوئی دلیل موجود ہے کہ رہبان کی طرح پہاڑ پر جا کر بیٹھ جاؤ؟اسلام میں تو گھر والوں کو چھوڑ کر پہاڑ پر جا کر بیٹھ جانے کا حکم نہیں ہے-اللہ نے رہبانیت کو نصرانی بدعت قرار دیا ہے- عرب کے حنفاء کو یہ چیز انہی سے ملی تھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی اور آپ نے بھی مراقبہ غار میں کیا- پہاڑ پر جا کر بیٹھ جانا وہاں مراقبہ یا التحنث کرنا، یہ عمل نبی بننے سے پہلے کا تھا اسی لیے ہمارے لئے دلیل نہیں ہے –اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آمد جبریل سے قبل سے نبی سمجھیں گے تو التحنث سنت ہوا– گھر والوں کو چھوڑ کر پہاڑ پر جا کر بیٹھ جانا دلیل ہوا

نبوت سے قبل نیند میں معراج ہونا

صحیح بخاری کی کتاب التوحید کی ایک روایت میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ، يَقُولُ: "لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ: أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ، فَقَالَ: أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ، فَقَالَ: آخِرُهُمْ خُذُوا خَيْرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيْلَةً أُخْرَى فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَيْنُهُ، وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذَلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوهُ فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ، فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَيْنَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ، فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ حَتَّى أَنْقَى جَوْفَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ مَحْشُوًّا إِيمَانًا وَحِكْمَةً، فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ يَعْنِي عُرُوقَ حَلْقِهِ ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَضَرَبَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِهَا، فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ مَنْ هَذَا، فَقَالَ جِبْرِيلُ: قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ ؟، قَالَ:

مَعِيَ مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: فَمَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ آدَمُ، وَقَالَ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا بِابْنِي نِعْمَ الِابْنُ أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَيْنِ يَطَّرِدَانِ، فَقَالَ: مَا هَذَانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ ؟، قَالَ: هَذَا النِّيلُ وَالْفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا، ثُمَّ مَضَى بِهِ فِي السَّمَاءِ، فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ، فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ أَذْفَرُ، قَالَ: مَا هَذَا يَا جِبْرِيلُ ؟، قَالَ: هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الْأُولَى مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِيلُ: قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ ؟، قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ ؟، قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: مَرْحَبًا بِهِ وَأَهْلًا، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، وَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُم عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَقَالُوا: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ: مِثْلَ ذَلِكَ كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ، فَأَوْعَيْتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ فِي الثَّانِيَةِ، وَهَارُونَ فِي الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ فِي الْخَامِسَةِ، لَمْ أَحْفَظْ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ، بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللَّهِ، فَقَالَ مُوسَى: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى، فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ: مَاذَا عَهِدَ إِلَيْكَ رَبُّكَ، قَالَ: عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ، فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِيلُ، أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ: "يَا رَبِّ، خَفِّفْ عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوسَى، فَاحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الْخَمْسِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، وَاللَّهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنَى مِنْ هَذَا، فَضَعُفُوا، فَتَرَكُوهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا وَقُلُوبًا وَأَبْدَانًا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا، فَارْجِعْ، فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِيلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: يَا رَبِّ، إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ، فَخَفِّفْ عَنَّا، فَقَالَ الْجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ،

قَالَ: إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُهُ عَلَيْكَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الْكِتَابِ وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيْكَ، فَرَجَعَ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: كَيْفَ فَعَلْتَ ؟، فَقَالَ: خَفَّفَ عَنَّا أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، قَالَ مُوسَى: قَدْ وَاللَّهِ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ، فَتَرَكُوهُ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مُوسَى، قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللَّهِ، قَالَ: وَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے . شریک بن عبداللہ بن ابی نمر نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے وہ واقعہ بیان کیا جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج کے لیے لے جایا گیا کہ وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس فرشتے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں سوئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا کہ وہ ان میں سب سے بہتر ہیں تیسرے نے کہا کہ ان میں جو سب سے بہتر ہیں انہیں لے لو۔ اس رات کو بس اتنا ہی واقعہ پیش آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جب کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں۔ لیکن دل نہیں سو رہا تھا۔ انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کے دل نہیں سوتے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے بات نہیں کی۔ بلکہ آپ کو اٹھا کر زمزم کے کنویں کے پاس لائے۔ یہاں جبرائیل علیہ السلام نے آپ کا کام سنبھالا اور آپ کے گلے سے دل کے نیچے تک سینہ چاک کیا اور سینے اور پیٹ کو پاک کر کے زمزم کے پانی سے اسے اپنے ہاتھ سے دھویا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا ایک برتن ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ اس سے آپ کے سینے اور حلق کی رگوں کو سیا اور اسے برابر کر دیا۔ پھر آپ کو لے کر آسمان دنیا پر چڑھے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی۔ آسمان والوں نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبرائیل انہوں نے پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ آسمان والوں نے کہا خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ آسمان والے اس سے خوش ہوئے۔ ان میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ

تعالیٰ زمین میں کیا کرنا چاہتا ہے جب تک وہ انہیں بتا نہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام کو پایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ آپ کے بزرگ ترین دادا آدم ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا۔ کہا کہ خوب اچھے آئے اور اپنے ہی لوگوں میں آئے ہو۔ مبارک ہو اپنے بیٹے کو، آپ کیا ہی اچھے بیٹے ہیں۔ آپ نے آسمان دنیا میں دو نہریں دیکھیں جو بہہ رہی تھیں۔ پوچھا اے جبرائیل! یہ نہریں کیسی ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ نیل اور فرات کا منبع ہے۔ پھر آپ آسمان پر اور چلے تو دیکھا کہ ایک دوسری نہر ہے جس کے اوپر موتی اور زبرجد کا محل ہے۔ اس پر اپنا ہاتھ مارا تو وہ مشک ہے۔ پوچھا: جبرائیل! یہ کیا ہے؟ جواب دیا کہ یہ کوثر ہے جسے اللہ نے آپ کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ پھر آپ دوسرے آسمان پر چڑھے۔ فرشتوں نے یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے آسمان پر کیا تھا۔ کون ہیں؟ کہا: جبرائیل۔ پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ فرشتے بولے انہیں مرحبا اور بشارت ہو۔ پھر آپ کو لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا جو پہلے اور دوسرے آسمان پر کیا تھا۔ پھر چوتھے آسمان پر لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر پانچویں آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا پھر چھٹے آسمان پر آپ کو لے کر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ پھر آپ کو لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے اور یہاں بھی وہی سوال کیا۔ ہر آسمان پر انبیاء ہیں جن کے نام آپ نے لیے۔ مجھے یہ یاد ہے کہ ادریس علیہ السلام دوسرے آسمان پر، ہارون علیہ السلام چوتھے آسمان پر، اور دوسرے نبی پانچویں آسمان پر۔ جن کے نام مجھے یاد نہیں اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور موسیٰ علیہ السلام ساتویں آسمان پر۔ یہ انہیں اللہ تعالیٰ نے شرف ہم کلامی کی وجہ سے فضیلت ملی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میرے رب! میرا خیال نہیں تھا کہ کسی کو مجھ سے بڑھایا جائے گا۔ <u>پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور اور جبار اللہ تبارک وتعالیٰ (دنا) قریب ہوئے اور (تدلی) معلق ہو گئے جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی کم۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی</u>۔ پھر آپ اترے اور جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور پوچھا: اے محمد! آپ کے رب نے آپ سے کیا عہد لیا ہے؟ فرمایا کہ میرے رب نے مجھ سے دن اور رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کی امت میں اس کی طاقت نہیں۔ واپس جائیے اور اپنی اور اپنی امت کی طرف سے کمی کی درخواست کیجئے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے بھی اشارہ کیا کہ ہاں اگر چاہیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ آپ پھر انہیں لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنے مقام پر کھڑے ہو کر عرض کیا: اے رب! ہم سے کمی کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دس نمازوں کی کمی کر دی۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو روکا۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کو اسی طرح برابر اللہ رب العزت کے پاس واپس کرتے رہے۔ یہاں تک کہ پانچ نمازیں ہو گئیں۔ پانچ نمازوں پر بھی انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور کہا: اے محمد! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل کا تجربہ اس سے کم پر کیا ہے وہ ناتواں ثابت ہوئے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور کان ہر اعتبار سے کمزور ہے، آپ واپس جائیے اور اللہ رب العزت اس میں بھی کمی کر دے گا۔ ہر مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوتے تھے تاکہ ان سے مشورہ لیں اور جبرائیل علیہ السلام اسے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ جب وہ آپ کو پانچویں مرتبہ بھی لے گئے تو عرض کیا: اے میرے رب! میری امت جسم، دل، نگاہ اور بند ہر حیثیت سے کمزور ہے، پس ہم سے اور کمی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کہ وہ قول میرے یہاں بدلا نہیں جاتا جیسا کہ میں نے تم پر ام الکتاب میں فرض کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے پس یہ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں لیکن تم پر فرض پانچ ہی ہیں۔ چنانچہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے اور انہوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ آپ نے کہا کہ ہم سے یہ تخفیف کی کہ ہر نیکی کے بدلے دس کا ثواب ملے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بنی اسرائیل کو اس سے کم پر آزمایا ہے اور انہوں نے چھوڑ دیا۔ پس آپ واپس جائیے اور مزید کمی کرائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کہا: اے موسیٰ، واللہ! مجھے اپنے رب سے اب شرم آتی ہے کیونکہ بار بار آ جا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پھر اللہ کا نام لے کر اتر جاؤ۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسجد الحرام میں تھے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام ہی میں تھے کہ جاگ اٹھے، جاگ اٹھنے سے یہ مراد ہے کہ وہ حالت معراج کی جاتی رہی اور آپ اپنی حالت میں آ گئے۔

صحیح بخاری کتاب التوحید میں امام بخاری نے شریک بن عبد اللہ کی سند سے روایت لا کر اپنا موقف بتایا ہے کہ سورہ نجم کی آیات میں قاب قوسین سے قرب انے سے مراد اللہ تعالی کا ذکر ہے

ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذَلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللَّهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيْهِ خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ

۔ پھر جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر اس سے بھی اوپر گئے جس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں یہاں تک کہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ پر لے کر آئے اور جبار اللہ تبارک وتعالیٰ (دنا) قریب ہوئے اور (تدلی) معلق ہو گئے جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔ پھر اللہ نے اور دوسری باتوں کے ساتھ آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازوں کی وحی کی

راقم کہتا ہے امام بخاری سے غلطی ہوئی ان کا اس روایت کو صحیح سمجھنا غلط ہے- البانی کا قول ہے

لكن هذه الجملة من جملة ما أُنكر على شريك هذا مما تفرد به عن جماهير الثقات الذين رووا حديث المعراج، ولم ينسبوا الدنو والتدلي لله تبارك وتعالى

لیکن یہ وہ جملہ ہے جس کی وجہ سے شریک کی حدیث کا انکار کیا جاتا ہے کہ جمہور ثقات کے مقابلے میں شریک کا اس حدیث معراج میں تفرد ہے اور دنو (نیچے انے) اور تدلی (معلق ہونے) کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جاتی

سورہ النجم میں ہے

اسے پوری طاقت والے نے سکھایا ہے (5) جو زور آور ہے پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا (6

اور وہ بلند آسمان کے کناروں پر تھا (7

پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا (8

پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم (9

پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی (10

دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا (11

کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں (12) اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا (13) (14) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس

اسی کے پاس جنۃ الماویٰ ہے (15

جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی (16

نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی (17

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں (18

صحیح بخاری کی اس روایت کی سند میں شریک بن عبد اللہ اصل میں شَرِیک بن عَبد اللّٰہِ بن اِبِی نمر القرشی اِبُو عَبد اللّٰہِ المدنی ہے - مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقہاء الأقطار میں ابن حبان کہتے ہیں

وكان ربما يهم في الشئ بعد الشئ

اس کو بات بات پر وہم ہوتا ہے

دیوان الضعفاء والمتروکین میں الذھبی لکھتے ہیں

شريك بن عبد الله بن أبي نمر: قال يحيى، والنسائي: ليس بقوي

ابن حجر نے فتح الباری میں اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے

قلت احْتج بِهِ الْجَمَاعَة إِلَّا أَن فِي رِوَايَته عَن أنس لحَدِيث الْإِسْرَاء مَوَاضِع شَاذَّة

میں کہتا ہوں اس سے ایک جماعت نے دلیل لی ہے سوائے اس کی انس سے معراج والی حدیث کی روایت جس میں شاذ مواد ہے

اس کے علاوہ فتح الباری میں بعض مقام پر اس کا ذکر اس طرح کیا

"الفتح". "مختلف فيه". (11/ 341). "الفتح" "فيه مقال". (13/ 485).

اس پر کلام ہے .... مختلف فیہ ہے

شرح الزرقانی از محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری الأزہری میں ہے

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ: إِذَا رَوَى عَنْهُ ثِقَةٌ فَلَا بَأْسَ بِرِوَايَاتِهِ، وَقَدِ احْتَجَّ بِهِ الْأَئِمَّةُ السِّتَّةُ إِلَّا أَنَّ فِي رِوَايَتِهِ لِحَدِيثِ الْإِسْرَاءِ مَوَاضِعَ شَاذَّةً

ابن عدی نے کہا اگر اس ثقہ روایت کرے تو برائی نہیں ہے اور اس سے ائمہ کتب ستہ نے دلیل لی ہے سوائے اس کی ایک معراج والی شاذ حدیث کے

شَرِيكُ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ نے اس روایت میں دعوی کیا کہ معراج ایک خواب تھا جو نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے

لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الكَعْبَةِ: جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ، قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ، وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الحَرَامِ

جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی وہ مسجد کعبہ میں تھے... قبل اس کے ان پر الوحی ہوئی

کتاب التوشیح شرح الجامع الصحیح از السیوطی کے مطابق

فمما أنكر عليه فيه قوله: ''قبل أن يوحى إليه''، فإن الإجماع على أنه كان من النبوة، وأجيب عنه بأن الإسراء وقع مرتين، مرة في المنام قبل البعثة وهي رواية شريك، ومرة في اليقظة بعدها

شریک کی روایت کا جو انکار کیا گیا ہے اس میں یہ قول ہے کہ یہ الوحی کی آمد سے پہلے ہوا پس اجماع ہے کہ معراج نبوت میں ہوئی اور اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ دو بار ہوئی ایک دفعہ نیند میں بعثت سے پہلے اور دوسری بار جاگتے ہیں

راقم کہتا ہے یہ بات عقل سے عاری ہے-روایت صحیح نہیں لیکن زبر دستی اس کو صحیح قرار دیا جا رہا ہے

انبیاء کو قبل حکم رسالت الوحی نہیں ہوئی

یوسف علیہ السلام کا خواب

سورہ یوسف میں بیان ہوا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا

قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ

اے میرے والد! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے دیکھا وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں

یعقوب علیہ السلام نے اس خواب کو سننے کے بعد یہ نہیں کہا کہ ہماری شریعت میں سجدہ جائز ہے یہ کوئی خاص چیز نہیں بلکہ آپ علیہ السلام نے اندازہ لگا لیا کہ اللہ کی طرف سے یوسف کی توقیر ہونے والی ہے. یعقوب علیہ السلام نے خواب چھپانے کا حکم دیا

قَالَ يَا بُنَيِّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُبِينٌ

کہا اے بیٹے اس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کرنا ورنہ وہ تمھارے خلاف سازش کریں گے بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے

پھر یوسف کو ان کے بھائیوں نے کنویں میں پھینکا وہاں سے اللہ نے مصر پہنچایا اور اللہ نے عزیز مصر کا وزیر بنوایا پھر قحط پڑنے کی وجہ سے بھائیوں کو مصر آنا پڑا اور بلاخر ایک وقت آیا کہ خواب سچ ہوا

رَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّواْ لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هـَذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا

اور احترام سے بٹھایا اس نے اپنے والدین کو تخت پر اور جھک گئے سب اس کے لئے سجدے میں۔ (اس وقت) یُوسف نے کہا: ابّا جان! یہ ہے تعبیر میرے خواب کی (جو میں نے دیکھا تھا) پہلے۔ کر دکھایا ہے اسے میرے رب نے سچّا

اس خواب کی بابت بعض لوگوں نے بلا دلیل موقف اختیار کر لیا ہے کہ یہ خواب دیکھنا ہی یوسف کی نبوت کا آغاز تھا- یہ موقف اس لئے اپنایا گیا کہ کسی طرح اس سجدہ کو حکم الہی قرار دیا جائے جو سورت میں بیان ہوا کہ اولاد یعقوب سے یوسف کے حوالے سے ہوا- بعض نے اس سجدے کو اللہ تعالی کو سجدہ قرار دیا جبکہ آیت میں ضمیر الہا یوسف کی طرف ہے نہ کہ اللہ تعالی کی طرف- راقم کا موقف ہے کہ یہ سجدہ انحنا تھا یعنی صرف شر مندگی میں جھکنا تھا نہ کہ معروف نماز کا اصطلاحی سجدہ- یاد رہے کہ سجد کا لفظ قریش کی عربی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب زمین کی طرف لپکنا ہے-جب ان کے بھائی مصر کے دربار میں پہنچے تو یوسف کے بھائی شرم و ندامت سے جھک گئے اور اس طرح وہ خواب حق ہو گیا جو دیکھا تھا–یہ سجدہ تعظیمی نہ تھا یہ صرف زمین کی طرف جھکنا تھا جس کو الانحناء بھی کہا جاتا ہے- یوسف علیہ السلام نے جب یہ دیکھا تو فرمایا

وَقَالَ يَا أَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا ۖ

اے باپ یہ میرے پچھلے خواب کی تاویل تھی (آج) میرے رب نے اس کو حق کر دیا

یوسف کا خواب الوحی نہیں تھا

اس پر دلیل یہ ہے کہ انبیاء پر تو لازم ہے کہ جو الوحی ہو اس کو ببانگ دھل بیان کریں واللہ یعصمک من الناس اللہ ان کو لوگوں سے بچائے گا

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اے رسول پھیلا دو جو تمہارے رب نے تم پر نازل کیا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسالت کو نہیں ادا کیا اور بے شک اللہ لوگوں سے بچائے گا

سورہ المائدہ ۶۷ میں

جس کو علم کی بات معلوم ہو اور اس کو چھپا دے اس کو اگ کا طوق ڈالا جائے گا حدیث

ان فرمودات کی روشنی میں واضح ہے کہ یعقوب نے اس کو اپنے غیر نبی بیٹے یوسف کا سچا خواب سمجھا جس کو ابھی نبوت نہیں ملی لیکن عنقریب اس پر نعمت تمام ہو گی اور وہ نبی بن جائے گا- یوسف علیہ السلام کا یہ خواب اسی طرح سچی خبر تھا جس طرح ایک عام مومن بندے کو سچا خواب اتا ہے جو پورا ہوتا ہے- یعقوب اس وقت نبی تھے انہوں نے جو کہا اس میں اس کا کہیں اثبات نہیں ہے کہ تم اے یوسف نبی بن چکے ہو بلکہ ان کے نزدیک ابھی یوسف پر اتمام نعمت نہیں ہوا تھا- نبی بننا ہی سب سے بڑی نعمت ہے جو یوسف کو اس وقت نہیں ملی تھی

کوئی بھی خواب دیکھ کر عام مومن نہیں کہہ سکتا ایسا ہو گا لیکن اگر وہ عام مومن اپنا خواب نبی پر پیش کرے تو وہ نبی اس کی تاویل کر سکتا ہے- یوسف (علیہ السلام) جب غیر نبی تھے تو انہوں نے اپنا خواب نبی یعقوب (علیہ السلام) پر پیش کیا- یعقوب علیہ السلام نے تاویل کی[5]- یعقوب کو بھی اس خواب کی مکمل تفصیل الوحی سے نہیں پتا چلی تھی کہ یوسف بچھڑ جائیں گے اور یہ سب مصر میں ہو گا- انبیاء جب تاویل کرتے ہیں تو وہ ان کو اشارات پر کرتے ہیں اس پر الوحی نہیں اتی کیونکہ تاویل ایک علم ہے جو سکھا دیا جاتا ہے اس کا استعمال کر کے انبیاء خواب کی تعبیر کرتے ہیں—دوسری طرف الوحی ہے جو کب آئے کی خود انبیاء کو بھی علم نہیں ہوتا-

یوسف علیہ السلام کے تمثیلی خواب کو اگر ہم وحی مان لیں تو ثابت ہو جائے گا کہ انبیاء نے جو تمثیلی خواب دیکھے ان کو اس کا مطلب خود بھی نہیں پتا تھا جو ممکن نہیں کہ ایک نبی کو خواب دکھایا جائے لیکن وہ اس خواب کی تاویل کو سمجھ ہی نہ پائے- لہذا ثابت یہی ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام اس خواب کے آنے کے وقت نبی

---

[5] راقم کا مقصد تاویل سے تعبیر نہیں ہے - تاویل سے یہاں مراد تبصرہ ہے

نہیں عام بشر تھے - یوسف علیہ السلام کے خواب پر یعقوب علیہ السلام نے پیغمبرانہ تبصرہ کیا اور تبصرہ بھی انبیاء کر سکتے ہیں اور دعا بھی دے سکتے ہیں- یعقوب علیہ السلام کے تبصرے میں الفاظ محض دعا جیسے کلمات ہیں –

یعقوب علیہ السلام اصل میں اس وعدہ الٰہی کی بنیاد پر تبصرہ کر رہے ہیں جو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا

وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ

سوره بقره ١٢٤

جب تمھارے رب نے ابراھیم کی آزمائش کلمات (احکام) سے کی، تو اس نے ان کو پورا کیا – کہا میں نے تجھ کو انسانوں پر امام کیا بولا اور میری اولاد ؟ کہا میرا وعدہ ظالموں کے لئے نہیں

یوسف علیہ السلام کا خواب سن کر یعقوب علیہ السلام کی بات اسی وعدہ کی عملی شکل کا ذکر ہے کہ اب ابراہیم کے بعد اللہ تعالی یوسف کو امام بنا رہا ہے-فرمایا

(سورہ یوسف، آیت 6)

اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں منتخب کرے گا، اور تمہیں تمام باتوں کا صحیح مطلب نکالنا سکھائے گا اور تم پر اور یعقوب کی اولاد پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسے اس نے اس سے پہلے تمہارے ماں باپ پر اور ابراہیم اور اسحاق پر پوری کی تھی۔ یقینا تمہارا پروردگار علم والا اور حکمت والا ہے۔

قرآن میں اسی سورہ یوسف میں موجود ہے کہ ایک مشرک بادشاہ اور قیدی خواب دیکھتے ہیں لیکن ان کو خواب یاد رہتا ہے تو ایک مومن کو بھی اس کا خواب یاد رہ سکتا ہے - یوسف علیہ السلام نے تمثیلی خواب غیر نبی کی حیثیت میں دیکھا اور ان کو یاد رہا-

باب ۱۱: اذان کی ابتداء کا قصہ

سنن ابو داود میں اذان کی ابتداء کے حوالے سے ایک قصہ نقل ہوا ہے جو بہت مشہور ہے اور افسوس اس کو بلا سوچے سمجھے قبول کر لیا گیا ہے۔ سنن ابو داود میں ہے

ابو عمیر بن انس اپنے ایک انصاری چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فکرمند ہوئے کہ لوگوں کو کس طرح نماز کے لیے اکٹھا کیا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ نماز کا وقت ہونے پر ایک جھنڈا نصب کر دیجئیے، جسے دیکھ کر ایک شخص دوسرے کو باخبر کر دے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ رائے پسند نہ آئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بگل ا؎ کا ذکر کیا گیا، زیاد کی روایت میں ہے: یہود کے بگل (کا ذکر کیا گیا) تو یہ تجویز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس میں یہودیوں کی مشابہت ہے“۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناقوس کا ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:”اس میں نصرانیوں کی مشابہت ہے“۔ پھر عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹے، وہ بھی (اس مسئلہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فکرمند تھے، چنانچہ انہیں خواب میں اذان کا طریقہ بتایا گیا۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ صبح تڑکے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ کو اس خواب کی خبر دی اور آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں کچھ سو رہا تھا اور کچھ جاگ رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص (خواب میں) میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اذان سکھائی، راوی کہتے ہیں: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس سے پہلے یہ خواب دیکھ چکے تھے لیکن وہ اسے بیس دن تک چھپائے رہے، پھر انہوں نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے ان سے فرمایا: ”تم کو کس چیز نے اسے بتانے سے روکا؟“، انہوں نے کہا: چونکہ مجھ سے پہلے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اسے آپ سے بیان کر دیا اس لیے مجھے شرم آ رہی تھی ۲؎، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلال! اٹھو اور جیسے عبداللہ بن زید تم کو کرنے کو کہیں اسی طرح کرو“، چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی ۳؎۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوعمیر نے بیان کیا کہ انصار سمجھتے تھے کہ اگر عبداللہ بن زید ان دنوں بیمار نہ ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہی کو مؤذن بناتے۔

اس قصہ میں ایک انصاری چچا مجہول الحال ہے

دوسری روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ،عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کی تیاری کا حکم دینے کا ارادہ کیاتاکہ لوگوں کو نماز کی خاطر جمع ہونے کے لیے اسے بجایا جا سکے تو ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اے کے ہاتھ میں ناقوس ہے، میں نے اس سے پوچھا: اللہ کے بندے! کیا اسے فروخت کرو گے؟ اس نے کہا: تم اسے کیا کرو گے؟ میں نے کہا: ہم اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے بلائیں گے، اس شخص نے کہا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور بتائیے، تو اس نے کہا: تم اس طرح کہو «الله أكبر الله أكبر الله أكبر الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله أشهد أن محمدا رسول الله حى على الصلاة حى على الصلاة حى على الفلاح حى على الفلاح الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله» اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کے لیے آؤ، نماز کے لیے آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ شخص مجھ سے تھوڑا پیچھے ہٹ گیا، زیادہ دور نہیں گیا پھر اس نے کہا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اس طرح کہو: «الله أكبر الله أكبر أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن محمدا رسول الله حى على الصلاة حى على الفلاح قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله» "۔ پھر جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے دیکھا تھا اسے آپ سے بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان شاءاللہ یہ

خواب سچا ہے"، پھر فرمایا: "تم بلال کے ساتھ اٹھ کر جاؤ اور جو کلمات تم نے خواب میں دیکھے ہیں وہ انہیں بتاتے جاؤ تاکہ اس کے مطابق وہ اذان دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے"۲ے۔ چنانچہ میں بلال کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا، میں انہیں اذان کے کلمات بتاتا جاتا تھا اور وہ اسے پکارتے جاتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سے سنا تو وہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور کہہ رہے تھے: اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الحمدللہ"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: اسی طرح زہری کی روایت ہے، جسے انہوں نے سعید بن مسیب سے، اور سعید نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں ابن اسحاق نے زہری سے یوں نقل کیا ہے: «اللہ أکبر اللہ أکبر اللہ أکبر اللہ أکبر» (یعنی چار بار) اور معمر اور یونس نے زہری سے صرف «اللہ أکبر اللہ أکبر» کی روایت کی ہے، اسے انہوں نے دہرایا نہیں ہے۔

اس میں محمَّد بن إسحاق، ہے جس کو عثمانی صاحب اور امام مالک نے دجال قرار دیا ہے- یہ خواب کا قصہ صحیح سند سے معلوم نہیں ہے- فقہ کے مسائل میں ضعیف روایت کو عمل میں حسن کہہ کر لیا جاتا ہے- یہاں ایسا ہی ہے صحیح سند سے یہ روایت نہیں ہے، ضعیف ہے اور فقہ میں اس کی کوئی اور دلیل نہیں تو حسن ہوئی- حسن روایت پر فرقوں کے نزدیک عقائد کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے- راقم کے نزدیک حسن روایت عمل میں تو چلتی ہے لیکن عقائد میں نہیں چلتی-

اس روایت کی متابعت میں صحیح بخاری کی روایت پیش کی جاتی ہے

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ، يَقُولُ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَاةَ لَيْسَ يُنَادَى لَهَا، فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذَلِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارَى، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوقًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ""يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ"".

جب مسلمان مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے اور کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا (بگل بنا لو، اس کو پھونک دیا کرو)

لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا کرے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی رائے کو پسند فرمایا اور بلال سے) فرمایا کہ بلال! اٹھ اور نماز کے لیے اذان دے۔

اور

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ، قَالَ: ""ذَكَرُوا أَنْ يَعْلَمُوا وَقْتَ الصَّلَاةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُونَهُ، فَذَكَرُوا أَنْ يُورُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا، فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ"".

جب مسلمان زیادہ ہو گئے تو مشورہ ہوا کہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ نماز کے وقت کا اعلان ہو جسے سب لوگ سمجھ لیں۔ کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ آگ روشن کی جائے۔ یا نرسنگا کے ذریعہ اعلان کریں۔ لیکن آخر میں بلال کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہیں اور تکبیر کے ایک ایک دفعہ۔ (بخاری، حدیث#606)۔

یہ روایت مختصر ہے صحیح ابن خزیمہ میں اسی سند سے ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِيُّ، نَا رَوْحُ بْنُ عَطَاء ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتِ الصَّلَاةُ إِذَا حَضَرَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - سَعَى رَجُلٌ فِي الطَّرِيقِ فَنَادَى: "الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوِ اتَّخَذْنَا نَاقُوسًا. قَالَ: "ذَلِكَ لِلنَّصَارَى". قَالُوا (1): فَلَوِ اتَّخَذْنَا بُوقًا. قَالَ: "ذَلِكَ لِلْيَهُودِ". قَالَ: فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ، وَأَنْ يُوتِرَ الْإِقَامَةَ.

انس بن مالک نے کہا جب دور نبوی میں نماز کا وقت اتا ایک شخص سڑک پر جاتا اور کہتا

الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ، الصَّلَاةُ

پس یہ لوگوں پر مشکل ہوا اور انہوں نے کہا اے رسول اللہ ناقوس لیں فرمایا یہ نصرانیوں کا ہے

کہا بوق لیں فرمایا یہ یہود کا ہے

پس بلال کو اذان کا حکم دیا جن میں دو دو بار کہیں اور اقامت میں ایک بار

صحیح ابن حبان میں ابن حبان نے اس پر باب قائم کیا ہے

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ قَوْلَ أَنَسٍ أُمِرَ بِلَالٌ أَرَادَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ غَيْرِهِ

ذکر بیان اس قول کا جو انس نے کہا کہ بلال کو حکم دیا تو اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی اور نہیں

پھر یہ حدیث دی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْجُنَيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

بحث

قابل غور ہے کہ

اول : عمر رضی اللہ عنہ نے ی صحیح بخاری کی روایت میں اپنے کسی خواب کا ذکر نہیں کیا ھے جس کا مطلب ہے کہ ایسا کوئی خواب انہوں نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اذان شروع ہونے کے حوالے سے صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے جس میں انہوں نے اپنے باپ کے کسی خواب کا ذکر تک نہیں کیا۔ اگر اذان ان کے باپ کے خواب پر شروع ہوئی ہوتی تو زندگی میں کم از کم ایک بار ہی ذکر کرتے لیکن کسی بھی حدیث میں نہیں کہ ابن عمر نے ذکر کیا ہو یا عمر کے کسی اور بیٹے نے ذکر کیا ہو کہ اذان ان کے باپ کے خواب پر شروع ہوئی

دوم : ہونا چاہیے کہ عمر کہتے میں نے خواب دیکھا ہے ۔جبکہ نہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا کہا نہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور وہاں موجود دیگر اصحاب رسول نے کبھی بھی ذکر نہیں کیا کہ بلال کو بلایا گیا اور عمر نے یا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہما نے اپنے کسی خواب کا ذکر کیا

سوم : صحیح بخاری میں موجود ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور رسول اللہ نے ان کو اذان میں دو دو بار الفاظ کہنے کا حکم کیا

چہارم : عمر رضی اللہ عنہ کی تجویز اصل میں ابراہیم علیہ السلام کو دیا گیا حکم تھا

وأذن في الناس بالحج

لوگوں پر حج کا اعلان کرو

عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بات کو نماز کے لئے بیان کیا لہذا یہ قیاس ہے

پنجم : شارحین کا کہنا ہے کہ اس وقت اذان کے الفاظ محض الصلاة جامعة (نماز جماعت سے ہے) تھے اور جو اذان اب دی جاتی ہے وہ تمام الفاظ نہیں مراد تھے- موذن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود الفاظ سکھائے- مسند احمد، ترمذی کی روایت ہے

أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کو رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اذان سکھائی

اسی طرح سمجھا جائے گا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے جو اذان دی اس کے الفاظ بھی یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی سکھائے ہوں گے-

اپنی اصل میں اذان عبادت نہیں ہے سنت ہے جو سہولت کے درجہ میں ہے-ہم کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور تک جمعہ کی دو اور تین اذان دی گئیں- دین میں عبادت میں اضافہ نہیں ہو سکتا ہاں سنت سے معلوم عمل میں ہو سکتا ہے- اذان دی جاتی ہے جب مسلمانوں کی تعداد اتنی ہو کہ فرض نماز کا وقت ان پر مخفی رہ جائے- اسی لئے فقہ احناف کی کتب میں اذان کو فرض قرار نہیں دیا گیا ہے اس کو سنة مؤكدة قرار دیا گیا ہے

بعض لوگوں نے ذہن میں اشکال پیدا ہوا کہ کیا کسی غیر نبی کی تجویز، رائے یا مشورہ مستقل دین بن سکتا ہے؟ اس کا جواب ہے کہ ہاں بالکل بن سکتا ہے- بعض عمل غیر نبی کے تھے لیکن دین میں جاری ہوئے ہیں اگر اللہ تعالی پسند کریں- مثلا صحیح بخاری کی حدیث ہے

حدثنا عبد الله بن مسلمة، عن مالك، عن نعيم بن عبد الله المجمر، عن علي بن يحيى بن خلاد الزرقي، عن أبيه، عن رفاعة بن رافع الزرقي، قال كنا يوما نصلي وراء النبي صلى الله عليه وسلم فلما رفع رأسه من الركعة قال " سمع الله لمن حمده". قال رجل وراءه ربنا ولك الحمد، حمدا كثيرا طيبا

مباركا فيه، فلما انصرف قال " من المتكلم". قال أنا. قال " رأيت بضعة وثلاثين ملكا يبتدرونها، أيهم يكتبها أول".

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا امام مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، انہوں نے علی بن یحیی بن خلاد زرقی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی سے، انہوں نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔ ایک شخص نے پیچھے سے کہا ر بنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکا فیہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں، اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔ (اس سے ان کلمات کی فضیلت ثابت ہوئی

اس میں ایک شخص نے وہ الفاظ کہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم نہیں دیے تھے لیکن ان کو پسند کیا گیا اور رسول سے ان پر تائید مل گئی- ہاجرہ علیہ السلام جو غیر نبی ہیں ان کی مکہ میں صفا و مروہ کے درمیان دوڑ کو اب سعی کہا جاتا ہے-